ان من الشعر لحکمة

المنة لله کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان از تصانیف یار السلطان

آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد متخلص بہ قلق دیباچہ فرعشق مسمی بہ

مظہر عشق

کہ از ارشد تلامذہ و اقربا غرہ مہر سپہر سخنوری رشک ظہوری و انوری نکتہ سنج بے نظیر

جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہین

مطبع منشی نول کشور کانپور مین بھگوان دیال الخیبت نے چھاپا اور شائع کیا

عہ جز

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُن بعض کتب کلیات و مثنویات اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات ودواوین اُردو		کلیات صنعت۔	۹ر۹ پائی
کلیات ظفر ہر چار جلد کامل۔ دو جلد مین۔	عہ ۴ر	دیوان شاہ تراب۔	۱۱ر۳ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ر	کلیات نظیر اکبرآبادی۔	۶ر۶ پائی
کلیات مومن۔	۹ر۳ پائی	کلیات وہی۔ کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
دیوان ناسخ۔	۱۲ر۶ پائی	دیوان ذوق۔	۴ر۳ پائی
کلیات آتش۔	۸ر	دیوان فدا۔ جلد ثانی مسمے بریاض گلفشان	۷ر
کلیات نعتیہ مجید۔ مصنفہ مولوی عبدالمجید خان۔	عہر	دیوان رند۔ مسمے بہ گلدستۂ عشق۔	۶ر۹ پائی
کلیات امیراللہ تسلیم۔	۱۲ر	دیوان غالب۔ دہلوی۔	بلا وضاحت ۴ر۶ پائی
کلیات میر تقی۔	عہ ۱۲ر	دیوان خاجہ میر درد۔	۲ر
کلیات سودا۔	عہ ۴ر	دیوان بہار عرب۔	ار۶ پائی
کلیات انشاء اللہ خان۔	عہ	دیوان لطف۔	۲ر
شاہد عشرت۔	۶ پائی	دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب۔	۱۱ر
سخن شعرا۔	۱۵ر	دیوان غافل۔ منورخان صاحب۔	۴ر
زبان ریختہ۔	۶ پائی	دیوان مرغوب جہان تصنیف تجمل حسین خانصاحب۔	۸ر ب
قطعہ منتخب۔	۳ر۳ پائی	دیوان نیاز۔	۲ر

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

از تصانیف یار السلطان آفتاب الدوله مہر الملک خواجه ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجه اسد متخلص به قلق دیوان فصاحت بیان دیباچه دفتر عشق مسمی به

مظہر عشق

۱۹۱۱ء

که ارشد تلامذه و اقرب اعزه مہر سپہر سخنوری رشک ظہوری و انوری شاعر بے نظیر جناب خواجه محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص به وزیر غفر الله القدیر سے ہین

مطبع منشی نولکشور مین بطبع مزین مطبوع جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اختر نگر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

زبس ہے جوشِ نمو از درون خمِ رنگِ بہار
تڑپتی ہے رگِ گل مثلِ نبضِ عاشقِ زار

ہوا بہار سے ہر اک پتنگ رشکِ ہزار
نہال شمع بنی شاخ شعلہ لائی بار

زمین و در و یہ ہوئی اندنو نمین باغ بہار
کہ شاخ گاؤ زمین سبز ہو کے لائی بار

بنے ہیں صاف ہم آوازِ نگر خانِ عاشق
شکستِ رنگ کی آواز ہے ترانۂ یار

[illegible]

یہ عندلیب سے کہدے کوئی بہ زمزمہ	سوار باد ہوئی بوے گل سلیمان وار
چمن مین گر کوئی بدست و پا کو لے آئے	تو ہاتھ پانون ہون پیدا برنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہی مسیحا کیطرح سے اعجاز	چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار
نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی	یقین ہی پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار
ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے	عجب نہین ہی جو مرغ کباب ہو طیار
کلیم آئین چمن مین اگر پے گلگشت	یقین ہی ید بیضا سے نکلے بلبل زار
جو اشرفی ہی گل اشرفی تو زر زر گل	بنی ہی رشک چمن ہر امیر کی سرکار
یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا	کہ قطرے شبنم تر کے ہین دانہ ہاے انار
زبس ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی	کہ گرمی دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار
پڑھون وہ مطلع رنگین و عاشقانہ اب	ہزار جس کی کرے وصف بلبل گلزار

مطلع ثانی

نہال قد پری اسکو کرے و فصل بہار	بلند ہو قد آدم اگر زمین سے غبار
دکھا رہی ہی یہ حد تمین کثرت آج بہار	ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

۳ [illegible]

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

ریاضِ دہر مین کی آپ نے یہ زر بخشی
کہ اغنیا کی روش گل بھی ہوگئے زردار

بنی ہر شاخ صدف آب فقیر کی کشتی
بکھرے ہین دانۂ گندم کی جا دُرِ شہوار

چمن ہوا ہی زرِ گل سے گنجِ باد آورد
نثار ہی ہی گلِ اشرفی کو بادِ بہار

اُٹھا کے بارِ عنایات کو جو چل نہ سکا
اسی سبب سے خمیدہ ہی چرخِ کجرفتار

لکھون صفت مین بھلا کیا عطا بیحد کی
شمار ہو نہ سکے جس کا تا بروزِ شمار

کرم سے شاہ کے ہی جامِ جم جو کاسۂ فقر
گدا کو شاہ کہا کرتے ہین صغار و کبار

کرم سے آپکے ادنی بھی ہوگئے اعلی
بنے ہین کرمکِ شب تاب کوکبِ سیار

گلیم پوش دوشالے بچھا کے سوتے ہین
جو تھے پیادے وہ اب ہوگئے ہین خیل سوار

ہوا ہی حکم معلے جو مہر بت شکنی
شکستہ لکھتے ہین لفظ بتا کو سب پندار

جنیو پہنا برہمن نے تو ہلاک ہوا
بنا جنیو کا ہاتھ اُسکے واسطے زنار

لب پیالۂ ساقی ہی مائل توبہ
صدائے قلقلِ مینا ہی صاف استغفار

جو آپ حامی دین ہین تو یہ ہی ہیبت شرع
چھپا ہی دانۂ سبحہ مین رشتۂ زنار

جم و سکندر و دارا و قیصر و فغفور
یہ کمترین غلام حضور ہین دو چار

[illegible]

قصیدہ در مدح و عیدی حضرت
سلطان عالم و عالمیان
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

[illegible]

مخمس ۵

[illegible]

چلے جو باد بہاری تو پھولون کے بدلے
فلک سے ٹوٹ کے تصدق مین کوکب سیار

بس اب زبان کو روک ای قلق ادب کہ ادب
کہان تو اور کہان مدح شاہ عرش وقار

خدا کی شان ہی کیا خوب چھوٹا منھ بڑی بات
زبان روک ذرا اُسن چکے ترے اشعار

ادا ے شکر کر اب تو کہ فضل سے اپنے
یہ تجھسے ہیچ ہی ان کو دیا خدا نے وقار

کہ ایسا کامل و ذی مرتبہ ملا اُستاد
جہان کہ خسرو ملکِ سخن مین باج گزار

ترا یہ منھ تھا کہ سلطان عالم و عادل
بنائین دست مبارک سے خود ترے اشعار

خوشا نصیب و خجستہ قسمت و خوشا طالع
کہ ہو حضور کے شاگردون مین ترا بھی شمار

اگر یونہین ہی چندے نگاہ مہر حضور
برنگ مہر چمک جائین گے ترے اشعار

حضور مین جو ارادہ ہو عرض حاجت کا
تو اضطراب یہ بیجا ترا ہی اور بیکار

تو دل مین سوچ تو ایسے سخی سے اور سوال
جہان کہ ابر سخاوت ہی روز گوہر بار

ہمارے خانۂ امید مین نہ آے گی
کہان تلک قلق اس ابر فیض کی بوچھار

اٹھا کے دست دعا سوے قبلۂ حاجات
دعا مین مانگ یہ لے کہ ای مرے غفار

رواج عشق کا جبتک رہے زمانے مین
جہان مین گرم رہے تا کہ حسن کا بازار

[illegible]

نور مین ہر شجر باغ ہو اک فرشی جھاڑ | بزم گلزار مین لالے کو کنول ہین روشن
جوش گل ہے یہ چمن مین خس و خاشاک ہین گم | آشیان پھولونسے چھاتا ہے ہر اک مرغ چمن
بے سبب گل نہین تسخیر ہوے ہین شاید | عندلیبونکے گلے مین ہے دعاے سوسن
ہر سحر کرتی ہے مشاطہ گری باد بہار | صرف آرائش و تزئین ہین عروسان چمن
کیا فقط روغنی شمع گل شبو ہے | چار سو سرو سہی کا شاخ الگ ہے روشن
جسطرف دیکھو ہر اک رنگ مین ہے اپنے مست | بدھیان جھولونکی پہنے ہین جوانان چمن
غنچے ہین بلبلون کے ہر شجر گلشن پر | شاخونمین جھولنے کو ڈالی ہے عشق کی رسن
یہ ہوا چلتی ہے جان بخش عجب کیا ہے اگر | مرغ تصویر بھی پرواز کرے سوے چمن
وا ہوا غنچۂ دل دیکھکے اس موسم مین | بلبل طبع رسا نے یہ کیا مجھسے سخن
اب ولیعہد بہادر کی لکھو کچھ تعریف | ہو چکی ہو چکی رنگین سخنی مشفق من
سن کے یہ نکتہ دلچسپ ہوا جی محظوظ | شاہد طبع دکھانے لگا اپنا جوبن
نور آگین کیا اس رنگ کا مطلع موزون | جس سے شرمندہ ہوا مطلع صبح گلشن

مطلع ثانی

ضیغم بیشۂ جرأت ہی یہ توہین کرے
شیر سے آنکھ ملائے تو جھکائے گردن

ایسے سردار نہ ہم پائین اگر ڈھونڈھین
چین و روم و ختن و مصر و بدخشان و یمن

خلق مین وضع مین ہمت مین و تمکین مین فزون
کہین دنیا مین عدیل اسکا نہین مشفق من

بانکا پورا ہی ایسا جو کہے منہ سے کرے
محو دلبستہ رہے تو حاصل مطلب ہمہ تن

رفعتا پرور و طباع و متین و دانا
نکتہ مین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہی کہ اس ذہن و ذکا کے آگے
طفل مکتب ہی ارسطو و فلاطون کودن

حل ہمت کا بھی ہو وقت ہر اک پر جیسے
گنج قارون اُسے ملجائے اگر مشفق من

گلشن نظم مین چہکے جو ذرا بلبل فکر
طرفہ دکھلائے بہار چمنستان سخن

زیور معنی رنگین سے عروس مضمون
یون سجے مرمین سجی جاتی ہی جسطرح دولھن

روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان
اصطلاحات پہ صدقے ہوے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی
ترتیب ہی کہیے کہ درج در مضمون ہی دہن

طبع دشوار پسند آئے جو دشواری پر
روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہوا مشکل تر
چونک اُٹھا بلبل شیراز میان مدفن

کہا یہ قلقل مینا نے مجھ سے مستی مین
وہ کون یعنی کہ سلطان عالم و عادل
قوی ضعیف ہوے بسکہ عہد سلطانین
اگر پتنگ کا دھوکے سے ایک پر جلجاے
کرم سے اپنے جسے چاہین تاج بخش کرین
نگاہ مہر عنایت سے رتبہ افزون ہو
جو آستین سے باہر ہو دست گوہر بار
کرم سے شہ کے گدا بھی ہو شاہ کہلاتا
اُٹھاکے ہاتھ دعا مانگ اے قلقل وے
خدا کے فضل سے تاہو در اجابت باز
رہے زمین پہ جب تک کہ آسمان قائم
ہمارا شاہ شہنشاہ ہفت کشور ہو

پیانہ ہاتھ سے رکھ لو ادب سے مدح حضور
ملک سپاہ فلک قدر روکش فغفور
بنائے باز کے چنگل مین آشیان عصفور
تو ڈرے خوف کے محفل سے شمع ہو کافور
پڑے جو سایہ بنے صورت ہما عصفور
جہا نمین ذرہ ہر اک آفتاب ہو مشہور
وہین غبار یتیمی رخ گہر سے ہو دور
کہ پانون توڑ کے بیٹھا تو ہو گیا تیمور
دکھایا صبح اجابت نے چہرۂ پُر نور
دعا قبول کرے جبتلک کہ رب غفور
ہمیشہ ماہ کو تا آفتاب بخشے نور
رکاب چومے ہمدارو قیصر و فغفور

در تہنیت عید الضحیٰ

[illegible]

گردش سے چشم مست شہ خوش نگاہ کی
دل دلبروں کا صورت سرمہ پسا رہے

سودا فزوں ہو الفت مژگان شاہ کا
کھٹکا یہ میرے گلشن دل میں لگا رہے

اے ظل حق ہما کی سعادت ہو وہ اگر
محتاج کسب سایۂ نعلین کا رہے

حاتم کی روح کی یہ صدا ہے کہ اے کریم
تا حشر اس سخی کا در فیض وا رہے

بادام چشم و سیب زنخدان حضور کا
عاشق کے درد دل کی ہمیشہ دوا رہے

اس نونہال باغ تمنائے خلق کی
ہر دم ریاض دہر میں نشو و نما رہے

یارب نہال عیش شہنشاہ کا مرے
گلزار روزگار میں پھولا پھلا رہے

نیسان کی طرح دامن امید خلق پر
دُربار ابر رحمت جود و سخا رہے

بھرتی ہے میرے آگے ہوا خواہیوں کا دم
یا میں ہی اس چمن میں رہوں یا صبا رہے

بوسہ اگر ملے لب میگوں کا آپ کے
بنت عنب کو ہوش نہ باقی ذرا رہے

دریا دلی شہ کا بڑھے روز اوج موج
جوش و خروش قلزم جود و عطا رہے

سونگھے کبھی جو نکہت زلف حضور کو
ہر دم دماغ سنبل گلشن بسا رہے

لیں اس گل عذار سے گل دام رنگ روپ
طوطی خط سبز سدا بولتا رہے

۹ بہاریہ

بطن صدف میں تا گہر [illegible]

[illegible] بادِ بہاری [illegible]

عجب یہ حال باد بہاری کی [illegible]

کہ نوبت چھڑی اور [illegible]

در تہنیت عید

خدیو جہان شاہ عالم پناہ
ثریا وقار و فلک بارگاہ
بہار گلستان ہندوستان
جہان پرور و جان ہندوستان

رکاب سعادت مین کچھ کچھ خواص — چپ و راست چارون غلامان خاص
قلق اور برق و بتول و اسیر — کہ جن کا نہین چار حد مین نظیر
سلیمان سوار ہوا وار تھا — جلو زیر ہر ایک ہوادار تھا
کہین مجمع خوبرویان شہر — چنندہ جو تھے سب مین اور جان شہر
تماشائیون کا وہ ہر سو ہجوم — وہ چارون طرف آمد آمد کی دھوم
زہے حسن سلطان عالم پناہ — ٹھہرتی نہ تھی جس پہ ہرگز نگاہ
سمن بو صنوبر قد و گلبدن — وہ زیب بدن سوسنی پیرہن
نیا رنگ پوشاک لائی قلق — بہار گل سوسن آئی قلق
وہ چتون کہ غارتگر جان و دل — وہ آنکھین کہ نرگس بھی جنسے خجل
وہ تیور کہ شیرون کا زہرہ ہو آب — وہ صولت کہ تھرا لئے افراسیاب
پئے عاشقان قبلہ و کج کلاہ — سنانون سے افزون وہ ترچھی نگاہ
جو کی تیغ ابروے سلطان کی دید — حسین ہو گئے کربلا مین شہید
الٰہی سلامت رہین تا ابد — نہ پہونچے قیامت تلک چشم بد

11

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ردیف الف)

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے ہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

گر دنگار روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہی نخلبند گلشن ایجاد ای صانع
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا

کریگا حشر مین ہم عاصیو نکو سرخرو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشت شہادت کا

[illegible]

تو اپنے نقد طاعت پر غرور اتنا نکر زاہد
وہ کم مایہ ہو نہین روز جزا مرغ عمل میرا
اُڑا کرتا ہی جو شرم سیہ کاری سے یہ مجرم
اگر ہو جائے وقف فریقے سے تو توکل کے
نہین جز انفعال جرم کچھ یان مال دنیا سے
عرق نے انفعال جرم کے طوفان اُٹھائے ہین
عجب کیا گر ہو جوش انفعال جرم اس درجہ
ہری ہو جائیگی کشت امید معصیت کاران
عجب کیا ہو وہ شاداب و مند آب رحمت سے
طمع بھی کیا بری شی ہے کہ مثل ماہ چندہ ہین
رہو نگا جلوہ دیدار سے بیخود قیامت تک

نہین ہی قاضی روز جزا مشتاق رشوت کا
بنے گا صید شاہین ترازوے قیامت کا
مرا مرغ آشیان ہی طائر رنگ ندامت کا
مزا ہو سوکھے ٹکڑون مین بھی پیدا نان نعمت کا
ہمارے بعد وارث پائینگے ترکہ ندامت کا
فلک بھی ایک شیشہ ہی مرے آب خجالت کا
ڈبو دے کشتی تن کو مرے دریا ندامت کا
اگر پڑ جائیگا چھینٹا کوئی باران رحمت کا
جو کشت توبہ مین بوئے تخم اشک ندامت کا
گھٹا دیتا ہی عزت کو بڑھانا دست حاجت کا
کیا ماہ تجلی نے کتان ملبوس طاقت کا

قلق دیو طمع کو اک نہ اک دن ہم پچھاڑین گے
ہمین ہی آزمانا زور بازوے قناعت کا

[illegible]

[illegible]

ہوا مسجود افلاک آستانہ کسکا جز تیرے	فرشتہ کونسے در پر ہوا محتاج اجازت کا
نہان ہو نیسے اسکے ہی یہ مزِ زینت افروزی	ترا سایہ بنا ہی سرمہ چشم حورِ جنت کا
لیا عہدِ نجاتِ نارِ حق نے وقتِ حلت بھی	ہوا کوئی نبی ایسا نہ دلسوز اپنی اُمت کا
کرونگا زیر تیری بیڑی سے نفس سرکش کو	ہی نقشِ پائے اقدس تکیہ بازوے حمایت کا
کھینگی دیکھکر نقش قدم کو آپکے حورین	ستارا آجکل جبہ کا ہوا ہی صبح جنت کا
دعاے مغفرت کی اسلیے تا زیست امروکو	بہت تھا پاس اُسکو آبرو ریزی اُمت کا
مین اُسکی خاک پا کو توتیاے چشم کرتا ہون	نظر آتا ہی جسدم کوئی زائر تیری تربت کا
عطا کس پیار سے فرمایا مرحومہ خطاب اسکو	خدا نے مرتبہ ایسا کیا ہی کسکی اُمت کا
زمین بوسی درگاہ معلی کا شرف دیکھو	فلک کے مرتبہ حاصل ہو کس اوجِ رفعت کا

قلق یہ آرزو ہی چشم مشتاق زیارت کو
کہ ہو مرغ نگہ پروانہ اُس کی شمع تربت کا

ہوا آغاز وانجام اسطرح جسے نظم خلقت کا	نبی مقطع رسالت کا علی مطلع امامت کا
ہوا بیت الحرم مشرق ترے نور ولادت کا	تو ہی مصراع اول مطلع صبح امامت کا

ہشتم ۱۳

ہوا ہی تیری ذات [illegible] گلستان امامت کا
[illegible] جنت کو [illegible] ہدایت کا
[illegible] نقش قدم ہی جادہ راہ ہدایت کا
[illegible] ارباب حاجت کا
[illegible] سلطان رسول [illegible]

[illegible]

نہ ہوا ابھی قاتل پہ بیلکش کی کرامت کا
عجب یا مانع ہوئے ان میں طرز اعجاز مسیحائی
ظرافت ہو نرالا پیم بیلکش کی ظرافت کا
سلیمان حلت [illegible] عیش تخت جاری ہی
یہی پیچھے دیا تھا ابجد و اب محبت کا
دبستان ازل میں او ستاد عشق سے نہ پوچھو
گلستان ہو خندہ دنگل [illegible] غفلت کا
بہار باغ عالم بے ثبات ایسی ہی [illegible]
سفیدی ہو سحر کی نور [illegible] عبرت کا
شفق میں تر لہو و لب کو نرگس کرتے ہین

نگین کی آبرو بس نام کے باعث سے ہوتی ہی
زمین سے تا فلک روشن ہی قدر و منزلت اُسکی
کبھی اندھیرے سے خورشید کے رعشہ نہیں جاتا

ترا کب فخر امامت سے ہی تو ہی فخر امامت کا
بلا شک تیر اعظم علی ہی برج عظمت کا
اثر باقی ہی ابتک شیر حق کے رعب و صولت کا

مقرر میرا شمع بزم دین تشریف لائے گا
قلق مجکو نہیں ہی خوف تاریکی تربت کا

رگ و پے مین بھرا ہی سے شور اُسکی محبت کا
بنایا نیسے مرے بگڑا یہ تنگ انکی طبیعت کا
خریداری جنس حسن پر رغبت دلاتا ہی
صدائے آہ ہی مضراب غم کی چھیڑ سے پیدا
جو وقت قتل اُسکے لعل شیرین کا پڑا پرتو
ہوا یہ دل نہ جب بیرا تو پھر کیا اور کا ہوگا
زمانے کو تو نیرے واسطے ان سب نے چھوڑا ہی
عبث آسودگان خاک کو بدخواب کرتے ہو

نمک پروردہ ہو نہیں یار کے حسن و ملاحت کا
مجھی سے ہی پریزادونکو دعوے آدمیت کا
بنا ہی شوق دل لالا ہزار محبت کا
دل نالان نیا پردہ ہی قانون محبت کا
پلایا آب تیغ یار نے شربت شہادت کا
بھروسہ کیجیو تم بھی نہ ایسے بیمروت کا
نہوں کسطرح میں ممنون درد و رنج و محنت کا
ابھی سے کیوں مچا رکھا ہی ہنگامہ قیامت کا

ردیف ت ۱۳۱

[illegible]

۱۵

کھلا ہی آبیاری کشتِ غم سے سینے مین	مرے گلشن مین لالہ نام ہی داغِ محبت کا
وفورِ ضعف ہی فرقت کی شب کیا چین سے سوؤن	تنِ لاغر مرا تنکا ہی چشمِ خواب راحت کا
مرے ابرو کمان نے عشق نے یہ نام رکھوائے	دلِ ناشاد تودا بن گیا تیرِ ملامت کا
سوائے شورِ قلقل مست کب سنتے ہین واعظ کی	بھرا ہی پنبۂ مینا سے پردہ گوشِ غفلت کا
وہ دیوانہ ہون سر جب پاؤن جب بیابان مین ڈالین	تو کوہِ قاف مین کونڈا کیا پریون نے منت کا
سکھاتے سامری کو سحر برسون نرگسِ جادو	ترے ہونٹھون سے عیسیٰ سیکھ لین پیشہ طبابت کا
غنی ہونے پہ بھی عیبِ طمع جاتا نہین ہرگز	دلِ اہلِ ہوس پیوند ہی دامانِ دولت کا
ہوا ہی تنگ ہنایا درخ مین باعثِ تزئین	لگا ہی خانۂ دل مین مرے آئینہ حیرت کا
دلِ شیدا مین جب اس حور وش کا دھیان آ نکلا	ہر اک چھالا جگر کا ہو گا دریچہ قصرِ جنت کا
بجائے فاتحہ ہر دم وہ یہ آ آ کے کہتے ہین	ق ہماری قبر پر تعویز ہی سنگِ ملامت کا

قلق ملتا ہی لطفِ حق پرستی بت پرستی مین
نہین عشقِ مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا

تھا قصدِ قتلِ غیر مگر مین طلب ہوا	جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

اگر ای بت تمھاری کرامات دیکھ لے
شیخ حرم مرید ہو پیر کنشت کا

خورشید روز حشر بنے صورت حل
سایہ اگر پڑے دل ظلمت سرشت کا

آیا نہ دام مین ترا دیوانہ ای پری
کوئی چلا فریب نہ حور بہشت کا

پامال ہونگے یار کی رفتار ناز سے
مضمون کھلا یہ آج خط سرنوشت کا

سنگ الم سے ٹوٹا دل اس بادہ خوار کا
اٹھا نہ بوجھ اپنے سر خم سے خشت کا

یاد فروغ رخ تری ای غیرت قمر
ہی نور دیدۂ دل ظلمت سرشت کا

دیکھا وہان بھی تجکو جو پہنے ہوے حریر
زاہد اتار لونگا مین حلہ بہشت کا

ق

مجھسے سیہ کار کا ہنگام باز پرس
کاغذ کرینگے پیش جو اعمال زشت کا

اتنا کہونگا کاتب اعمال سے ضرور
کیجیے مقابلہ تو خط سرنوشت کا

شیدا قلق ہین ایک بت شمع رو پہ ہم
پروانہ اپنا دل ہی چراغ کنشت کا

باغ دیوان مین ہی سو دن جو صف پاک نکلا
مرتبہ ہو یہ ترے دیوانۂ ذیجاہ کا

آشیان ہر دائرہ ہی مرغ بسم اللہ کا
کشور وحشت مین ہی ہمراہ نالہ آہ کا

[illegible]

کر طواف اپنے دل مجروح کا تو اگر
ہو تو اب اس بتکدہ مین حج بیت اللہ کا

محو شرِ گلکن ہین بہت نادکمراج اذیشت شوق
آبلون سے ناز اٹھیگا بس غنچہ خار راہ کا

آتش عشق اس تن لاغر کی دشمن کیون نہو
رو زاول سے عدو شعلہ ہی برگ کاہ کا

مردہ دل مخمور کو جانبخش ہی عیسیٰ کیطرح
قلقل مینا ہی نعرہ قم باذن اللہ کا

اپنے قاتل کی ہین آمد سنکے بسمل ہوگیا
غل ہوا در پر جو بسم اللہ بسم اللہ کا

گنتی کے بوسے جو دیکر ہونٹھ کاٹا سمجھے ہم
وہ بھی بٹا کاٹ لیتے ہین زرِ تنخواہ کا

مرض شوق قتل کی جرأت نہین پڑتی مجھے
رعب قاتل سا نہوگا رعب نادر شاہ کا

تخت گرم دل ہین پر گر پڑا اشکونکے ساتھ
ہوگیا ٹھنڈا یہ سیپارہ کلام اللہ کا

انکھین ہین آشوب عالم پر بلا زلف سیاہ
فتنۂ محشر لقب ہی قامت کوتاہ کا

کسقدر اندھیر ہی اس شاہ کی سرکار مین
رود ہوتا ہی تنزل اک ترقی خواہ کا

عشق خط مین لاغر ایسا ہون کہ مجکو ہی قلق
کو دسے بھی ہی زیادہ بوجھ برگ کاہ کا

مختصر ہی اپنا قاتل جو عشق مجازی کا
ہی موج بحر رحمت نام اس تیغ جہازی کا

وحشت سے عیب مستی عصیاں ڈھنکے مرے
ہر داغ دل کے جام کا سر پوش ہو گیا

رخصت میں گفتگو جو شب وصل اُسنے کی
شمع سحر کی طرح میں خاموش ہو گیا

جھک کر ملے جو عید کو اُس شاہ ماہ سے
ہالہ ہمارا حلقۂ آغوش ہو گیا

کیونکر ملائے آنکھ کہ کیف شراب حسن
ساقی کے جام چشم کا سر پوش ہو گیا

اُلفت میں چشم مست کے خود رفتہ دل ہوا
کم ظرف ایک جام میں بیہوش ہو گیا

زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا

خط شعاع موج خرام آپ کی بنی
خورشید ہر ستارۂ پا پوش ہو گیا

قاتل نے سر اُتارا تقاضے سے ہو کے تنگ
گنداُ اسے گران میں سبکدوش ہو گیا

آئی ہے بکفش فوج میں جان اُسمیں آ گئی
وہ پاؤں روح قالب پاپوش ہو گیا

جوبن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا
اُسنے سنبھالا ہوش میں بیہوش ہو گیا

تزئین کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
خجلت سے گھر میں آئنہ روپوش ہو گیا

تیغ نگاہ قاتل خونیں کی سُنکے دھاک
آئینہ جوہروں سے زرہ پوش ہو گیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا

جگہ یہ عشق خال گوشۂ ابروئے یار کی ہی
یہ ثابت ہی مری لیلی کے سیارے بھی مجنون ہین
وہ مجنون ہین پس رگ آئے وہ تو رشک کے مارے
نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقی مہوش

سویدا بنگیا ہی سنگ اسود کعبۂ دل کا
نہین ہی ہالہ یہ مہ مین ہی حلقہ سلاسل کا
غبار اُٹھکر بنے پردہ مری محمل کے محمل کا
چھلک جاتا ہی اک ہی شب مین ساغر ماہ کامل کا

قلق ہوتی ہی آسانی سے جانباز کی حل مشکل
حقیقت مین بہت ہی دم غنیمت تیغ قاتل کا •

فسونگر حسن عارض ہی مرے زہرہ شمائل کا
نہین کم ظلم سے لہو و لعب بھی میرے قاتل کا
اُٹھایا جب دوئی کا اتحاد عشق نے پردہ
شبیہ اس کشتۂ دیدار کی تو کھینچنا اے سپہر
دم قتل آسکی بے آبی نے میری آبرو رکھ لی
نہ کیونکر بازی طفلانہ قاتل یہ دم بھر کے
بڑا جھٹکا کمند لعب کا ابکی اُٹھایا ہی

گمان خط زنخدان پر ہی دود چاہ بابل کا
ہوا کرتا ہی جیسا اُسکے گھر مین رقص بسمل کا
تو عالم چشم مجنون نہین ہو الیلی کے محمل کا
مصور گر ورق پاتا بیاض چشم بسمل کا
نہ مین شرمندۂ احسان ہو شمشیر قاتل کا
ہوا ہی یک کھیل اُسکو تماشا رقص بسمل کا
بہت مشکل ہی بچنا ان بلاسے اب مرے دل کا

١٩

[illegible]

گھل گھل کے شمع بزم جو یون ہوتی ہی تمام
کی ضعف ادیونسے مری نازنین نے جان
اُس زہرہ وش کے گانے مین سوز آگئی دکھائی
اظہار عشق رنگ رخ زرد نے کیا
ہو گی قضائے عمری ادا اپنی زیر تیغ
مرغان دل کی کشمکش اس دام مین رہے
نالان ہی ایک طفل مغنی کے ہاتھ سے
کیا کیا کیے ہین شوخ تلون مزاج خلق
بحر جہان مین اپنی بقا ہی حباب وار
عیسی و خضر بھرتے ہین دم نیست کا عبث
مخصوص یار غمزہ و عشوہ ہی کچھ نہین
عشق بتان سے نزع مین توبہ کا دھیان کر
پیدا تو کوئی اتنی حقیقت کرے قلق

پرچھا دان پڑ گیا ہی کسی دلگداز کا
انداز نے بھی ساتھ دیا اُنکے ناز کا
حائل اگر نہ بیچ مین پردہ ہو ساز کا
بندے پہ اتمام ہی افشائے راز کا
آیا ہی آج وقت ہماری نماز کا
کوتاہ حوصلہ ہو زلف دراز کا
دامان دل بھی کیا کوئی پردہ ہی ساز کا
نیرنگ دیتی ہی مرے رنگ ساز کا
ہی نقش آب نام ہمارے جہاز کا
دیکھا ہی نہین ہی منہ تری شمشیر ناز کا
رکھتا ہی اُسسے ناز بھی دعوی نیاز کا
ہنگام اقتضا رہی وقت احتراز کا
دعوے کچھ ایسا سہل ہی عشق مجاز کا

[illegible]

ساقیا ٹوٹیسی مودے ہے نہین کچھ سوجھتا / اے مسیحا بے نشہ کی عید ہے چھوٹن خط جام کا

رو دیے رونے پہ جس بھی مین دہلون اسیر / چشم گریان بن گیا ہر ایک حلقہ دام کا

اُس شہ خوبی کے داغ عشق سے خالی ہو کون / ہاے دلمین سکہ جاری ہے اُسیکے نام کا

حلقہ گیسو کو اُسکے پھانسنا منظور ہے / پڑ رہا ہے ڈورا مرغ دل پہ چشم دام کا

دل گیا آباد ہمنے داغہائے عشق سے / گنج ڈالا اس خزانے مین تمھارے نام کا

بت پرستی چھوڑ کر اب حق پرستی کیجیے / اسنے کہنا کہا تنگ نفس نا فرجام کا

وقت مَیخواری جو وہ صیاد یاد آیا مجھے / پڑ گیا پھندا گلے مین موج کمی کے دام کا

سوز غم سے اے قلق رونا مجھے یاد آگیا / آہ جب ٹپکا کوئی آنسو کباب جام کا

باز پار ونمے ہمیشہ اُس بت چالاک کا / سرمہ چشم ستم مین ہو یارب ہماری خاک کا

کیا مہکسے بس گیا سارا مکان اے گلبدن / غنچہ چٹکا یا کھلا بقچہ تری پوشاک کا

ساماں یاد رہتے ہین جاسے سکشی کے رات دن / سائبان کم ہین ہو بھی الست تاک کا

عشق مین بیخود دیئے ان دونون نے ہر بت نا مجھے / شام صلحا کی خوشی غم صبح حشتاک کا

۲۱ ختم بحر

[illegible]

اے میں سمجھا ہے سبب دریا پہ کب جاتے ہو روز	تم بھی چھینٹا کھا گئے شاید کسی پیراک کا

نخرے اُٹھتے ہیں کیا کیا اے قلق حمام میں
یار پر میل طبیعت دیکھ کر دلّاک کا

۲۲

ہے وہ مسکن آپ کے دیوانۂ بیباک کا	اک بگولا ہے فلک جس دشت وحشت ناک کا
مٹ گئے پھر بھی ہے باقی شوق دیدِ یار کا	چشم پر حسرت ہے ہر ذرہ ہماری خاک کا
سچ تو ہے نشہ میں کیا ہی سوجھتی ہے دور کی	تاک پر دھوکھا ہوا خشت خمِ افلاک کا
دشت غم میں رات دن رہتا ہے کیوں چکر مجھے	کیا میں چیدہ ہوں مہد گردش افلاک کا
آنچ پر اس درجہ سیلاب سرشک گرم ہے	برق اک مچھلی ہے بحر اشک آتشناک کا
مایہ گلگشت میں بھی ہے ادب مدِ نظر	پھول آنکھوں سے اٹھا لیتا ہوں نخل تاک کا
خال کا بوسہ دیا تو چشم میگون پھیر لی	نشا اترا ہے کا نشا چڑھ گیا تریاک کا
دیکھ کر جانبازوں کا مجمع شہادتگاہ میں	حسرت دل تک رہی ہے منھ بت سفاک کا
زور دکھایا اثر جذب دلِ نخچیر نے	بڑھ گیا حلقہ کمند آسا تری فتراک کا
دیکھنا کیا فیض صحبت ہے لب جانبخش کا	نام ہے جوہر حیات اُس شوخ کی مسواک کا

[illegible]

یہ تمنا ہے لبِ جانبخش ہو گر کوئی تیر
وے کے حُبّ و بغض نے جھانکا ہی پری مین ہنس پڑا
خوف سے تیر ہر دم رہا کرتا ہی اِخونریز خلق

وون دہانِ زخم سے بوسہ لبِ سوفار کا
کیا اثر دیوار مین ہی قہقہہ دیوار کا
زخم دامن دار کیا ردمال ہی تلوار کا

رات دن کن گردشون مین اپنی کٹتے ہین قلق
انقلابِ دھر ہی پھرنا نگاہ یار کا

گر پڑی بجلی تو ذکر آیا ترے رخسار کا
بل جو پڑ جائے سراسر نقش ہی تلوار کا
حکم جنت مین تو جانیکا نہین شیطان کو
تیغ عریان پر پڑا جو اُس دُر دندان کا عکس
ہڈیون سے میری نفرت تھی ہمارے تیغ کو
اسلیے ہر دم عرق افشان جبینِ یار ہی
او شکر لب تو عرق آلودہ عارض پر نہین
جو خریداری کو آیا جل گیا اے برقِ حسن

چل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا
حُسن ہی تیور ہے افزون ابروے خمدار کا
کوے جانا تمین ہی یارب دخل کیون اغیار کا
موجۂ آب گہر جوہر بنا تلوار کا
استخوان تک پہونچی جب منھ پھر گیا تلوار کا
تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتشِ رخسار کا
پی رہا ہو رس شکر خوار اگل رخسار کا
آجکل شہرہ ہی تیری گرمیِ بازار کا

۲۳

[illegible]

شب کو کہتے ہین اُسے ، تو دنکو خورشید
آگے شعر کے جیسے ظاہر ہو اعشق پنہان
کی ہی جس منھ سے صفت اُس سے برا کیا کہیے

روز نیرنگ یہ دکھلاتا ہی نقشا اُن کا
عقدہ در پردہ کیا کھل گیا پردا اُن کا
دہن زخم سے کچھ کیجیے شکوا اُن کا

اے قلق گو نہ کہین لین سمجھتے ہین وہ خوب
میری اُلفت سے ہوا خلق مین شہرا اُن کا

وصل سے افزون ہین شیشہ ہو گیا
درد دل درمان سے دونا ہو گیا

مٹ گئے تو سٹ گیا وہ شور و شر
سو گئے ہم شہر سونا ہو گیا

رہتی ہو دل مین گرے یاد بتان
کعبۂ دل بھی شوالا ہو گیا

مر گیا سُن کر صدا قلقل کی مین
ہجر مین شیشہ تنجا ہو گیا

ہون وہ مجرم جب اُٹھائے مین نے ہاتھ
باب توبہ دفعتہً وا ہو گیا

بندۂ درگاہ کو کر کے شہید
تیغ قاتل کا دونا ہو گیا

اہل دنیا بھولے ہین اللہ کو
ہر کوئی بندے کا بندا ہو گیا

او شکر لب کیا لگا یا دانت پر
تیغ جو منھ پہ میٹھا ہو گیا

۲۴۳

یک بیک خندۂ افزون سے نکل آئے اشک
ڈالے تتہ پر کہ ہنسنے مین بھی رونا نہ گیا

لن ترانی کا مزہ پوچھتا موسیٰ سے کوئی
اسنے کہتے تو کہ بیٹھے پہ دکھانہ گیا

خط تو قاصد کو دیا لکھ کے ولیکن مجھسے
ای قلق گھر کا پتا اُس سے بتایا نہ گیا

مجھسے گلزار جو ای بلبلِ نالان چھوٹا
اس دلِ افگار سے بھی کوچۂ جانان چھوٹا

تھا گرفتار وہ ہر روز نگہبانی مین
الگ مرتے ہی سو رنج سے دربان چھوٹا

مژدہ ای دل کہ بس اب اپنی اجل آپہونچی
حسرت ای جان کہ ہمسے درِ جانان چھوٹا

حشر کو ہونگا مین ای دستِ جنون دامنگیر
چاک کرنے مین جو اک تار گریبان چھوٹا

گھر سے نکلو نہ مری جان کہ ہم سنتے ہین
ہوا دو کو ڑیکا جب گلُ سے گلستان چھوٹا

پھر کسی دام مین ہر گز نہ پھنسے گا دلِ زار
تیرے پھندے سے جو ای زلفِ پریشان چھوٹا

جیتے جی ساتھ نہ چھوٹا تو پس مرگ ای شوخ
خاک سے بھی نہ ترا گوشۂ دامان چھوٹا

غل مچا آگ لگی آگ لگی آگ لگی
کیا کسی داغ سے پھاہا دلِ سوزان چھوٹا

غیرت و شرم و حیا ہمسے چھٹی تیرے لیے
تجھسے دل لگا جلانا نہ مری جان چھوٹا

۲۵

[illegible]

پروانہ وار پھرتی ترے گرد بزم مین
ہوتا نہ عذر شمع کو گر پاے لنگ کا

اگر سین گے چاک گریبان مرا مسیح
دیوانہ ہون مین حسن بتانِ فرنگ کا

نکلا پئے شکار جو وہ شہسوار ناز
ہر صید شیفتہ ہوا زینِ خدنگ کا

لکھے ہین ہمنے وصف خط سبز یار کے
جو دائرہ ہو نامے مین ساغر ہے بنگ کا

یارو بتونکی سنگدلی کا ہون مین شہید
تعویذ چاہیے مری تربت پہ سنگ کا

پتھرائین آنکھین اُسکی آئی جو بے مثال
عارض ترا ہو نور کا آئینہ سنگ کا

دریا مین چھینٹے جب کہ دو مطرب پسر
جام حباب جام بنا جلترنگ کا

پرتو پڑے جو اُس بت قاتل کے چہرے کا
عالم ہو آب تیغ مین بھی آب گنگ کا

دیکھا جو ساتھ قافلۂ اشک کے قلق
دھوکا ہوا مجھے دل نالان پہ زنگ کا

غم کی عاشقونکو فکر صبح و شام کیا
رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کا

اپنی ہستی مٹگئی ہمکو دوئی سے کام کیا
ہو انا المحبوب لب پہ نامہ و پیغام کا

خود فروشی پہ ہے مصروف وہ سیم اندام کیا
ہے متاع حسن کا منظور اُسے نیلام کا

برنگ شمع روشن ہو گئی ہر موج مے ساقی
پڑا پرتو جو ساغر میں حنائی روے گلگون کا

مرے نزدیک کیا ہی بو ہے مشک و نکہت سنبل
کہ ہو نہیں سمجھنے والا شمیم زلف شبگون کا

لکھی ہے جو غزل وصف دہان یار میں میں نے
بنا ہے آشیان ہر دائرہ عنقاے مضمون کا

وہ دیوانہ ہون جسے شیر مجکو شیر مادر ہے
نہیں کم دامن مادر سے اپنی کوہ و ہامون کا

یہ کس طفل لیلیٰ وش نے غزالین وحشت مین
عوض پتھر کے مارا مجکو ڈھیلا چشم مجنون کا

گلستان جہان مجکو پڑھتے ہین لڑکے میرے دیوانکو
لکھا ہے وصف جو اک رشک گل کے روے گلگون کا

چرا کر دلکو دزدیدہ نظر سے ساقی مہوش
کٹورا آب دو دا ہے بنی چشم میگون کا

تصور جو ترے دانتون کا آیا عین فرقت مین
نظر آیا ہر اک آنسو مین عالم دُرِ مکنون کا

وہ دیوانہ ہون یہ جس شجر پر پڑ گیا میرا
ہوا اُس پر تیقن ای پری بید مجنون کا

وہ منصف ہون کبھی افسانۂ لیلی جو لکھتا ہون
قلق خامہ بنا لیتا ہون شاخ بید مجنون کا

پڑ گیا پرتو جو شب اُس انجمن افروز کا
شمع پر دھوکا ہوا خورشید عالم سوز کا

جلوۂ رخ دیکھکر اُس مہر عالم سوز کا
ماہتابان پر ہوا عالم چراغ روز کا

۲۷

روزن قبر سے جھانکے جو وہ عیسیٰ آیا — مرگئے پر بھی ہمیں دید کا آزار رہا
چوم لیں نشہ میں آج اسکی نشیلی آنکھیں — ہمیں بیہوشی لذت میں بھی ہشیار رہا
رُخ سے اپنے جو نقاب اُسنے اُٹھایا تو کیا — پردہ شرم و حیا مانع دیدار رہا
وحشت میں رہے قیس سے لاکھوں ہمراہ — سارے دیوانوں کا میں قافلہ سالار رہا

بے خطا کون دل آزار خفا تھا تجھسے
عمر بھر تو جو قلق زیست سے بیزار رہا

جائے خون ہر زخم سے فوارہ چھوٹا نور کا — خنجر قاتل نے کیا چاٹا ہی پتھر طور کا
عکس پڑ جائے اگر اُس کے رُخ پُر نور کا — شمع کا شعلہ وہیں بنجائے شعلہ طور کا
کر گیا بیخود نظارہ ایک شکل حور کا — کاجل آنکھوں میں تھا کیا دود چراغ طور کا
ہوش کھو دیتا ہی ہنسنا اس سراپا نور کا — ہی چمک دانتوں میں کا جلوہ ہی برق طور کا
دیکھکر بیہوش ہوں جلوہ رُخ پُر نور کا — مٹی کے ڈھیلے کے بدلے سونگھیں پتھر طور کا
جان دی ہی دیکھکر حسن اک سراپا نور کا — ہو مرا صندوق بھی چوب نہال طور کا
جب چلا دو گام وہ اک حشر برپا ہو گیا — شورش خنجال کو سمجھا میں نعرہ صور کا

۲۸

ہو گیا شاید گذر اُس رشکِ حور طور کا
وادیِ ایمن میں اُٹھتا ہی بگولہ نور کا

کچھ سیاہی بتلاتی ہی بل نے تیرگی
صبح کی آنکھوں میں ہی کاجل شبِ دیجور کا

چاہیے جھک جھک کے ملنا سب سے دیکھو سرکشو
ٹھوکریں کھانا نتیجہ ہی سرِ مغرور کا

جو کہ روشن دل ہیں اُنمیں عیب بھی چھپتا نہیں
دیکھ لو دیکھا ہی کسنے چور شمعِ طور کا

دامنِ نظارہ خارِ خط سے اُلجھا ہی نہ دے
چاہیے اے رشک دہ چہرۂ پُر نور کا

تم ہوے آزردہ بوسے لیکے پچھتاتے ہیں ہم
کیا لبِ شیریں کا بوسہ بھی ہی لڈو بور کا

عشقِ خط نے کر دیا ہی ناتوان ایسا مجھے
قدِ خم گشتہ مرا حلقہ ہی چشمِ مور کا

دستِ نازک چھاڑ کی شاخیں کنول ہیں چھایا گیا
صاف قدِ یار فرشی جھاڑ ہی بلور کا

نور کے جھڑتے ہیں ٹھپے آگ جب دیتا ہی وہ
کیا تیغے میں بھی ہی قاتل کے پتھر طور کا

گرمِ رفتاری تری اے شعلہ رو ہی شعلہ خیز
نقشِ پا گویا کہ ہی فرشی کنول بلور کا

اور دو دن منہ تو نہیں چکھیاں کر لیجیے
ایک دن ہو جاؤ گے لقمہ وہاں گور کا

سچ مثل ہی رو برو جھوٹے کے سچا رو مرے
بات حق کہنے پہ کیا درجہ ہو منصور کا

تا کہ سوان کردن خلخال عشق کے ساتھ
سقف گردوں میں لگادوں جھاڑ میں بلور کا

شہرہ ہی شہر شہر خط مشکبار کا
نوڑی سے ہول ہو گئی نافہ تتار کا
نقصان خط سے کچھ نہوا حسن یار کا
اتنا لگا دیا ہی خار سے دامن بہار کا
پڑھا صبا سے اسنے پتا کوے یار کا
دیکھو ذرا شعور ہمارے غبار کا
[illegible]

لکھتا ہی وصف شعلۂ رخسار یار کا
جلے ورق ہو ہاتھ مین پتا چنار کا

بیمار عشق ہون لب و دندان یار کا
نسخے مین میرے چاہیے شربت انار کا

رشتے کی طرح سے در دندان کا ترے زار
ساکن ہی کوچۂ گہر آبدار کا

آثار عشق خاک سے بھی اپنے ہین عیان
بیوجہ رنگ زرد نہین ہی غبار کا

ہر ذرہ اپنی خاک کا ہی چشم انتظار
یا رب ادھر بھی ہو گذر اس شہسوار کا

ہم عاصیونکو بعد فنا بھی یہ خوف ہی
تختہ اُلٹ نہ جائے زمین مزار کا

کلیان تلک نہ نکلی تھین جب سے اسیر ہون
دیکھا مزا نہ کچھ چمن روزگار کا

چشمان یار کرنے لگین ہین دلونکو صید
ان آہوونکو شوق ہوا ہی شکار کا

وہ دل جلے ہین شعلہ جو آلہ بنگیا
اُٹھا جو گردباد ہمارے غبار کا

یا دمژہ نے باغ دل داغدار مین
کھٹکا لگا دیا خلش نوک خار کا

کشتہ ہون ایک ترک کے تیر نگاہ کا
انداز مرغ دل مین ہی زخمی شکار کا

رخت سفید صوت مینا ہے مئے ہی سرخ
کیا رنگ پھوٹ نکلا ہی اندام یار کا

پھولونکی جا پیالہ ہو لبریز پھول سے
نیچا ہی میکشو قلق بادہ خوار کا

۳۰

[illegible]

[illegible]

ہوا کشتہ مین جب وہ مسکرائے دو بہی لیکر
بنی موج تبسم تیغا برق لن ترانی کا

رکھا جب لب کو دندان آپنے انگشت سمین کو
ہوا شک مجکو سیپارہ مین گل غنچہ کی نشانی کا

صفت لکھنا ہی کہ شکر کے رو بے تا با ہی
سیاہی مین ہو ضم دود چراغ آسمانی کا

نہ گویا ہو سکا طوطی خط سبز بھی ابتک
اسی منہ پر ہی دعوا آپکو معجز بیانی کا

جسے عقد ثریا آسمان پر لوگ کہتے ہین
پرانہ دستہ ہی اونکی قبائے آسمانی کا

آئی لکھنؤ مین کو ڑلو یکے مول مون گلرو
شنون شکوہ نہ جنس حسن جو بلتی گرانی کا

وہ ہم صیاد ہیہ ہین تفنگ کلک فکرت سے
شکار اب کھیلتے ہین وہ مرغان معانی کا

قدم رکھتے ہی عشاق کے کٹتے ہین یا قاتل
ترے کوچے مین کیا چھر کا ہی خنجر کیپانی کا

ستارونکا جو شک ہی آپکے ماتھے کی افشان پر
گمان نہ لغو نیہ ہی دود چراغ آسمانی کا

ترے قاتل کو طفلی مین بھی تھی مشق ستمگاری
معلم سے سبق پڑھتا تھا وہ شمشیر خانی کا

جھکا کر سر میں فکر سخن مین ڈوب جاتا ہون
گریبان تفکر ہی بھنور بحر معانی کا

کیا ہی سرمے کے دنبالے نے قتل ایک عالم کو
دکھایا آج جوہر اُسنے تیغ اصفہانی کا

دم تحریر گلہائے مضامین خندہ کرتے ہین
صریر کلک کیا نالہ ہی مرغ بوستانی کا

[illegible]

میں دیکھونگا کسیکو مصحفِ رخ کی قسم کھا کر
نکال منھ سے او کافر نہ کلمہ بدگمانی کا

نہیں دم مارتے ہرگز گریبان میں کڑے بت جتنے
لبِ خنجر سے کب شکوہ سنا تشنہ دہانی کا

لگی ہی دشمنی میں کارِ روغن کرتی ہے شبنم
ہر اک پھول اپنی نظروں میں کنول ہے تیل پانی کا

لگاتا ہوں ریاضِ نظم میں نخلِ گلِ مضمون
قلق میں باغباں ہوں گلشنِ رنگین بیانی کا

مجھے ناشاد چرخِ کینہ پرور نے ستا رکھا
اسی دشمن نے میرے دوست سے مجکو جدا رکھا

لگاوٹ سے یہ طرح کرتی ہے کچھ بھی تیغِ قاتل کی
مگر زخمِ جگر کو کیا کوئی تسمہ لگا رکھا

غنیمت جانتے تھے دور ہی سے دیکھنا اُسکا
سو یہ بھی تو نے اے چرخِ ستمگر ناروا رکھا

نہ نکلیں حسرتیں دل کی ابھی منھ دیکھنے کی الفت
مقابل آئنہ بس ہمکو صورت آشنا رکھا

تمنا دیکھنا جانباز لاکھوں سر بکف دوڑے
جو قاتل نے کبھی قبضے پہ ہاتھ اپنا ذرا رکھا

تو وہ گل ہے کہ سنکر تیری آمد عندلیبوں نے
چمن میں فرشِ پا انداز پھولوں کا بچھا رکھا

اُڑا کر لے گیا دل طائرِ رنگِ حنا میرا
عبث بہتان میں تجھپہ ای وزدِ حنا رکھا

غرض یہ تھی کہ بندے میرے خط کو نہیں پائین
خدا نے اسلیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا

سرخ رو ہو گئی ثابت قدمی اُس کی قلق
پانون تک بہکے جو خون فصد یاد آیا

مہندی مل کر ہوا ترک ستم ایجاد آیا
خونبہا ہاتھ مین لیتا ہوا جلاد آیا

دم مین عاشق کے وہ شوخ ستم ایجاد آیا
دام مین صید گرفتار کے صیاد آیا

باغبان آیا گلستان مین کہ صیاد آیا
جو کوئی آیا مری جان کو جلاد آیا

واقعہ قسمت ہوا صید مین بھی چھٹنا نصیب
روزبازار مین لے کر ہمین صیاد آیا

ذبح کرتے تو کیا پر مری بے جرمی پہ
آٹھ آٹھ آنسو دن روتا ہوا جلاد آیا

موت مرگ آئی لب گور فریدون سے صدا
چین اب امن مادر کا ہمین یاد آیا

گلشن دہر مین وہ مرغ ستمدیدہ ہون
اُڑ گئی نیند اگر خواب مین صیاد آیا

گلے رکھ رکھ دیے تلوار پہ جانبازون نے
امتحاناً جو کسی روز وہ جلاد آیا

سخت جانی کا مری جان جو قاتل نے سنا
دل کڑا کر کے بہت خنجر فولاد آیا

ہم موے جاتے ہین تم خود آرائی ہو
خنجر آیا ہے کہ آئینہ فولاد آیا

تھا جو قسمت مین لکھا ہو گا جو انہین حسین
تو لڑکپن مین بھی تعلیم کو جلاد آیا

[illegible]

حسد کی جا نہیں یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کسی پہ لطف کوئی مورد عتاب رہا

شب فراق بس اک پل جھپک گئی جو آنکھ
تمام عمر مجھے انفعال خواب رہا

فراق یار میں سیلاب جوش گریہ سے
بسان مردم آبی میاں آب رہا

کسیکی آتش فرقت میں یہ بھی جلتا ہے
کبھی نہ تانے پہ آرام سے کباب رہا

ریاض دہر میں وہ خفتہ بخت ہیں کہ سدا
ہمارے باغ کا سبزہ بھی مست خواب رہا

سمجھ کے وادی اُلفت میں رکھ قدم اے دل
یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب رہا

لگا یا ساغر مے بھی نہ منھ سے اے ساقی
امیدوار شرف کا یہ آفتاب رہا

نجف کو اُڑ کے چلا اے قلق غبار اپنا
یہ خاک اُڑنے پہ بھی عشق بوتراب رہا

صلح ٹھہری فیصلہ باکید گر ہونے لگا
ادھر ہونے لگا شکوہ اُدھر ہونے لگا

دم کی آمد شد نے فرصت نزع یہ دھوکا دیا
طائر جان پرگمان نامہ بر ہونے لگا

وحشت سے ہمارا ٹکڑے ٹکڑے ہر تار جیب
صوف مرہم بہر ناسور جگر ہونے لگا

میں فقیر دشت پیما بادشاہ وقت ہوں
سر کو جب ہے دی جنبش جنوں ہونے لگا

[illegible]

ای قلق مین ہون وہ نازک دل کہ نور ماہ سے
جب کتان پرزے اُڑا ٹکڑے جگر ہونے لگا

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا

اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

انصاف پر کچھ آپ مُرون تو باغبان
[illegible]ئے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا

رویاے وصل کہہ نہین سکتے ہین شرم سے
عالم ہی یہ خواب مین لوگون کے خواب کا

صورتگرو جو کھینچیو مجھ پیر کی شبیہ
تصویر پر لگا یو روغن شباب کا

سیخ مژہ پہ دیکھکے لخت جگر مرا
کیا کیا جلا بھُنا ہی کلیجا کباب کا

مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی
صدقے مین میرے پھیریو پیالا شراب کا

دامن جنون نے مین صحرا ہی چاک چاک
دھوکا عبث ہی خضر کو موج سراب کا

بیجا نہین ہی گریہ شبنم دم سحر
لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا

پیر مغان کے عرس مین یون آئین اہل زہد
گاگر کے بدلے سر پہ سبو ہو شراب کا

گلچین نہال آرزوئے عندلیب میں
ہے وہ تجھکو چاہیے دینا گلاب کا

دست نگاہ شوق کو پاس ادب رہا
پردہ کیا نہ فاش تمھاری نقاب کا

چلتی ہے تیز مقتل عشاق میں بہت
دم چڑھ گیا ہے یار کی تیغ خوش آب کا

اب اے ظلق وہ جوش وہ بدمستیاں کہاں
پیری اُتار دیتی ہے نشہ شباب کا

گلو نہ صاف ہو کا ہو گیا رنگین کٹورے کا
رگ گل میں جو عالم تھا تری انگیا کی ڈوری کا

برابر ایک سے مصرع نظر آتے ہیں ابرو کے
تو اسکو دیکھیے یا ہر یک میں مضمون چوری کا

غلطے کھائے آکر نہ آن جائیگی
نظر رکھتا ہے اے دلبر نتیجہ سیر خوری کا

ہوا ہے ہمکو اک مطرب بسیر کی لت کا سودا
ہمارا شور وحشت بھی اک ٹپا ہے شوری کا

خفا ہو گالیاں دو چاہو نیند نہ آنے دو
[illegible] تو بگڑتے ہیں مجھے لپکا ہے چوری کا

اگر تم بوسہ سیب ذقن سے ہو گئے واقف
لگے پھر پوچھنے چاقو میوہ خوری کا

کوئی شیدائے عارض ہے کوئی زلفوں کا دیوانہ
کسی کو عشق کالی کا کوئی عاشق ہے گوری کا

کہیں اچھی صورت دیکھوں دیدۂ نظر سے
مری آنکھوں کو چوروں کی طرح لپکا ہے چوری کا

نمبر ٣٧

شیہ بس اپنے ماتم میں وہ شوخ سیمتن ہوگا
منجم کہتے ہیں اس چاند میں سورج گہن ہوگا

پے صید افگنی عازم جو وہ ناوک فگن ہوگا
تو آہوے سپہر انکا بھی نشانہ ہرن ہوگا

اگر وہ شعلہ رو رونق فزاے انجمن ہوگا
ترا پروانہ پھر کوئی نہ اے شمع لگن ہوگا

لبوں نے بزم ہر مشتاق نے کیا تو منہ چھپا مارے
نہ اک بوسے سے بوسیدہ ترا سیب ذقن ہوگا

نکل جاوینگا گر سوداے گیسو میں سے سو صحرا
تو ہر اک جادۂ رہ مثل افعی اہرمن ہوگا

رہی الفت میں ہم نے کیسے کیسے دن غم کاٹے
کوئی شیریں نہ تجھسی اور نہ ہمسا کوہکن ہوگا

وہ لاغر عشق میں ہیں امتحان ہمنا کے کر لیجے
کہ سوزن ناتوان پہ چھپیگا میرا پیرہن ہوگا

ثبات اپنا ہو تو ہنسیے کسیکی بے ثباتی پر
چمن میں گریۂ شبنم پہ گل کیا خندہ زن ہوگا

پڑیگا عکس نور رخ جو تیرا تیرے بازو پر
برنگ سبحۂ سیارہ تابان نورتن ہوگا

نسیم آسا ہوا ہے دم شمشیر قاتل ہو
شگفتہ صورت گل اپنا ہر زخم بدن ہوگا

بہار حسن چھا جائیگی نظارہ سے عاشق کے
سواد چشم بلبل خال رخسار چمن ہوگا

تاسف کی نظر سے جب وہ بعد قتل دیکھے گا
تو اپنا دامن نظارہ قاتل کا کفن ہوگا

پے گلگشت جائیگا اگر وہ غیرت گلشن
غبار پاے رنگین غازۂ روے چمن ہوگا

کفر و اسلام کے جھگڑون سے چھڑایا صد شکر	قید مذہب سے جنون نے مجھے آزاد کیا
محفل غیر مین بلوا کے جلایا ہم کو	تمنے خلوت مین کسی دن نہ ہمین یاد کیا
جسمین مضمون ہو تمہاری خوش چشمی کا	تو اُسی شعر پہ اُستاد نے بھی صاد کیا
کوہ غم ہمنے بھی او غیرت شیرین کاٹا	جوش اُلفت مین تسے پیشۂ فرہاد کیا
ایک دن بھی نہ ہمارا کوئی کہنا مانا	ہم بجالائے جو کچھ آپنے ارشاد کیا
تیرے دیوانونکا کس ویرانے مین مسکن نہوا	کونسا ہو وہ خرابہ جو نہ آباد کیا
حسرت قتل ہی نے جان لی اپنی صد شکر	موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا
دیکھو اس عشق فسونساز کے نیرنگ آخر	جان لی قیس کی لڑکے سر فرہاد کیا

لاکھ چاہا مگر اک شوخ ہمارا نہ ہوا
کیا جوانی کو قلق مفت مین برباد کیا

ہجر مین رونے سے گر دیدۂ تر کیا ہوگا	ایسے چھینٹون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
یار و اغیار جو وہان ہو گذر کیا ہوگا	ولین اس خانہ برانداز کے گھر کیا ہوگا
خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ	اسمین حاصل تجھے اے برق نظر کیا ہوگا

۳۸

[illegible]

غزل ۳۹

بڑھکے دانتوں سے ترے اے گلِ تر کیا ہوگا — موتیا باغ میں ہمسنگ گہر کیا ہوگا

مرد عرفاں سے نہ لبریز ہو ممکن ہی نہیں — کفِ نرگس میں تہی ساغرِ زر کیا ہوگا

صورتِ افعی گنجینہ نہ بن حافظِ مال — اپنے ہی کام نہ آیا تو وہ زر کیا ہوگا

مست ہے الفتِ ساقی میں جو دل خوف نہیں — کشتیٔ مے کو یمِ غم سے خطر کیا ہوگا

حاصلِ زیست یہی ہے کہ تری الفت ہو — دلِ بے حسرت و بے داغ جگر کیا ہوگا

الفتِ رنگِ طلائی نے کیا مستغنی — محوِ دیدار ترا طامعِ زر کیا ہوگا

آنہ وہ ہوگا تری تیغِ نگہ سے دلِ صاف — قائلِ معجزۂ شق قمر کیا ہوگا

پیرو نفس نہ ہو تو ہو اگر سالک شوق — راہزن خضر رہِ دشتِ سفر کیا ہوگا

عاشقانہ جو ہوں اشعار تو دل پر لگے چوٹ — درد نالوں میں نہ ہوگا تو اثر کیا ہوگا

افعیٔ زلف کا ہوگا دلِ پرداغ میں دھیان — بے نگہبان درِ گنجینۂ زر کیا ہوگا

تیغِ غم نشۂ صہبا سے کوئی رکتی ہے — ساغرِ بادۂ گلرنگ سپر کیا ہوگا

یہ وہ آہیں ہیں جگر دوز کہ لگنے لگے — نالۂ بلبلِ شیدا میں اثر کیا ہوگا

اور اک وزد کفن کا لیا کھٹکا ہمراہ — منزلِ گور میں یہ رختِ سفر کیا ہوگا

عمر بھر دشت بلا مین افعی زخمی کی طرح
صدمہ باد خزان غم سے لالان رہا
جب ستایا درد عشق دختر رز نے ساقیا

گیسوے خم دار کے سودے مین سر پٹکا کیا
یہ وہ غنچہ ہے کہ بے موسم سدا چٹکا کیا
لیپ لیپ پر بادۂ گلگون کی چھٹکا کیا

شاہ اختر کا یہ مصرع نقش ہے دل پر قلق
ناک کا تنکا ہماری آنکھ مین کھٹکا کیا

صاف لکھ بھیجا جواب اُسنے مری تحریر کا
لو لفافہ کھل گیا سادہ خط تقدیر کا

اے منجم وصل ہوگا کسدن اُس مہ پارہ سے
آئیگا روز شرف کب کب کو تقدیر کا

جسکو دیکھو دربکف گلزار مین آتا ہے وہ
گل کے ہاتھ آیا ہے کیا نسخہ کوئی اکسیر کا

کٹ گئی عمر اُس قمر کی عشق ابرو مین تمام
برج عقرب مین ہے کیا کوکب ہی تقدیر کا

زیب ہے کہیے وہم رنگین کلام یار اگر
آشیان کنج دہن ہے طائر تقریر کا

پانؤن سے مجھ وحشی لاغر کے یہ گھستی نہین
مورچہ کھاتا ہے خرمن دانۂ زنجیر کا

بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کب ضرر
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا

میری رسوائی اگر سب دن محشر مین ہوئی
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا

کسکو الفت ناوک مژگان جانانی نہین | کونسا دل ہی نشانہ جو نہین اس تیر کا
اُسکے قابو مین دل عالم ہی مین حیران ہون | یہ خط عارض بھی ہی کوئی عمل تسخیر کا
خانۂ دل تیری صنعت ہی مگر اسکو خراب | نام ہی تعمیر سے ہر صاحب تعمیر کا
کشتہ اُس رنگ طلائی کا ہوا ہون جانکر | کام لیتے ہین ہمارے خاک سے اکسیر کا
اہل محفل کی زباں گیری کا ہی انجام یہ | دیکھو دنیا ہی مین منہ کالا ہوا گلگیر کا

ای قلق کس درجہ راہ عقدۂ الفت ہی سخت
پائون یان سب چھٹے نہ دیکھا ناخن تدبیر کا

لکھا مضمون جو اُس شکل حسین کے رنگ روشن کا | ہوا دیوان ہی اپنے شک بیاض صبح گلشن کا
دل صد چاک کا وہ ہی خط رخسار روشن کا | کتا کو کس نے دیکھا ہی ہمارے منہ کے خرمن کا
سوا میرے گلا کون اُسکے تیغ تیز پر رکھتا | حقیقت مین بہت ہی گھونٹ کڑوا آب آہن کا
وہ نازک دل ہون رنج غیر ہی سوہان جان مجکو | کبھی دل مین نہ ٹوٹا دل دوست کیا اپنے دشمن کا
گلے مین دیکھکر طوق طلائی شک ہے مجکو یہ | کہ ہالہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا
گھٹا چھائی نہین ہی وادی پر باغ پر گل | اڑا ہی رنگ مستی سے کھلے دو سوسن کا

کٹ گیا دل میں خجالت سے ترا دیکھ کے قد
سرو گلشن کو بڑا ناز تھا رعنائی کا

دھوم سنکر تری چشم سیہ کی ای رشک چمن
چشم نرگس کو بھی ارمان ہی بینائی کا

چشم سیکوں نے جہاں تیر فگن کی لڑی آنکھ
ہو گیا تشنا ہرن آہوِ صحرائی کا

غم عاشق میں کیا ترک نکھرنا اُسنے
گل چراغ آج ہوا ملکِ خود آرائی کا

جبسے اس نور کے بچے نے مجھے جھانکا ہی
چشم روزن میں گمان ہوتا ہی بینائی کا

سب گھمنڈ اپنے رقیبوں نکے مٹا دیتا میں
پاس ہوتا نہ اگر یار کی رسوائی کا

موجودی غیر کو ساقی نے کراہت دیکھو
شیشہ ی کو مرض ہو گیا ابکائی کا

ظلم خوبانِ جہان ہم سے قلق اُٹھ نہ سکا
ہم بدنام کیا صبر و شکیبائی کا

شہرہ بیوجہ نہیں زینت و زیبائی کا
قطع جامہ ہی مرے یار پہ رعنائی کا

سیر دیکھو لب جانبخش صنم کے ہو وے
خضر خط کو بھی دعوی ہی مسیحائی کا

طول سا طول ہی مرتا ہوں نہ ہوتی ہی سحر
روز محشر ہی لقب اس شب تنہائی کا

مجھسے اُن آنکھوں کو وحشت ہی مگر مجکو ہی عشق
کھیلا کرتا ہوں شکار آہوِ صحرائی کا

مینائی اُلفت نے کیا ہی سبک ایسا	خاطر پہ گران یار کی نظروں میں ہون ہلکا
وہ سوختہ جان ہون جو اُٹھے دودِ دل اپنا	دنکو صفتِ شام ہو نظروں میں دھوندھلکا
چھلنی کیا اس نالے نے پتھر کا کلیجا	پوچھو جگرِ کوہ سے تو ڑ اپنی رفل کا
جوبن پہ شب ہی ہوا چلتی ہی ٹھنڈی	ساقی کوئی ساغر ہی گلرنگ کا چھلکا
لکھتی ہی بس کاوش خالِ لبِ شیرین	خامہ بھی مرا نیشں ہی زنبورِ عسل کا
اب یہ دنی ہی کشتۂ دیدار کی حالت	آنکھوں میں دم اٹکا ہی بھروسا نہیں پلکا
پیغام زبانی بھی کوئی کہنے نہ پایا	خط پڑھتے ہی لکھوا لیا قاصد سے مچلکا
کس چین کی نیند آتی ہی کیا امین ہی حسرت	پوچھون جو معبر ہو کوئی خواب اجل کا

ہر وقت محبت میں مرے درپی جان ہی
پہلو میں قلق دل نہیں دشمن ہی بغل کا

دل خستہ ہو تو لطف اُٹھے کچھ اپنی غزل کا	مطلب کوئی کیا سمجھیگا مستوں کی رمل کا
عالم ہی پئی خرمنِ جان برقِ اجل کا	جب پیٹھے کا مونڈھا دوپٹے سے وہ جھلکا
اب یہ خط جام بھی دشوار ہی ساقی	قاضی نے لیا دخترِ رز کا بھی مچلکا

صنعت سے کیا جا مین ہو گیا کرنا مری مٹی خراب | گر زمین شور تھی فلک سے بہر تربت مانگتا
باغ عالم مین ہر اک گل کے اگر ہوتی زبان | تیر سی بو باس اور تیری سی نکہت مانگتا
ماہ کنعان کو وہ بھولے نہین تیتے بیدریغ | اپنے یوسف کی زلیخا سے جو قیمت مانگتا
غیر کا احسان سہ چہرہ ہوتی گویائی اگر | شیر دایہ سے نہین بعد ولادت مانگتا
پیر میکش کی جو ہوجاتی کرامت آشکار | ساقیا دست سبو واعظ سے بیعت مانگتا
سوکھے ٹکڑے ہی قناعت کا مزا ملتا اگر | پھر نہ بھولے سے بھی منعم نان نعمت مانگتا
نقد ہوش دو جہان دیتا مین وہ مخمور ہون | ایک ساغر کی مرا ساقی جو قیمت مانگتا
طب صاحب عقل و علم کو بھی نہ دیکھا چین سے | کیا مین اس غمخانہ مین اسباب راحت مانگتا
موسم گل مین نہ تکلیف ورود دیتا واعظا | توبہ مین توڑنے کی پر اجازت مانگتا
وہ چراغ رہ نہین جو خوف باد سے دھڑکے | سایۂ دست احبا کی حمایت مانگتا
شیطنت کرتا ہے یہ ممکن اگر ہوتا تو مین | پھر غیر روسیہ بھی طوق لعنت مانگتا
تشنہ دیدار سعد ہون کیا عجب جو وقت نزع | شربت دیدار ہی مین جائے شربت مانگتا
شوق قلا و عیسے مین گنہ گران دیتا دو گواہ | خون بھی میرے اگر حاکم شہادت مانگتا

[illegible]

دل اپنا کوچۂ لب صنم مین ٹھٹک گیا
لو اور مینے خضر بھی رستہ بھٹک گیا

نظروں مین میری تیر نگہ وہ کھٹک گیا
سینہ جو توڑ کر جگر و دل تلک گیا

تڑپایا اس قدر ہمین درد فراق نے
بستر جگہ جگہ سے ہمارا مسک گیا

جلوے سے تو عارض روشن کے ای قمر
زخمی تمھاری تیغ نگہ کا چمک گیا

تشبیہ دی جو ابروے پرخم سے یار کے
طالع کا ماہ نو کے ستارہ چمک گیا

قاصد سے لیکے خط مرا شوخی تو دیکھنا
مضمون اضطراب کو پڑھکر بھڑک گیا

تو بام مین تمھارے مرا دل نہ آئیگا
ای جان یہ غزال رمیدہ بھڑک گیا

پڑھ پڑھکے بولتا تھا مین رحمت کے نام پر
اعمال نامہ دیکھکے پیچھے سرک گیا

گرمی آتش رخ دلدار دیکھنا
مشل سپند خال کا دانہ چٹک گیا

بہرہ وسیہ کی ہتھیلی پہ تاریکی عمل
جگنو سا آفتاب قیامت چمک گیا

مین نے نہ پائی نام پہ نہ دیکھے جو نہ مے
تاثیر دیکھو جام ہی از خود چھلک گیا

وحشت مین حب وخار فرہ یاد آ گیا
کانٹا سا میرے پانوی جگر مین کھٹک گیا

وادی عشق مین گئے یوسف جمال کے
مین کیا تمام قافلہ رستہ بھٹک گیا

۵۴ تخمس

[illegible]

غیر دیکھو ساتھ لاکے کیا خوب ہمکو شاد
پوچھو نہ آفرینش احمد کا تم سبب
شب بھر دکھا کے راہ نہ آئے جو صبح تک
اٹھتے ہی اُسکے عارض پُر نور سے نقاب

کیون جی یہی علاج دلِ ناصبور تھا
منظور اپنی ذات کا اُسکو ظہور تھا
وہ ایسا کونسا تجھین کا بضد تھا
کافور شمع بزم ہے جسکا نور تھا

کچھ آج عاشقی کا نہین شوق اور قلق
مدت سے اس شراب کا دل کو سرور تھا

ہر دل عزیز میرا بت رشک حور تھا
مین کیا کہون جو وہ صنم رشک حور تھا
وہ کیا ہوا جو آپکے چہرے پہ نور تھا
بیدرد تجھسا کوئی نہ اہل شکار حور تھا
کیا کیا لیے ہین جذب محبت سے ہمنے کام
پیدا کیا تھا ہمنے تقرب جو یار سے
بیداد نے تری اسے سب کچھ بھلا دیا

یعقوب کیا وہ دیدۂ یوسف کا نور تھا
آرام جان سرو روِ دل آنکھونکا نور تھا
اس حسن چند روزہ پر اتنا غرور تھا
جو دل تمھارے عہد مین وہ ناصبور تھا
جبتک جہان کے بس مین دل ناصبور تھا
مشہور اس دیار مین کیا دور دور تھا
آگے ستمگری کا فلک کو شعور تھا

[illegible]

ارادہ ہی فرقن کا بھینکے بوسہ اس سہی قد کے
نہ رکھینگے ہم بھی اکدن عیب نخدانکا

مری مٹی میں بھی خاصیت اکسیر پیدا ہی
کہ میں کشتہ ہون اک سیمبر کے الماس دندانکا

بھو نچتا ہی کہ اب ہاتھ اس لگ کے گریبان تک
ہوا ہی جسکی خاطر چاک دامن جیب دامانکا

کیا ہی قتل مجکو یار کے بت حنائی نے
ہری پیدا چاہیے تربت میں میری شاخ مرجانکا

بیابان جنون میں کیون نہ لکھو میں عزیزانکو
گمان خار مغیلان پر ہی تیرے موے مژگان کا

وہ نرگس جنگجو مجھسے اگر آنکھیں لڑائیگا
کھنچے گی تیغ ابرو کی چلیگا تیر مژگانکا

گل داغ جنون کثرت سے سینے پر شگفتہ ہین
ہوا چاک گریبان بھی ہی دروازہ گلستانکا

نہ بھکانیکو راہ طلب میں ہی خضر اکثر
بنا مانند چشم غول ہر ذرہ بیابانکا

عنایت گرد صحرا کا فلق ہمکو کیا خلعت
جنون نے رکھ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا

اگر کرتا وہ نظارہ لب جانبخش جانانکا
سکندر ایک دن خواہان نہوتا آب حیوانکا

رقم کرتا ہون کچھ وصف ابرو دندان جانانکا
دکھاتا ہون میں جوہر اپنے کلک گوہر افشانکا

جو اسکا سینہ پر نور دیکھا تو میں سمجھا
ہوا خورشید طالع مشرق چاک گریبانکا

[illegible]

وہ سخت جان ہون جو کرتا مجھے مقاتل قتل / تو تیغ کا بھی گلے ساتھ دم نکل جاتا

یہی جلن تھا جو بازار عشقبازی مین / ہمارا سکۂ داغ جنون بھی چل جاتا

بھلا ہوا نہ سنی ہمنے بدزبانی یار / ہمارے منھ سے بھی اُسوقت کچھ نکل جاتا

اثر اگر کشش شوق قتل دکھلاتی / تو نیمچہ کمر یار کا اُگل جاتا

صفا پر اُسکی مہ و مہر گر نظر کرتے / تمھارے چہرے پہ اُنکی نگہ پھسل جاتا

جو پاؤن توڑکے اک جا نہ بیٹھ رہتا مین / تو کوئی جور رقیبونکا مجھپہ چل جاتا

شرابخانے مین ہوتا گذر جو واعظ کا / جمال دختر رز دیکھکر پھسل جاتا

تمھین بتاؤ مین ناصح کی کسطرح سنتا / سنبھالنے سے دل غمزدہ سنبھل جاتا

نہ سہنے پڑتے اگر روز صدمۂ شب غم / تو اتنا جلد مین کیون وہی طرح ڈھل جاتا

فروغ دیکھکے اُس شمع بزم کا شعلہ / تڑپ کے پردۂ فانوس سے نکل جاتا

مرے جلن پہ نکرتا نظر اگر وہ کریم / تو گھر دن کیساتھ یہ کھوٹا درم بھی چل جاتا

ہمارے روز سیہ دیکھتی تو ہیبت سے / شب فراق کا بھی رنگ رخ بدل جاتا

قلق رہا ہو مجھے پاس وضع عشق مین بھی / مزاج یار نہ تھا مین کہ جو بدل جاتا

فروغ دودمان ہاشمی آگے نہ ایسا تھا
کیا ہے نام روشن آپنے اپنے اب و جد کا

کہنا جاؤں ترے دیوانگان عشق گیسو میں
ملے آزادنامہ جب کسی روح مقید کا

قلق کوئی نہیں اب دلمیں ورادمان بجز اسکے
خدا دکھلائے جلدی مرقد انور محمد کا

ہم بغل جس وقت ہمسے وہ گل تر ہو گیا
پیرہن کیا جامۂ تن تک معطر ہو گیا

جب مقابل یار کے دانتوں سے گوہر ہو گیا
آب خجلت سے تمام اُسکا بدن تر ہو گیا

جسکو وصل اُس آئینہ رو کا میسر ہو گیا
بخت اُسکا غیرت بخت سکندر ہو گیا

اُسنے دکھلایا اثر اپنے طلائی رنگ کا
نقرئی پہنا تو سب سونے کا زیور ہو گیا

پرتو رخسار سے اک آسمان حسن کے
ذرہ ذرہ روکش خورشید محشر ہو گیا

چاہتا ہے سکا میں کلمہ چھوں آیا ہے گر آئے
نامے کے لانے سے کیا قاصد پیمبر ہو گیا

اسقدر کی رخنہ اندازی خلنگ آہ نے
رفتہ رفتہ یار کی دیوار میں در ہو گیا

لاکھ دریا تو مجھو بھر کا میں در اندازا تو کیا
دلمیں اپنے خانمان برباد کے گھر ہو گیا

ہمنے لکھا تھا جو خط میں اپنی بربادی کا حال
راستہ ہی میں تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

٥٠

تیغ ابرو کے لگاتے جگر و دل پہ یہ وار
میرے قاتل نے ذرا مجکو سنبھلنے نہ دیا

سخت جانی نے شہادت سے ہی رکھا محروم
حلق پر خنجر سفاک کو چلنے نہ دیا

بدگمان آشنا ہو غیر کے بھڑکانے سے
یار نے عطر بھی پوشاک میں ملنے نہ دیا

وحشت عشق نے تا زیست بنا ہی مجھے
پاؤں باہر مرا زندان سے نکلنے نہ دیا

یاد میں پیچ تری زلف کو کیا کیا اے جان
دام میں لا کے محبت کے نکلنے نہ دیا

پاس مہمان اسے کہتے ہیں کہ تا زیست قلق
خار غم آبلۂ دل نے نکلنے نہ دیا +

جو ساقیا تو نے پی کے ہمکو دیا ہے جام شراب آدھا
تو اپنے ہاتوں سے کاٹ کر دے ہمارے منہ میں کباب آدھا

وہ پرگنہ ہوں کہ رہ گئے سب اسی میں لکھ گیا وہ
ہنوز محشر کے محکمے میں ہوا تھا میرا حساب آدھا

کہا گئی اب وہ زلف ترا فی نہ تاب جلوے کی لا سکے عاشق
ہنوز کھولا تھا بہر دیدار اسنے بند نقاب آدھا

نہ اے کا دل جو چاہتا ہے تو ذبح کر ڈال جلد قاتل
تڑپتا مجکو نیم بسمل کہ پائیگا تو ثواب آدھا

دماغ دیکھو مرے صنم کا گلا جو کرتا ہوں میں ستم کا
تو دیتے ہیں سارے ہی الٹ کر وہ مجھے بہ وقت جواب آدھا

سفید و سرخ ایسی ہے وہ رنگت کہ جب بنا ہوگا جسکا پتلا
ملایا ہوگا سمین صانع نے آدھا مہ شہاب آدھا

۵۱

رضوان ہمین جو روکیگا چلائینگے ملک
جانے دو ان کو ہین یہ غلامان مصطفا

کیا آفتاب حشر کی گرمی ستائے گی
ہم ہونگے زیر سایہ دامان مصطفا

باد خزان ظلم سے سب باغیونپے ہائے
تاراج کر دیا چمنستان مصطفا

ہوتے نہ آپ خلق تو ہوتا نہ کچھ بھی خلق
دونون جہان ہین بندہ احسان مصطفا

خوف انکو باز پرس قیامت کا کچھ نہین
جو امتی ہین تابع فرمان مصطفا

دنیا کے ذائقون پر اسی سے نظر نہ کی
سب نعمتون سے سیر تھے مہمان مصطفا

خورشید آسمان نبوت حضور ہین
برج شرف ہی گوشہ ایوان مصطفا

کس سے مثال دیجیے ایسا وہ کون ہی
برتر ہی سب سے بعد خدا شان مصطفا

عصیان سے کیون ہین سر بگریبان حشر ہین
ہوگا ہمارے ہاتھ مین دامان مصطفا

ہونگے رسا نصیب ہمارے بھی اے قلق
دیکھین گے ہم بھی مرقد ذیشان مصطفا

سودا ہوا ہی جب سے اُس زلف پر شکن کا
تار رسیہ بنا ہی سنبل مرے چمن کا

بازار گرم کیونکر ہر دم نہ ہو سخن کا
آتش زبان ہی اک اک بلبل مرے چمن کا

بائے موحدہ	مانگتا ہے یہ دعا اللہ سے ہر دم قلق بخش دینا بہر پیغمبر برائے بوتراب	ردیف

رائے حق رائے نبی ہے عین رائے بوتراب
مشعل راہ یقین ہے نقش پائے بوتراب
اک کلید قفل جنت ہے ولائے بوتراب
وقت کا اپنے سلیمان ہے گدائے بوتراب
کرتی تھی کس سے زمین باتین سوائے بوتراب
کیجیے نعت محمدؐ اور ثنائے بوتراب

ہیں سو لاکھے ہین سب احکام قرآن و حدیث
پیروی اس رہنما کی کر کہ تا بھٹکے نہ راہ
دوستان مرتضی پر نار دوزخ ہے حرام
حکم جاری ہی سکا جن وانس پر کیونکر نہو
کسکی ہے تصویر کا آئینہ خورشید فلک
پڑھیے بعد پنجگانہ اب وظائف کچھ نہ ور

ہمکو ازل سے آج تلک غم ہوا نصیب
مقصد جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
ہمسے کجی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
ختم اس نگار پہ ہے سب انداز دلبری
اظہار اسنے اور کرونگا سوال وصل

رحمت کے نام سے بھی نہین آشنا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہوا خدا نصیب
اک روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب
حور و پری کو کب ہین یہ ناز و ادا نصیب
بخائیں ہین کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب

خضاب بالون نہ ہوتا نہین ہو پیری مین	سیاہ بخت پہنتے ہین سوگوار شباب
عزیز کیون نہ ہو ان آبری ہین مجکو موے سیاہ	کہ ان تو ہین یہی دو چار یادگار شباب

کمال ضعف سے یہ ورد لب ہر آٹھ پہر

قلق فدائے جوانی قلق نثار شباب

عاشق گیسو قد تیرے گنہگار ہین سب	مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
یاس اطبا کو ہو مایوس یہ ستارہ ہین سب	تیرے بیمار محبت کے بدآثار ہین سب
دلدہی کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا	یہ حسینان جہان نام کو دلدار ہین سب
اب تو صورت ہی محبت مین ہماری ہی جان	اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
ظلم صیاد سہلے جائے یکایک کیونکر	ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
حسن یکتائے دو عالم ہی ترا اہی دوست	تیری حد تک مقر کا فرو دیندار ہین سب
ایک بھی بات نہ دل لیکے بنا ہین گے خصوص	یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
بے زبانی سے ہین مجبور نہین سن لیتے	قائل اس آبلہ پائی کے مرے خار ہین سب
نہ پڑو فکر وہان و کمر یار مین تم	کوئی واقف نہین یہ غیب کے اسرار ہین سب

۵۳

ہوا ہے کب عرق آلودہ زلف [illegible]
یہ کس کے حسن پہ بیٹھا ہے کوڑیالا سانپ
[illegible]
خیال زلف کیا [illegible] درد دل میں [illegible]
[illegible] بغل میں پالا سانپ
میں [illegible] کرتا ہوں سودے زلف یوں پیدا
نکالا [illegible] سانپ
یہ حلقہ مار کے بیٹھا ہے پاس [illegible]
بنا ہے کان کا اس ماہرو کے بالا سانپ
صنم کے [illegible] گیسو [illegible] جب کی
[illegible] قلق [illegible] نے مار ڈالا سانپ

مٹی نہ ہو یہ عاشق خانہ خراب کی	مٹی کے عطر سے نہ کرو پیرہن خراب
کس درجہ ہجر یار میں ہے موت دیر کی	رکھے ہی رکھے ہو گیا میرا کفن خراب
بنوائیگا جو خط وہ مرا رشک آفتاب	سورج کی ایک روز یہ ہوگی کرن خراب
زلفیں چھٹیں جو انکی کہیں پیچ و تاب سے	دہاتھ تیرے واسطے ہوگی رسن خراب
ظالم نے عیش باغ کو غمخانہ کر دیا	یا رب اسیطرح سے ہو چرخ کہن خراب
گل میں نہ باغباں ہیں نہ بلبل کے چہچہے	کیسے پڑے ہوے ہیں چمن کے چمن خراب

ردیف — تھوڑی جگہ تو مرنے کو اسکی گلی میں دو
مٹی کرو قلق کی نہ اے جان من خراب — **بائے فارسی**

تمہارا فنی گیسو تھا آگے کالا سانپ	بنایا کس لیے افشاں نے کوڑیالا سانپ
خیال زلف میں مانند نے وہ نالے کیے	ہر ایک روزن دیوار سے نکالا سانپ
رقیب چھوتا ہے زلف سیاہ جاناں کو	خدا کرے کہیں ڈسجائے اسکو کالا سانپ
ہوا ہوں خاک کسی گل کی یاد کاکل میں	کلال تو مری مٹی کا بھی بنا لا سانپ
نہ اسکے کاٹے ہوے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں	تمہارا گیسوے مشکیں بھی ہے نرالا سانپ

[illegible marginal text]

غزل ۵۵

درماندونکا ہی کون بجز اُسکے دستگیر
مجھ رُوسیہ کی ہی یہ عا وقتِ نازپرس
اُلفت کا کیا یہی ہی نتیجہ جہان مین
دل دیکے بحر فکر مین ہو غوطہ زن عبث

اپنے ایا ہجو نکو وہ لینگے بنا د آپ
رکھیگا اپنے لطف و کرم پر نگاہ آپ
عاشق کو قتل کرتے ہین کہون بیگناہ آپ
دریائے عشق کی نہین پائینگے تھاہ آپ

ردیف | عزم سفر تو ملک عدم کا ہی اے قلق / کچھ اپنے ساتھ لے بھی چلے زاد راہ آپ | تائے فوقانی

دشمنِ جان ہین مرے شوخ پریزاد بہت
کہین شیرین سا حسین تو نظر آئے کوئی
بیگناہی نے پس قتل اثر دکھلایا
دل جو دینا تو حسینونکو سمجھ کر دینا
ابھی کچھ قدر شباب آپکو اے جان نہین
شجرِ ظلم نہین پھولتے پھلتے دیکھا
جہان مین تند ہین معشوق بہت ہین وہ کم

تشنۂ خونِ گنہگار ہین جلاد بہت
اب بھی سر شیرین کو موجود ہین فرہاد بہت
ذبح کرکے مجھے رویا مرا جلاد بہت
عشقبازی کی بُری ہوتی ہی افتاد بہت
تھوڑے دنون مین یہ دن کیجیےگا یاد بہت
جور مجھپر نکر اے بانی بیداد بہت
آدمیت نہین جنمین وہ پریزاد بہت

عشاق کب آرائش دنیا کے ہین پابند	آزاد تعلق ہین گرفتار محبت
مر کر غم گیسو مین ہوا ہمیہ یہ روشن	تاریکی مرقد ہی شب تار محبت
بین از سر نو مول کسی زلف کا سودا	ہین داغ جگر سکۂ بازار محبت
گل داغ ہین اس باغ کے بلبل ہی تمنا	ہر چاک جگر ہی در گلزار محبت
اُس دل مین کس امید پہ جان اپنی لڑاؤن	مشہور رہی بیقدری سرکار محبت
وہ عیسی دوران ابھی غیرون سے اُٹھ جائے	جم جائے جو رنگ رخ بیمار محبت
بے پردہ وہ یوسف ہو تو حیران ہون خریدار	رخسار ہون آئینۂ بازار محبت
یہ خاک کا پتلا نہ اگر حوصلہ کرتا	کونین سے اُٹھتا نہ کبھی بار محبت
بک جاتے ہین یہ مول لیا کرتے ہین سودا	ہوتے ہین عجب جنس خریدار محبت
اُس یوسف خوش کام کی وہ قیمت ہو	بیعانہ نہین دل دینگے خریدار محبت

بجھنے کی نہین ای قلق ان سے بھڑوسے
یہ طالب زر ہین نہ طلبگار محبت

ہوئے صیاد سے یہ کہکے محبوس کہن رخصت	ہوئے ہم پر ندی تونے کی سیر چمن رخصت

٥٧

اُس شعلہ رو کے دِل کو جو اک لو لگی رہی	مانند شمع کاٹی ہے رو رو کر تمام رات
فرقت مین مجکو نیند نہ آئی ترے بغیر	لوٹا کیا مین فرش پہ دن بھر تمام رات
یہ انتظار یار مین تھا حال صبح تک	باہر کبھی تھا مین کبھی اندر تمام رات
اللہ ری نازکی کہ نہ مرجھایا ایک پھول	پھولون کا اپنے بٹنے جو زیور تمام رات
وہ خفتہ بخت ہون کہ مری بات صبح تک	بچتا یا اُس قمر کو جگا کر تمام رات
کین تم نے گرمیان جو شبِ وصل ای قمر	کیا کیا جلا ہے چرخ ستمگر تمام رات
تم تو تمام روز بسر عیش مین کرو	تڑپا کرے یہ عاشق مضطر تمام رات
سر رکھکے سو گئے تھے کل ای جان جسپہ تم	تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات
اُن ابروون کے دھیان مین سویا نہ صبح تک	تیغین کھنچی رہین مرے سر پر تمام رات
بیدار بخت ہے سو اہی جہان مین کون	سوئے بغل مین یار کو لے کر تمام رات

ابکی نکالین دل کے سب ارمان ای قلق
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

ردیف ٹ

یہ بولے جو اُن کو کہا بے مروت	مین کیا تسے بھی ہون سوا بے مروت

وہ خفتہ بخت ہوں سویا جو ساتھ بھی یار	تو مثل طالع برگشتہ پھیر لی کروٹ
کہا جو وصل میں سو رہ لپٹ کے پیٹھ پہ پھیر	تو ضد سے بولا کہ ہم سوئینگے اسی کروٹ
مسافران عدم اسطرح عدم کو گئے	کہ پھر کسی نے ادھر مڑ کے بھی نہ لی کروٹ
لپٹ کے سینے پہ منھ رکھکے سوئے ضد دیکھو	تمام رات نہ مجکو بدلنے دی کروٹ
سوال وصل پہ کس ناز سے جفا کے جواب	مری طرف سے خفا ہو کے پھیر لی کروٹ
لپٹ کے سوتے تھے اس گلبدن کے ساتھ جس پہلو	لحد میں بھی ہمیں چین آئیگا اسی کروٹ
ابھی کمال ہی الھڑ ہے وہ بت کمسن	لپٹ کے سونیکی عادت ہے ایک ہی کروٹ

ردیف	یہ آرزو ہے قلق گر نصیب ہو شب وصل لپٹ کے سوئیے تا صبح ایک ہی کروٹ	تائے مثلثہ

کر دیا دل نے ہمیں مورد الزام عبث	وہ بھلے ہوئے ہم ہوئے بدنام عبث
خوبرویان جفاکار سے الفت کر کے	بے زبانوں کو دیا کرتے ہو دشنام عبث
چپکے ہم سنتے ہیں جو چاہتے ہو کہتے ہو	بے زبانوں کو دیا کرتے ہو دشنام عبث
بندے اللہ کے پامال ہوئے جاتے ہیں	اے تہ فتنہ بپا کرتے ہو ہر گام عبث

دیکھین گر چشم تصور سے کرین کچھ وہ حجاب	پردۂ دلمین ہا کرتے ہین مستور عبث
تن بدن سوزش الفت سے پھکا جاتا ہی	ایسے داغون پہ دھرا مرہم کافور عبث

ردیف — ای قلق ہو گئے انگشت نماے عالم / چاہنے والون مین اُٹھکے ہوے مشہور عبث — **جیم**

دلکو ہر داغ الفت دلبر کی احتیاج	ہی بادشاہ جسم کو افسر کی احتیاج
ہر دم تلاش گوہر مضمون ہی طبع کو	ہی نو عروس فکر کو زیور کی احتیاج
دم بھر کو یاد کاوش مژگان کرم کرے	اپنے رگ جنونکو ہی نشتر کی احتیاج
بیٹھے ہی ور پہ خاک نشینو نکو چین ہی	انکو نہین ہی بالش بستر کی احتیاج
داغ جنون ہی تاج دریا ہی سر پر	حاجت نہ تخت کی ہی نہ افسر کی احتیاج
عاقل ہی تو تو زیست ہی مین بندوبست کر	انسانکو بعد مرگ بھی ہی گھر کی احتیاج
خواہان بوسۂ لب شیرین ہی بیقرار	اس مور ناتوان کو ہی شکر کی احتیاج
ہر شکل گل ہزار ہون اشیم ہنادل امین	خط بھیجنے کو ہی جو کبوتر کی احتیاج
یاد گلو و دیدۂ میگون سے مست ہین	ہمکو نہین ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج

۵۹

[illegible]

بے سبب یہ نہین سرگوشی ارباب فساد
عشق صادق کا مرے فاش ہوا ہے کچھ آج

کا اُسے پھر شوق ہوا ہے شاید امتحان
مجتمع ہین در جلادپہ جانباز کچھ آج

بے نیازی کی بدولت ہون ہمیشہ سے عزیز
کیا یہ معشوق اُٹھاتے ہین مرے ناز کچھ آج

بر سر حرف ہے جیسے جو وہ شوخ کم گو
بات بھی کر نہین سکتے ہین سخن ساز کچھ آج

دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
صور سے کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج

مُرغ دل سے نگہ ناز پھری ہے ہو جبہ
بیرخی کرتا ہے تیر قدر انداز کچھ آج

ٹالتے ہین مجھے ہر روز یہ کہکر دم وصل
کل سے افزون ہے طبیعت کی ناساز کچھ آج

جذبہ اُلفت ہے یہ کس تیر نگن کا کشش
اور دنیسے ہے سوا طاقت پرواز کچھ آج

میری غیبت مین یار نے چھیڑا شاید
دم بخود دیر سے بیٹھے ہین جو غماز کچھ آج

تھوڑی ذلت ہی نہ جائینگے وہ سب لاکھ بولا مین
کل کچھ اعزاز ہوا ہوئگے سرافراز کچھ آج

چتکین کرتے ہین اغیار سے بنص بیٹھ قلق
صحبت یار کا سب طور ہے انداز کچھ آج

بیدا ہوا ہون کیا مین اگی ہوائے رنج
رحمت کے نام سے نہین واقف سوائے رنج

وہ خفتہ بخت ہین کہ نہ جاگے کبھی نصیب	دیکھا نہ خواب عیش کبھی ہنسے سوائے رنج

فرقت مین ایک قاتل بے رحم کی قلق
چورنگ دل کو کرتی ہو تیغ جفائے رنج

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج	باقی فقط ہی اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار اور ہی بیفائدہ علاج	درد غم فراق طبیبو ہی لا علاج
آئے تھے کرنکو ترے دیوانیکا علاج	اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجہ اس شرم چشم یار	کرتا ہو کون نرگس بیمار کا علاج
بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے	اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے	عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
اک دن ہماری جان ہی لیکریہ جائیگا	درد جگر ہمارا طبیبو ہی لا علاج
احباب میرے ہوش کی اپنے دوا کرین	ہوگا طبیب سے دل بیمار کا علاج
خود سر کمال ہو دل دیوانہ ناصحا	ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا	کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

ردیف جیم فارسی

ردیف جا حطی

حیرت کا ہی مقام طلسم زمانہ دیکھ | غفلت میں زیست ہیں کرتے ہیں جاں سوچ
فکر مآل کار تو کچھ زیست بھر نہ کی | زاد سفر کا اب ہی دم احتضار سوچ
کشتے کی تیرے خاک ہی تورو ند شوق سے | کرتا ہی اتنا کسلیے ای شہسوار سوچ
وعدہ کیا تھا ہم سے کسی بات کا کبھی | کچھ جی میں اپنے ای بت غفلت شعار سوچ
شاید کسی رقیب نے پھر بھر دیے ہیں کان | خالی نہیں ہی آپکا یہ بار بار سوچ
نے اس گلی کے بیٹھ لگے گی نہ قبر سے | مدفن کی جا مری نہ کہیں اور یار سوچ
پہلا اسیر زلف جو ہی اسکی قدر کر | اول بہا ہی مشکسہ بہا بھی ہیں یار سوچ
دی جان جسپہ فاتحہ کو بھی نہ آیا وہ | بعد فنا ہی یہ ہیں نہ یہ مزار سوچ
دلکو عبث مقابلہ عشق کی ہی فکر | کرتے نہلیں ہیں مرد دم کار زار سوچ
دل ہے گیا رقیبوں کے کب تک ہمیں خار | اپنے بجائے خود تو کچھ ای گلعذار سوچ
ہوگی کبھی نہ دام سے صیاد کے نجات | ای عندلیب فرقت گل میں ہزار سوچ
کر عرض حال کھیل گئے جان ہی یہ جب | کس بات کا ہی پھر تجھے ای دلفگار سوچ
دل دیتے وقت سمجھے نہ افتاد عشق کی | بیجا ہی اب یہ ای قلق دلفگار سوچ

[illegible]

جنون ہوا جب مجھے تیرے صبح عارض کا
صفائے دل سے تجھے حاصل ہو اسدم اغاز فن
ہماری قمر حسین اس سے کرتے ہین کہ ہمین
وہ آفتاب بدن ہر جوجہری دیکھے
بہانہ کرکے نہ آیا اندھیری راتون کا
کلیجا سنگ کا بھی آب ہو کے بہ جائے

ہمیشہ چاک گریبان ہا سحر کی طرح
سنان غمسے چھدے جب جگر گہر کیطرح
کمال عشق پہ ہر ناز ذی ہنر کی طرح
ترے پسینونکے قطرونکو بے گہر کیطرح
وہ ماہ پردۂ شب مین چھپا سحر کیطرح
اگر اٹھائے وہ صدمے مرے جگر کی طرح

خیال رنگ طلائی کو یار جانی کے
جگہ دی دل مین قلق مین نے حب زر کی طرح

چہرہ ترا ہر اے مہ غبی جواب صبح
پیش نظر جو وصل مین تھا انقلاب صبح
تار شعاع مہر ہین فرقت مین تار اشک
منزل ہماری غفلت پیری نے کھوئی کی
آنچل دوپٹے کا رخ پر نور پر نہین

مہتاب شب ہین گال ہین آفتاب صبح
پوچھو نہ حال شب کا نہ کچھ اضطراب صبح
گریبان سے مرے حال پہ چشم پر آب صبح
وقت سحر گران ہر مسافر یہ خواب صبح
تار شعاع مہر بنے ہین نقاب صبح

[illegible]

ضعیف ہو کے سمجھتا نہین تعجب ہر — کرون شباب مین کیا الفت بتان ناصح

کرم کیا ہی غم عشق نے مرے دلمین — مین کسطرح نکرون پاس میہمان ناصح

ہم آپ بند کیا کرتے ہین ہزارونکو — ہمارے سامنے کھولیگا کیا زبان ناصح

بتونکا کلمہ پڑھے تو ابھی ہماریطرح — کمال عشق اگر پختہ ہو عیان ناصح

مین وہ ہون عاشق دیوانہ گر مجھے کی ہیلا — برنگ جیب اڑا دونگا دھجیان ناصح

کہین ہماریطرح یہ بھی پھنس گیا شاید — کچھ آجکل ہی بہت ہمہ مہربان ناصح

قلق نہ حرف نصیحت زبان پہ لائے وہ پھر — جو سن لے میری محبت کی داستان ناصح

ردیف خای معجمہ

ان شعلہ رخونکا ہی ہر اک عضو بدن شوخ — کیونکر نہ یہ بجلی کیطرح ہون ہمہ تن شوخ

آنکھین بڑی آفت کی ہین اور غنچہ دہن شوخ — کچھ ٹہکے نہین ایسے غزالان ختن شوخ

شیشے سے عیان دختر رز کی ہی شرارت — گھونگھٹ ہی مین ہو جاتی ہی معلوم دلہن شوخ

وہ نظرون مین کر دیتے ہین دل لاکھونکے بیچین — ان شوخ حسینونکا ہی انداز سخن شوخ

در پر کہین بہت ہاتھ نہین لگتی ہی لیکن — پیری مین جوانونکی طرح سے ہی یہ زن شوخ

تمھارے کوچے مین جاکر یہ اب مچلتے ہین حجاب وصل کو توڑا ہو جی کڑا کر کے	کبھی ہوے نہین ایسے مرے قدم گستاخ بہت تو مین ہوے ایسے آج ہم گستاخ

ردیف	لحاظ ہی مین شب وصل ہو گئی آخر نہونے پائے قلق اس سے کوئی دم گستاخ	دال مہملہ

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد	کرے گا صوت اسبند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد	جلائے نوک زبان میری شمع سان فریاد
وہ عندلیب ہون آئے جو تا زبان فریاد	فغان کرے گی صیاد و باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان	کرینگے صوت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہی مجکو نہ موت آتی ہی	خیال اُلفت مین ہی کہا جلائے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا وےگی	ابھی سُنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
تری گلی مین جو عاشق کمان افسر ہی	پیادہ رو ند کا نالہ ہی پاسبان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیر دیکھو	یہان قفس مین ہی ور نہ زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے ای فروغ آتش گل	کرینگے مرغ چمن پھر آشیان فریاد

نمبر ۶۵ تشقیق

[illegible]

قیامت آئیگی ہوگا جو قد یار بلند

[illegible]

ہزار بار ہو سایہ پست لاکھ بار بلند

[illegible]

۶۶

جو آشیانے تمھین شعلۂ آتش گل کے		مرا نہال تمنا ہو بارور صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدوے جان ہر ادھر باغبان اُدھر صیاد

دیکھکر رُخسار تابان کو جو شرماتا ہی چاند		ای مہ مُبہج شرف بدلی مین چھپ جاتا ہی چاند
جستجو مین تیری جا کر اسقدر کھاتا ہی چاند		آسمان پر شعلۂ جوالہ بنجاتا ہی چاند
تیرے تلوے سے جو کمتر آبکو پاتا ہی چاند		دو ہی ہفتے مین فروغ غم سے گھٹ جاتا ہی چاند
دیکھکر تیری سپر کے چاند کا فاتل فروغ		ہر یک شب تا گگھر غم سے بنجاتا ہی چاند
نام کیا رکھین کسی پر اپنی اپنی ہی پسند		ہمکو وہ رُخسار تابان کیک کو بھاتا ہی چاند
جب اُلٹتا ہی وہ برق حسن چہرے سے نقاب		تاب نظارہ کہان ہی چپ چھپا جاتا ہی چاند
دیکھکر شبکو خرام ناز اُس خورشید کا		چاندنی کے پردے مین آپہی چھپا جاتا ہی چاند
جستجوے شرط کیا کم لکھنؤ ہی مصر سے		اک نہ اک مثل مہ کنعان نظر آتا ہی چاند
روشنی بدر عارض دیکھکر اُس ماہ کی		کبک کے مانند از خود وجد مین آتا ہی چاند
ہجر کی شب یاد عارض دلکو تڑپاتی ہی جب		تیری تصویر اپنے آئینے مین دکھلاتا ہی چاند

[illegible]

محیط عالم فانی مین فائدہ منعم
شب فراق یہ ڈر تھا جلے نہ خرمن ماہ

سر غرور رہا گر حباب دار بلند
ہوے جو نالہ سوزان سے کچھ شرار بلند

سر غرور رہے سر کشون کے پست قلق
جو رزم مین ہوئی حیدر کی ذوالفقار بلند

اسیر کرکے تو لازم نہین جفا صیاد
پھنسے نہین کسی ناآشنا کے پھندے مین
رسا ہے تو نہین نصیب اُسکے ملغ عالم مین
دیا ہے دام نے زلفون کے مُرغ دلکو مرے
نہین ہے رنج اسیری تو کچھ مجھے لیکن
نہ دلسے کرتا مین قطع اُمید آزادی
دکھایا ہنر چمن نے جو اسکو آئینہ
ہنر دکھایا شکار افگنی کا اپنی خوب
کسی کا موسم گل مین نہ آشیانہ اُجاڑ

قفس چمن سے نہ کر نا مرا جُدا صیاد
ہزار شکر کہ ہے صورت آشنا صیاد
ہوا جو صید ترے دام زُلف کا صیاد
فریب دانۂ خال عذار کا صیاد
یہ خوف ہے کہ ہے کم سن بہت مرا صیاد
اسیر کرکے اگر پر نہ کاٹتا صیاد
خود اپنے دام محبت مین پھنس گیا صیاد
کہ ہم کو زندہ گرفتار کر لیا صیاد
خدا سے ڈر نہین گھر بار کیا ترا صیاد

۶۷

[illegible]

سخت جانی مری بل اسکا نکالیگی ضرور
مجھسے کیا کرتی ہی قاتل تری تلوار گھمنڈ

عشق گل پر ہی تجھے ناز بہار آنے دے
دیکھ لینگے ترا ای بلبل گلزار گھمنڈ

خط نکلنے پہ یہ رہتی ہی صفا دیکھتے ہین
اور دو دن ہی یہ آئینۂ رخسار گھمنڈ

بیٹھ نہین کیا مری ہر چھایا سے ہی اسکو گریز
مجھسے کرتا ہی ترا سایۂ دیوار گھمنڈ

ای بتو کبر و تکبر ہی خدا کو زیبا
کب ہی تم خاک کے پتلو نکو سزاوار گھمنڈ

زور و زر کچھ نہین پھر ہوگا وہ تیرا کیونکر
مجکو کس بات پہ ہی ای دل نادار گھمنڈ

کان رکھکر کبھی واعظ کی نہین سنتے ہین ہم
تیری رحمت پہ یہ کرتے ہین گنہگار گھمنڈ

ردیف	ای قلق اپنی اطاعت پہ ہمین بھی ہی غرور حسن پر اپنے جو کرتے ہین طرحدار گھمنڈ	ذال معجمہ

شہد و شکر نہین کبھی اس سے سوا لذیذ
معجون بوسۂ لب شیرین ہی کیا لذیذ

وقت ابتدای عشق کا کیونکر نہو عزیز
ہوتا بہت ہی پہلے پہل پھل نیا لذیذ

پوچھے زبان زخم جگر سے مزہ کوئی
قاتل ہی کیا ہی پھل تری تلوار کا لذیذ

چوسی زبان یار جو مین نے شب وصال
شیرین کے لب سے تو زیادہ پائی سوا لذیذ

[illegible]

ردیف	درد دل کو قلق آرام ہوا دیکھتے ہی نامہ لایا نہین قاصد کوئی لایا تعویذ	رائے مہملہ

لائے خدا ہی اُس بُتِ ظالم کو راہ پر — چھائی ہوئی ہے بے اثری میرے آہ پر

جائیگی جان سُرمۂ چشمِ سیاہ پر — رکھی ہے باڑھ یا لئے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدوں کو مزہ عبادت کی حشمت پشت — میری نظر ہے اُس کے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ — نازان نہو جیو زنِ دُنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اُس رشکِ ماہ کے — یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُس کی قدم مارنے لگے — طاؤس و کبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہان نقد ہوش مین وقت سوال — جُرمانہ اُٹھتے ہوتا ہے یان داد خواہ پر

کب دھوپ مین ہے غنچۂ رنگین کی خیمہ آر — سُورج بھی لگی جھڑی ہے رُخِ ماہ پر

صیاد افگنی مین ایک ہے تو دو چشم ہم — صدقے ہے مرغِ دل ترے تیرِ نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے مارنے آنکھین جھپک گئین — بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے سُنا نہین — عاشق بآثر ہے وردِ رسیدہ کی آہ پر

۶۹ نگار عشق

وہ عورت سگ حبیب کی ہو ضعف گیا کرون
باقی نہین ہی پوست تلک استخوان پر

فرقت کا غم ملامت ناصح ملال غیر
سو طرحکے عذاب ہین اس ایک جان پر

دنیا مین اور خانہ امید کون ہی
جاؤن یہ در مین چھوڑکے کس آستان پر

بلئے ثبات کو مرے اللہ رے قرار
مین سر بکف ہون طرح صنم امتحان پر

نقش قدم حضور کا جسپر ہی جلوہ گر
اس سرزمین کا اب ہی دماغ آسمان پر

دیتی ہی صبح شام شفق آج شاہدی
ثابت ہی بیگناہونکا خون آسمان پر

بازار حسن مین جو وفا کی تلاش کی
دیکھی نہ ایسی جنس کسی کی دکان پر

آجائے دم بھی ہو نہ تو نہ گرائی میں وصل
لاؤن کبھی نہ حرف تمنا زبان پر

دانتونپہ اسکے دیتا ہی جان اپنی مرغ دل
گرتا ہی مثل سگ یہ ہما استخوان پر

حسن بیان دلیل شرافت جہانین ہی
موقوف ہی بشر کی لیاقت زبان پر

لذت جفا نے یار سے پائی ہی بسکہ دل
آتی ہی شکر بن کے شکایت زبان پر

دلکو کمال داغ محبت عزیز ہی
شفقت ہی میزبان کی بس میہمان پر

قدرت خدا کی دیکھیے انسان اور غرور
اک مشت خاک کا ہو دماغ آسمان پر

خون برسائے پتھر آسمان نے مزرعۂ جان پر
جھائے پیر سبقت لیگئی بید و طفلان پر

اُگایا عطر جب ہمنے لب رنگین جانان پر
تو گویا تیل چھڑ کا آتش لعل بدخشان پر

نہین یہ معجزہ موقوف کچھ موسی عمران پر
پیالے ہین ید بیضا کف پُر نور مستان پر

کبھی چلتی نہین دہ بہاری آ گلشن مین
وہ بُلبُل ہون کہ وارفتہ ہون گلہائے حرمان پر

ریاض کوئے جانان بُلبل شیراز گر دیکھے
صفت اسی بوستان کی لکھے اوراق گلستان پر

کیا قتل اُسنے مجکو یہی قاتل کی آرائش
جمایا خون کالا کھا لب شمشیر بُران پر

پس دیوار تڑپوگے کہانتک شوق کہتا ہی
کمند آہ سے چڑھجاؤ بام قصر جانان پر

تصور بندھگیا و حشتین کسکے روئے روشن کا
کہ عالم وادی ایمن کا ہے اپنے بیابان پر

ہمیشہ سبز رہتا ہی گلستان جود و بخشش کا
کبھی باد خزان چلتے نہ دیکھی باغ احسان پر

ہوا جامے سے باہر کسقدر شوق شہادت ہی
پڑی جسدم نظر قاتل تری شمشیر عریان پر

یہ کس مہر سپہر حسن نے رکھے قدم اپنے
گمان مہر ہی ہر ذرہ خاک شہیدان پر

تمہارا مسکرانا جانتا ہون جان کھوئیگا
گریگی ایکدن برق تبسم خرمن جان پر

ہمین بس آجکل سلطان اقلیم شہادت مین
ہی اپنے نام کا سکہ زر گنج شہیدان پر

۱۷ شعر

ہم لڑاتے وقت وہ ہم کو اڑاتے ہیں
ڈر ہے پڑے نہ پیچ رگِ جان کی ڈور پر

اے ضعف گوشہ گیر ہیں میں ہر اک طرح
آتی نہیں بلا کوئی روزن میں شور پر

تحریر جو لکھ کے ڈھاتے ہیں ان تک نہیں جواب
پیان بدلے تار کے خبر آتی ہے ڈور پر

رفتار ناز دیکھ کے اُس رشک ماہ کی
چھائی ہے مثل آئینہ حیرت چکور پر

لب پر ہے اُس ملیح کے کتنا ہجوم خط
میلا لگا ہے ساحل دریائے شور پر

اُس گل کے وصل کی جو مراد آئے اے قلق
چادر چڑھاؤں پھولوں کی بلبل کی گور پر

بعد فنا ہے سوز دل اس زور شور پر
جل جاتی ہے جو آگتی ہے گھانس اپنی گور پر

رکھے گلوں نے کان نہ بلبل کے شور پر
دیکھا نہ مہربان قمر کو چکور پر

دی جان اک ملیح کے آغاز عشق میں
ڈوبا جہاز ساحلِ دریائے شور پر

اِک بوسے کا جتاؤ نہ احسان کسطرح
لات آج تمنے ماری ہے حاتم کی گور پر

روشن ہو نام نیت خاہر ہے سب عبث
جلتا نہیں چراغ بھی حاتم کی گور پر

اے چرخ پیر اپنی نہ قوت دکھا ہمیں
کیا اعتبار عہد ضعیفی کے زور پر

۸۳

ڈاڑھ کھوتے ہین سفاک جو تلوارون پر
کیا چڑھائی ہی محبت کے گنہگارون پر

جوش پھر لالہ وگل کا ہوا کہسارون پر
آنکھ پھر آبلون کی پڑنے لگی خارون پر

ابر مینا ہی گھرا دور می گلگون ہی
کرم پیر خرابات ہی میخوارون پر

آدمی کرتا ہی کیون نہ رہے محبت اتنی
نقش حب سگے کی جا ہوتا ہی بیمارون پر

دیکھکر ابر سیہ کو ترے سمجھین وہ گھٹا
رقص طاؤس کرین باغ کی دیوارون پر

خرمن ماہ پر اک روز گریگی بجلی
گر یہی نور رہیگا ترے رخسارون پر

چوک مین جب ترے یوسف کی سواری نکلی
چڑھ گئے لاکھون بشر کوٹھون پہ دیوارون پر

گنبد گل جا کے کاندھے تھین عنا ہی سوا
چڑھے پھرتے ہین جو لوگ آج ہوادارون پر

آپ کو مد نظر ہو اگر آرائش قصر
میری آنکھون کی سفیدی کھلی دیوارون پر

ابروے یار کا سر بیچ کئے لے سودا کون
کسکا قبضہ ہوا ان برہنہ تلوارون پر

نے نیاز ایسے وہ اب صبح بھی ادھر کرتے نہین
ناز ہر وقت کیا کرتے تھے جن یارون پر

جلوہ گر ہوتا ہی وہ مہر شب ماہ مین جب
چاندنی دھوپ نظر آتی ہی دیوارون پر

آنکھ لڑتے ہی لگے مینڈھے لڑانے ہر جان
نقد دل کے ہو طلبگار انھین گسدارون پر

[illegible]

قسمت ہو آگے وصل میسّر ہو یا نہو
ایذا مین صبح ہجر کی کینے بھی ہم نہ پائے
باہر ہوا مین جامے سے اپنے شبِ وصال
اُس ماہ رو کی دید کا اللہ رے اشتیاق
شبکو خجل تھی اُسکی سفیدی سے چاندنی
فرقت کی رات رو رو کے دریا بہا دیے

آئے تو منہ تو نسے وہ ہمارے پلنگ پر
وہ شام ہی سے آج سِدھارے پلنگ پر
کپڑے جو سنے اپنے اُتارے پلنگ پر
گردوں سے ٹوٹے پڑتے ہین تارے پلنگ پر
چادر کسی تھی ایسی ہمارے پلنگ پر
تکیے سب نے نہنگ ہمارے پلنگ پر

پٹّی کے نیچے بیٹھا رہا رات بھر قلق
رکھا قدم نہ خوف کے مارے پلنگ پر

دمِ وصل اُس پری رو کے آ بنی دل پر
قضا بولی پڑی جب آنکھ اُسکی بسمل پر
نگاہ ناز رکھتی ہو نہ عامل پر نہ کامل پر
خدا شرم اُسکی رکھے صیدہ گاہ قربانی مین
شب وصل اُسکا نور حسن تزئین بخش ایسا ہو

تباہی مین جہاز آیا ہمارا آکے ساحل پر
وہ شاہین نگاہ ناز چھوٹا طائرِ دل پر
کوئی صیقل کبھی چلتے نہ دیکھی تیغ قاتل پر
قدم مارا ہی مرغ دل نے بھی رفتار بسمل پر
رستارونکی ہو افشاں لگن و شمع محفل پر

جان اپنی دی جو اک بت شعلہ عذار پر
پروانون نے چڑھائی چراغی مزار پر

کیا منھ ہی عندلیب کا مجھسے کرے جو بحث
ہین ایک اس چمن مین ہمن بھاری ہزار پر

شمع وفا پہ جو ہے پروانہ عمر بھر
گھی کے چراغ جلتے ہین اُسکے مزار پر

کیونکر نہ انمین پھوٹ رہے ای جنون مدام
پروانے سارے آبلے ہین شمع خار پر

شان اُسکی دیکھو بس دل شیدا پہ اب نہین
مجبور کر دیا ہمین اس اختیار پر

دلکی کشش سے ہوتے ہین یہ کب مطیع
مفلس پہ منحصر ہی نہ کچھ مالدار پر

منظور ہی کہ کیجیے در پردہ دید یار
تار نظر چڑھائیے اُسکے ستار پر

یون ہی ہجوم غم دل شیدا پہ ہجر مین
جسطرح دوڑ آتی ہی تقصیر وار پر

شبنم کے قطرے دیکھکے لالے پہ سمجھے ہم
چھالے پڑے ہین اُسکے دل داغدار پر

وہ ناتوان ہون بعد فنا پائے مور کی
زیر زمین بھی پہونچی دھمک جسم زار پر

ڈالی نہین ہی اس دل وحشی پہ اُسنے آنکھ
چھوڑا ہی شاہباز ہرن کے شکار پر

محو مژہ وہ پھر دل حق گو کو کرتے ہین
منصور کو دوبارا چڑھاتے ہین دار پر

اک طور پر قلق نہین یہ تا مزاج یار
دو پر ہین مہربان تو غصہ ہی چار پر

تیرے احسان لطف کی دیوانو کا پہنا دیجے
بال مستی کے جو رکھوائے ہین جانان سر پر

بال بچتے ہین مرے تار گریبان نہ سمجھ
دشت وحشت کہین ہوتا ہی گریبان سر پر

تمنے غیرونکو دیے مصحف رخ کے بوسے
جھوٹ بولوگے تو رکھدونگا مین قرآن سر پر

چاند سورج تو ہین پر چاہیے تارے ای ماہ
بدلے ماتھے کے چھڑک لیجیے افشان سر پر

سر قدم ہو رہے اُس رشک پری کے اپنا
نہین درکار جنون چتر سلیمان سر پر

موت آئے کہین ای گلشن نہین آئے ستم مین
جو بلا آنی ہو آئے شب ہجران سر پر

نجومکے بل شہ چلو خوب نہین ہی یہ چلن
ٹیڑھی ٹوپی نہ رکھو ای مہ تابان سر پر

تیرا شیدا ہی جو مجنون لڑائے رنگین
داغ جائے گل دستار ہی جانان سر پر

بجلی چمکاوے لب ابر بلا وحشت تو بھی
بارش سنگ ہی اور شورش طفلان سر پر

سچ ہو قول و قسم پر نہ کسی کے کوئی دے
جتنے جھوٹے ہین یہ رکھتے ہین قرآن سر پر

ہین محمد وو دنیا مین شہ کشور ترک دنیا
عوض چتر ہو ظل شہ مردان سر پر

اب ہمکو گرم غزل کہنے کی کچھ فکر نہ کی
ور آپہونچی قلق فصل زمستان سر پر

اے جنون مجکو یقین ہو گیا آئی بہار
وصل کی شب طالع خوابیدہ جاگا اُٹھے مر
غنچۂ گل نات کو باندھیں نہ شاعر اسطرح
جی مین کھلتا دیوار پھاندوں نکہت گل کی طرح
تھا جو شوق قتل سمجھا عید قرباں کا ہلال

کچھ تراوت سی گل داغ جگر مین دیکھکر
سو گیا وہ ماہ جبیں صبح گجر مین دیکھکر
شاخ گل کی سی لچک تیری کمر مین دیکھکر
بدگمان کیا آیا ہو قفل اُسکے در مین دیکھکر
چاند اُس خورشید عالم کی سپر مین دیکھکر

ہمتو کیا ہر بے ہنر کو صبر آیا اے قلق
بھیک کا کاسہ کف اہل ہنر مین دیکھ کر

ہٹ گئے جب اُسکے آگے طائر دل چھوڑ کر
سخت جانی نے کیا یہ مرتے دم اچھا سلوک
کہدو آئے اب تصور اُس بت بیباک کا
پیاسا ابھی ہو قاتل اور اک قطرہ آب تیغ کا
جسکو اُس صیاد نے تاکا نہ کی ہرگز خطا
ہو گیا غیروں سے آخر بزم خوبان مین بگاڑ

آپڑا بازِ نگاہ یار کندے جوڑ کر
تیغ قاتل بیٹھا ہے چلی منھ موڑ کر
پردہ آنکھوں نے کیا مژگان کی چلمن چھوڑ کر
مانگتا ہی خود دہانِ زخم تن منھ پھوڑ کر
تاوک مژگان کو ابرو کی کمان مین جوڑ کر
لیگئے تشریف تمتہ ایک شور شا چھوڑ کر

[illegible]

ہم صحبتی غیر کی کیا ہی یہی جگہ
وہ دل جلا ہون بعد فنا بھی جلونگا مین
ابر سیاہ چھایا ہی ساقی شراب دے
شاید کسی رقیب کا پھر جوڑ پڑ گیا
پہلو مین میرے بیٹھ کے ذکر وفائے غیر
ممکن نہین جو عشق گل تر سے باز آئے
خجسش ہو آدمی کا تو ہو دل لگی کا لطف
دکھلا کے نقش پا اُسے ھو کا گاو نکا دے

بعدِ فنا تو ہمکو نہ زیرِ مزار چھیڑ
پروانوں سے کریگی جو شمع مزار چھیڑ
بارش نے تار باندھا ہی مطرب ستار چھیڑ
کرتا ہی بات بات مین پھر وہ نگار چھیڑ
مجھسے نئی یہ تو نے نکالی ہی یار چھیڑ
گلشن مین عندلیب کو گلچین ہزار چھیڑ
ہم اپنے غم مین مبتلا ہین اے نگار چھیڑ
بلبل کو چل کے باغ مین ای گلعذار چھیڑ

آزردہ ہو نہ جائے کہین پہلی شب ہو آج
اس بد مزاج کو نہ **قلق** بار بار چھیڑ

دل اپنی جنس کو لگا نہ بکھرا سے بگاڑ
سیدوار رہتے تھے قالبِ وقت کے
ایسے بھی اپنے ہمسے صفائی نہ وہ رہی

سودا اپنا ہوا نہ خریدار سے بگاڑ
غیروں کی بن پڑی جو ہوا یار سے بگاڑ
جیسے ہوا اُس آئینہ رخسار سے بگاڑ

[illegible]

گو صاف انھین کیا پہ کدورت نہین گئی
میری طرف سے دل مین ہین وہ بدگمان ہنوز

مر کر بھی عشق زلف کا چھوٹا نہ سلسلہ
ہوتے ہین حرف شانہ مرے استخوان ہنوز

گلشن مین مجھ اسیر قفس کے ہین یادگار
باقی جو کچھ ہین خار و خس آشیان ہنوز

چکھا ہے جب سے اُس لبِ شیرین کا ذائقہ
ہونٹھون پہ پھیرتے ہین ہم اپنی زبان ہنوز

پیوند خاک ہوا ہو نہین نالہ کش
اک شور ہے زمین سے تا آسمان ہنوز

یہ نیلگون لباس ہی تنا نہین کبھی
کس غمزدہ کے سوگ مین ہے آسمان ہنوز

اُسکی گلی مین قبر شہیدان ناز کے
باقی برائے نام ہین کچھ کچھ نشان ہنوز

گو بند کر چکا ہون مین سو بار انھین مگر
آمادہ بحث پہ ہین مرے ہمزبان ہنوز

تیغ نگاہ ناز سے قصہ تمام کر
قاتل تڑپ رہے ہین ترے نیم جان ہنوز

باغ جہان مین ہمسا نہین خلمان خراب
پائی جگہ کہین نہ پئے آشیان ہنوز

ہون مشیدہ رست شاہ جنون مشق کشمکش
مجنون کی روح بھیجتی ہے ارمغان ہنوز

سو بار انقلاب زمانہ ہوا مگر
نا مہربان مرا نہوا مہربان ہنوز

بلبل سے مجھسے نالون کی جب سے ہوئی ہے بحث
گلچین ہے چپ سکوت مین ہے باغبان ہنوز

ہمارے عالم سے جدا ناز کیا یار انداز
عاشقِ خلق ہو اس سست ادا کا انداز
ورکی وضع یہ دیکھی نیمدی کا انداز
ابھی رخسار بھی سبزہ پیدا نہ چند روز
ہن کا رخ ہوا ہم قلق چمن کو سیا دیں
نششا رچند روز ہون دیوانہ چند روز
الفت مین ایک شیشۂ گلگون مزاج کی
بھر ہوا نہ عمر کا پیمانہ چند روز
ساقی کو لینے دیکھو لون جی بھر کے ادا مین
آبادی وہ ویرانہ چند روز
قسمت میں ہی تمام ابھی شمع دل

وہ عاشق جانباز ہون گجان پہ کھیلون
پھندے سے تری زلفکے دل نکلے تو کیونکر

آنکھون پہ گرے یار کی شمشیر کا انداز
ہی مفسدہ پرداز ادا فتنہ گر انداز

ہر رنگ کی صحبت مین قلق بیٹھے شب و روز
بدلا نہ طبیعت کا مگر عمر بھر انداز

کی یہ اطاعتِ دلِ دیوانہ چند روز
سمجھا کیا یگانہ تجھکو بیگانہ چند روز

ہمنے بتو تمکو دل مین جگہ دی تو کیا ہوا
کعبہ بھی تو رہا ہی صنمخانہ چند روز

شعر ابھی دو دانہ کرو آتی ہی بہار
رہنے دو مجھکو اور بھی دیوانہ چند روز

پھر داستان لیلی و مجنون کبھی نہ بھائے
سنیے اگر ہمارا بھی افسانہ چند روز

منھ لگ گئی تھی دخترِ رز کتنی ساقیا
چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے پیمانہ چند روز

ہم بزم ہمکو یار سے رہنے نہ دیگا چرخ
مہمان ہی یہ رونق کاشانہ چند روز

بے یار زندگی مری کم موت سے نہ تھی
بدتر رہا لحد سے بھی کاشانہ چند روز

جلسے پری جمالون کے رہتے تھے رات دن
اپنا بھی گھر رہا ہی پریخانہ چند روز

حالہ ہوا صفائی گل روے یار غیر
ہر کلبک شمع ماہ کا پروانہ چند روز

[illegible]

کیا اُڑا لائی صبا تیرے بدن کی بو باس
کہ لباس گُلِ تر مین ہو دُلھن کی بو باس

بوسہ لے لیتے ہین ہم بادہ کشی کے بدلے
مست کر دیتی ہو ساقی کے دہن کی بو باس

بے پیے مست ہوے جاتے ہین ہم بادہ پرست
ساقیا دختر رز مین ہو دُلھن کی بو باس

صحبتِ گیسوے مشکین کا تری ہو یہ اثر
نافۂ خال مین ہو مشک ختن کی بو باس

پھولونکی سیج مین خوشبو یہ کہان تھی تو بہ
بسج گئی ای گُلِ تر تیرے بدن کی بو باس

مُنھ پہ مُنھ رکھکے ترے مر گئے یوسف کیطرح
جان دیتی ہے نگھتے ہین حبیبِ قرن کی بو باس

ای نسیم نفس سرد کھلا دے ان کو
ہر کلی مین ہو مرے غنچہ دہن کی بو باس

گلشنِ تُحفے صنم مین تو کبھی لا صیاد
بلبلونکے ہو دماغون مین چمن کی بو باس

ہمکنار ایسے ہین اُس گل سے جو ہون شاخ گل
آئے آغوش لحد سے بھی دُلھن کی بو باس

عرقِ جسم سے کیا تُحفہ چمن سینچے ہین
رخت گُل مین ہو ترے جامۂ تن کی بو باس

کم لحد سے نہین گلزار مجھے فرقت مین
گُلِ نسرین مین ہو کافور کفن کی بو باس

کس گُلِ تر کا تصور ہو کہ ای بلبل زار
بس گئی دامن گلزار چمن کی بو باس

ہر قلق اُلفت گیسو کو چھپاتے ہو عبث
کبھی چھپنے کی نہین مشک ختن کی بو باس

سوتی ہے بزم کا فرو دبند رہے ترے	زاہد حرم میں میں ہیں یہاں برہمن اداس
خوش خون بیگناہ سے ہوتا نہیں کوئی	ہے مجکو قتل کرکے مرا تیغ زن اداس
شاید مرے نصیب میں وصل صنم نہیں	یوں جو جب ہوا ہے رخ برہمن اداس
سوتی ہے سیج پھولونکی برہم ہوا نہیش	کمرا پڑا ہے ترے لب گلبدن اداس
صیاد بعد اپنے وہ رونق نہ پھر رہی	سنسان ہے جو کنج قفس تو چمن اداس

کیا کوئی دل لگا کے کہے شعر اے قلق
ناقدری سخن سے ہیں اہل سخن اداس

لیگئے یوں مجھے منافی بیداد کے پاس	جیسے لیجائیں گنہگار کو جلاد کے پاس
حسرت قتل کا ہمسے نہ تقاضا اٹھا	خود ہی سر بھیجدیا کاٹ کے جلاد کے پاس
دام الفت کی اسیری کا یہ تھا شوق مجھے	گھر کرائے کو لیا خانۂ صیاد کے پاس
وقت اظہار غم وصدمہ دوری قاصد	دم ذرا کوئی نہ تھا اس ستم ایجاد کے پاس
قصد ہوتا ہے شمیم آکے بخوبی کھوے	مژدہ بار سا نشتر جو ہو فصاد کے پاس
کیسی تصویر کبھی ہاتھ سے اٹھا نہ قلم	جاکے بیٹھ آئے کئی روز وہ بہزاد کے پاس

یون تو ہین لاکھون حسین پر از حسنا ہین — ہو اپنے جنس کے لیے خریدار کی تلاش
آن بتان دو بہت بیٹھے ہین سر کج برہمن — بت کی جستجو ہی نہ زنار کی تلاش

فرقت مین ڈھونڈھتے ہین دل گم شدہ کو ہم
پہلو مین اپنے کرتے ہین غمخوار کی تلاش

مثل فلک ہو منزلت بادشاہان میفروش — ہو آفتاب شمسۂ ایوان میفروش
جمشید اسے کہین تو ہو شایان میفروش — جام جہان نما ہو کہ دکان میفروش
ظاہر اگر ہو رتبۂ عرفان میفروش — واعظ ہون منبر نشین ثناخوان میفروش
رنگین گلا ہو نسے ہو دکان میفروش — پھولا پھلا ہے یہ گلستان میفروش
راغ خمار ہجر مدے لب سے لب ملا — بنت عنب بخشے قسم جان میفروش
واعظ ہوا نمین حساب کیفیت ایک ایک — کیا پوچھتا ہی حال مریدان میفروش
ہو دور چشم مست پڑھین لوگ خط جام — ہر مدرسے مین چاہیے دکان میفروش
کیا اسکے آگے عقل فلاطون خم نشین — وہ بھی تھا ایک طفل دبستان میفروش
صحبت نصیب ہے تو وہ کیفیتین اٹھائین — قاضی و محتسب ہون ثناخوان میفروش

[illegible]

کوئی مرے کوئی جیے پروا اُسے نہین	ہم مبتلاے رنج ہین کرتا ہی یار عیش

ردیف — ساقی کا لطف دیکھکے کہتے ہین سب جلکے غیر / کرتا ہی آجکل **قلق** بادہ خوار عیش — **صاد مهمله**

لیتا نہ میر اُس ستم ایجاد سے قصاص	بلبل کا کون لیتا ہی صیاد سے قصاص
شیرین کو چاہیے تھا یہ تیشے سے پوچھتی	کس جرم کا لیا سر فرہاد سے قصاص
کرتا ہی یہ جو قد سے تمہارے برابری	لیتا ہی آرہ اسلیے شمشاد سے قصاص
برسون ملال دیتا ہی دم بھر کی عیش کا	لیتا ہی آسمان دل ناشاد سے قصاص
لب پر دہان زخم جگر کے یہ شور ہی	کوئی نہ لے مرا کہ مرے جلاد سے قصاص
فصل بہار آتے ہی پہنائین بیڑیان	لیتا ہی جنون مجھے حداد سے قصاص
اے گل سے آ چمن اُکھڑوا کے پھینکدے	لے فاختہ کے خون کا شمشاد سے قصاص
انصاف کو نہ ہاتھ سے دے باغبان اگر	لے خون عندلیب کا صیاد سے قصاص

بدلے جفا کے کرتا ہون مہر و وفا **قلق**
کیا لون مین اپنے بانی بیداد سے قصاص

ردیف سین [illegible]

[illegible]

کیا جانیں کون روگ ہے عشقِ بتاں بڑا جان	سمایا ہے کوئی یا کہ چھپتا ہے یا مرض
عیسیٰ کے پاس بھی کوئی اسکی دوا نہیں	کہتے ہیں جسکو عشق وہ ہے موت کا مرض
وعدہ وصال کا نہ کوئی سچ کیا کبھی	تمکو بھی جھوٹ بولنے کا ہے کیا مرض
آئینہ رو جہاں کوئی دیکھا پھسل پڑا	آئے ہمارے دل کو تو ایسا نہ تھا مرض
بقراط کیا مسیح بھی کہتے ہیں دیں جواب	تیرے مریض عشق کا ہے لا دوا مرض
دانتوں پہ شیفتہ تھے ہوئے اب فدا لب	تھا روگ ایک تو یہ ہوا دوسرا مرض
آرام درد عشق سے دل کو کہاں ہے	صحت سے بھی عزیز مجھے ہے سوا مرض
واقف ہیں ہم نتیجۂ آزارِ عشق سے	ہے گور کے تعویذ کلئے تو یہ جا چکا مرض
الفت کے عارضے کی دوا ہے اجل کے پاس	جاتے ہوئے کبھی نہیں ایسا سنا مرض
کیا کیا تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے جان زار	اس عشق کا ہے سب کے خوشنصیب سوا مرض

دل کو ہمارے الفت عارض ہے عارضی
کیا اے قلق رہا ہے کسی کا سدا مرض

اے قمر خط سے رہیگا نہ جمال عارض	شکل خورشید ہے اک روز زوال عارض

۸۵

[illegible]

ردیف طاء معجمہ

فرقت مین گل کی کرتی ہی بلبل ہزار ضبط
ہوتا نہین ہے میری طرح زینہار ضبط
کب تک کرون مین درد جگر بار بار ضبط
اک روز جان لے کے گیا ای گلعذار ضبط
اچھا نہین ہے اس قدر اے بیقرار ضبط

اُس قدر عاشق خورشید اسے ہوا ہے رو پوش / خواب مین بھی نہین آتا ہے خیال عارض
ہو مقابل تو تری گرمی بازار ہو سرد / ہے یہ خورشید درخشان سے سوال عارض
بوسے لینے مین جو کاٹا تو نشان دانتون کا / بن گیا حسن نزاکت سے ہلال عارض
سبزۂ رخ ہے پروانہ شعاع خورشید / ماہ کی آنکھ کا تارا ہے وہ خال عارض
چشم یار آئینۂ رُخ مین ہی کب عکس فگن / کہتے ہین اہل نظر اُس کو غزال عارض
غیرت تار شعاعی ہے ترا سبزۂ خط / رو کش شمع تجلی ہے جمال عارض
جوہر آینہ سے دیجے اسے کیا تشبیہ / سبزۂ خط ہے ترا گرد ملال عارض
فلک حسن و لطافت پہ زحل تابان ہی / یا سویدا ہے دل حور ہے خال عارض
مثل آئینہ ہے وہ چاند سا چہرہ شفاف / پرتو ابروے پُر خم ہے ہلال عارض
مہر و مہ پر نہین موقوف کچھ اُلٹے جو نقاب / شمع طور آج ہے مشتاق جمال عارض
خانۂ دل مین لگا دیتے ہین ہم آئینہ / فکر ترئین مین جو کرتے ہین خیال عارض
چاہیے جا ہے خط سبز پہ قربان کرے / نقد دل عاشق رخ کا تو ہے مال عارض
خط کی آمد مین تو باقی نہ رہی وہ رونق / اے قلق دیکھیے کیسا ہو مآل عارض

لب و دندان ترے یاد آتے ہین صاف	جو کرتے ہین بہم شیر و شکر ربط
ضرر پہونچے مقرر اک نہ اک دن	کرے ناجنس سے انسان اگر ربط
دماغ اتنا کہان ہے جو احسان	نہ صندل سے کریگا دردِ سر ربط
بہت موزون ہے تیری بیت ابرو	بہم رکھتے ہین یہ مصراع تر ربط
جلاوے گی جگر کو آہِ سوزان	کرے گا پینے سے کیونکر شرر ربط

ردیف	قلق کا اُن سے تھا جو رنگِ صحبت گل و بلبل مین کب ہے اس قدر ربط	طائے معجمہ

ہم تو آگر نہوے یان کبھی دم بھر محظوظ	لوگ اس غمکدہ مین ہوتے ہین کیونکر محظوظ
جیسے زندان سے رہا ہوکے ہوے یوسف شاد	روح یون قید بدن سے ہوئی چھٹکر محظوظ
صبح عیش اپنی شبِ غم ہمین دکھلائیگی	رنج کے بعد ہوا کرتے ہین اکثر محظوظ
شادیِ قتل سے ہی دلمین ہر اک شادی مرگ	تیرے جانباز ہین کتنے تہ خنجر محظوظ
آتش عشق سے میرے دلِ سوزان کو ہے چین	آگ مین رہنے سے ہوتا ہے سمندر محظوظ
دل مرا نفس کُشی کرکے ہوا یون بشاش	قتل دارا سے ہوا جیسے سکندر محظوظ

ہم بھی ہونگا کبھی اے چرخ ستمگار محظوظ
گل عارض کی جو دیکھا ہے شگفتہ گل جو محظوظ
نکہت زلف کی بو سونگھ کے ہے عنبر محظوظ
ہر زبانی سے گلِ شادمان ہے یون وہ خوش
جسطرح داد سخن سے ہو سخنور محظوظ
عشق بت چھوڑ دو قلق اب کوئی وہ کام کرو
جسمین اللہ ہو خوش روح پیمبر محظوظ

نرگس سے ہے فقط اُسکی آنکھ کا لحاظ
کیا وصف چشم یار کرون اُسکے سامنے
پیر مغان کی روح کا کرنا بڑا لحاظ
ساقی کی بیرخی کی کہان تاب تھی ہمین
ناز و ادا و غمزہ و شرم و حیا لحاظ
تنہا مین اور لئے وہان ہین تمام رقیب
وہ ابتدا مین کرتے تھے انتہا لحاظ
سے کالی اجتنابات بھی کرتے ہین کبھی
نرگس کی آنکھ مین بھی نہین ہے ذرا لحاظ

حرمت بڑی ہی اُس کی نگر ہجو اسقدر	اندازہ ہے دختِ رز کہ تجھے وعظ نا
نکلی نہ خم سے بزم جوانان مست مین	پیر مغان ہا بنت عنب نے کیا ناز
پھر مجھسے اسطرح کی نہ کیجے گا دل لگی	نہر اس گھڑی تو آپ کا مین گرگیا
ہجو و شراب شوق نے شب کو یہ کر دیا	اُن کو رہا حجاب نہ مجھکو رہا لحاظ
قربان اس حجاب کے اس شرم کے نثار	اتنا نہ عاشقون سے کرا ہے لحاظ

ردیف	مجوب ہی مزاج فائق اپنا اس قدر کرتے ہین اپنے خرد کا بھی ہم بڑا لحاظ	عین مہملہ

دل کو نہین ہی او راب ای سیمبر طمع	ہی تیرے نقد وصل کی ناداں ہون یہ طمع
ذرات بڑھتی جاتی ہی دولت کے ساتھ حرص	اللہ آدمی کو بھی ہے اس قدر طمع
ہوگا بغیر ذلت و خواری کچھ حصول	تقدیر سے ہوا جو کیے گا بشر طمع
چھاتی کے نیچے رکھتی ہی گنجینہ ہای زر	او آسمان زمین کو بھی ہی کسقدر طمع
مستغنی المزاج ہون ایسا کہ اہل زر	رکھتے ہین مجھ فقیر کی مانند زر طمع
شوق جواب نامہ مین جاتا ہی نقد دل	دے اگر تجھے ہو کچھ ای نامہ بر طمع

[illegible]

یون رہی علم ہوئی با وصف عذر لنگ
محسوس آجتک ہوئے نقش پائے شمع

جلنے سے سوز عشق مین پروانیکے حصول
اس سے تو کاش آتشی اُودھر کو لگائے شمع

اس شعلہ رو کی دیکھے جو عاشق سے گرمیان
پروانو نکو نہ اپنے کبھی یون جلائے شمع

مین جل رہا ہون اک رُخ روشن کی یاد مین
مجھ دل جلے کے سامنے کوئی نہ لائے شمع

جل جلکے ایک رات مین طے کی عدم کی راہ
سیکھی فراق یار مین رہ فنا [illegible] شمع

اک شاخ گل کے بزم مین پھرتا ہون آہ گرم
باد سموم جلتی ہے گل ہو بجائے شمع

اس درجہ ہے ہیبت جو آئے تو خوف سے
ظلمتکدے سے میرے وہین بھاگ جائے شمع

شعلہ کیطرح عاشق آتش زبان ہون مین
ہمسے جو منھ چڑھے تو بہت منھ کی کھائے شمع

پروانو نسے یہ کرتی ہے ہر بار گرمیان
محفل مین یار کے نہ کوئی گل کھلائے شمع

ایسا فروغ آتش حسن صنم کا ہے
چاہے تو اپنے شعلہ رخ سے جلائے شمع

کرتی وہ سوز غم سے قلق کیا برابری
عاشق کی طرح سے دل روشن تو لائے شمع

ہاتھ سے اپنے اگر روشن کرے وہ حور شمع
روشنی پیدا کرے مثل چراغ طور شمع

[illegible]

ہوئے دیکھے تجکو تو ایسا ہو شرمسار چراغ
چھپے تہِ زمین پتنگونکے بار بار چراغ

کرے اپنے داغ محبت سے دل مرا روشن
خدا کے گھر مین جلاتے ہین ای نگار چراغ

حضور زلف صنم سوز داغ دل ہے کیا
جلے نہ سامنے کالے کے زینہار چراغ

وہ دل جلا ہون کہ روشن کبھی نہو اے گل
جلا مین گر سر تربت ہزار بار چراغ

سموم آہ نے گل کر دیا اُسے بھی ہائے
شب فراق مین تھا اک جو غمگسار چراغ

ہو دماغ تپ عشق زلف مین یون شاق
ہو جیسے گرمیکی رات تو نہین ناگوار چراغ

تمھاری زلف کا سودا ہوا ہے گل ایسا اُسے
حریر شعلہ کو کر ڈالے تار تار چراغ

یقین ہے آئے چکا چوند اُسے بھی مہر لطرح
جو بے نقاب تجھے دیکھے ای نگار چراغ

بہار بھی مری نظرون مین ہے خزان شب ہجر
جھڑے جو پھول مین سمجھا ہے اشکبار چراغ

فروغ شمع خو نہین نہ کیونکر اسکا ہو
و یار حسن دل افروز کا ہے یار چراغ

نشان دولت الفت ہے داغ سر میرا
جلاتے ہین سر بام اپنے مالدار چراغ

شب فراق بھر و نہین جو آہ گرم کوئی
ہوا مین اُڑتے پھرین صورت شرار چراغ

وہ نور حسن ہے تیرا کہ مثل پروانہ
فدا ہو شمع ترے چہرے پر نثار چراغ

[illegible]

شعلے کے اضطراب سے روشن تھا بزم پر
تیغ فروغ حسن سے بسمل ہوا چراغ

کرتا ہے پیش شمع رخ یار گر میان
پروانوں کو جلانیکے قابل ہوا چراغ

لالہ اُگا چمن مین تو مجکو یقین ہوا
روشن سر مزار عنادل ہوا چراغ

آہو نسے داغ دلکو ہوتا تھا کچھ فروغ
روشن ہوا مین گھر کا بمشکل ہوا چراغ

انگشت شعلہ بہر شہادت بلند کی
شب اُسکے نور حسن کا قائل ہوا چراغ

فانوس تک سے پرنے کیے تجکو دیکھکر
دیوانہ ایسا ہی مہ کامل ہوا چراغ

اُس مہوش کے پرتو نور عذار سے
ہے یہ مین رو کش مہ کامل ہوا چراغ

سمجھا مین نور خال ذقن اُسکا دیکھکر
روشن کوئی سر چہ بابل ہوا چراغ

بھڑکا یہ شعلہ حسن سراپاے یار کا
ہر رونگٹا فتیلہ ہر اک تل ہوا چراغ

لالہ شرر فشان وہ کیا شکوہ سمجھے لوگ
روشن میان کوچہ قاتل ہوا چراغ

بھلسا یا تھوڑا ہجر کی شب کیون جلا لائے
یان بھی جلانیکے لیے نازل ہوا چراغ

اُس شمع رو کا گرم نظارہ ہوا جو مین
جلکر حسد سے بیچ مین حائل ہوا چراغ

ذرے کو آفتاب سے دعواے ہمسری
اُسکے مقابلے کے بھی قابل ہوا چراغ

[illegible]

اب وہ نیش ہو اپنی فراموش ابھی اُسے	خورشید حشر اپنا اگر دیکھ پائے داغ
اُنمین کہان یہ سوزش ہے اور یہ تپک	لالہ نہ میرے داغون سے اپنے ملائے داغ
زاہد کو ہے جو صحبت رندانہ کی ہوس	توبہ کا اپنی دامن رندسے چھڑائے داغ
دم بھر یہان بسر نہوئی اپنی عیش سے	دست حنائی چرخ سے داغون پہ کھائے داغ
سینے کو میرے تختۂ لالہ بنادیا	انکی بہار مین تو ہزار رنگ لائے داغ
سوزش سے اسکی ہتی ہے سینے مین دل لگی	رہتا ہے ان دل نہین کوئی سوائے داغ
بھڑکا رہا ہے آتش فرقت کو سینے مین	ڈر ہے کہین نہ آگ کوئی اور لگائے داغ
ہو جلوہ گر خیال رخ آتشین اگر	مشعل ہمارے خانۂ دلمین دکھائے داغ

ف	دل میرا اور بلبل و لالہ کا ہے قلق پیدا ہوا ہے باغ جہا مین برائے داغ	ردیف

یہ مانگتا ہون دعا ہاتھ اٹھا کے سوے نجف	مرا غبار الٰہی ہو خاک کوے نجف
چلا ہون لیکے مین دنیا سے آرزوے نجف	رہیگی مجکو جنان مین بھی جستجوے نجف
آنکھون دلمین تصور ہے زلف حیدر کا	جہان در نجف ہو گیا ہے موے نجف

۹۲

[illegible]

[illegible]

یکایک اُٹھے تب غم کی کسطرح ایذا
کبھی ہوے ہین فصلی بخار سے واقف

خیال خط نہین آتا ہی دلمین بھولے سے بھی
خضر ہو نہین میرے دیار سے واقف

ہنوز عارض دلبر ہی گرد خط سے پاک
یہ آئنہ نہین اب تک غبار سے واقف

وہ ایک رات تو مجھسے الگ نہ سوئیگا
ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف

چڑھے گا جسپہ جن جان لیکے اُتریگا
نہین ہی نشۂ الفت اُتار سے واقف

وہ مست خواب ہی بلبل چمن مین شور نکر
نہین تو ناز کی خوے یار سے واقف

وہ ناتوان ہون مرگ سے لاغری کی بدولت
اجل نہین ہی مرے جسم زار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

۹۳

بُلے گا کون عاشق نادار کی طرف
سارا زمانہ آج تو ہی یار کی طرف

جن آنکھ سے لیا تھا دل اُسکو رہی آنکھ
حیرت سے دیکھتا ہون رُخ یار کی طرف

دربان کبھی جو روکے وہ نازک مزاج ہین
مُنہ کرکے سوئین ہم نہ دیار کی طرف

[illegible] سونگا کرو ابھی حساب
فاضل ہی کچھ ہمارا ہی سرکار کی طرف

[illegible]

[illegible] نشان نالہ ہوئے ہم غم فزون
بادشاہ ہون سے مقابل مین ہر جاہ عاشق
[illegible] مین ان سادہ رخون [illegible]
نہین جاتا ہے [illegible] نگاہ عاشق
کونسی بات کی معشوق سزا دیتے ہین
سنا کہ کیا ہی سے سوا کیا ہے گناہ عاشق
ای پری [illegible] مین مرا جان نزار [illegible]
نہین لا سکتا ہے وہ تاب نگاہ عاشق
زندہ در گور کیا دوری جانان سے ہمین
عاقبت گور بنا بخت سیاہ عاشق
عالم حشر کو کیا دیکے جلا دوگے ہر
کیون ستم کرتے ہو تم کو خدا کا بھی ہے ڈر

مصر مین ایک ہی سفت تھے مہانئی کبھو	لکھنو شہرہ ہے حسین ہین گھر گھر معشوق
کچھ نئی ہمسہ نہین کرتا ہے بیداد وہ شوخ	ستم و جور کے سبب ہوتے ہین خوگر معشوق
یون تو محبوب جفا کیش بہت ہین لیکن	کوئی مرضی کے موافق ہو تو ستمگر معشوق
عشق بازی پہ مری طعن نہ کرای واعظ	میرے اللہ کا ہے میر پیمبر معشوق
زہر و تریاق کی ہو آنکھ مین جسکی تاثیر	ابتک ایسا نہ چڑھا کوئی نظر پر معشوق

اگ پریزاد کو تسخیر کیا ہے جب سے
اپنے مشتاق قلق رہتے ہین اکثر معشوق

دلمین ہے اُنکے غم حال تباہ عاشق	بوتوش کعبہ بنا بخت سیاہ عاشق
دی ہے اللہ نے جن شوخ نگاہونکو کچھ آنکھ	آڑ لیتے ہین وہ لاکھون مین نگاہ عاشق
دل معشوق تو کیا تم بھی نا واقف ہو	عرش اعظم کو ہلا دیتی ہے آہ عاشق
قدردان جتنے ہین خوش چشم یہ حال اُنکا ہے	دیکھتے رہتے ہین ہر وقت نگاہ عاشق
انکو آتا ہے عیادت کو دم نزع تو آتین	کھوٹی یون وقت سفر کرتے ہین راہ عاشق
دور مین روز تصور کی لگی رہتی ہے	حال معشوق کا ہے پیش نگاہ عاشق

بحر ۹

[illegible]

[illegible]

دل

۹۵

دل ہی مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی
اس خرابات مین ہی جام بہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان جو رہا کرتی ہی مستی مین مدام
جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق

حال موسٰی کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید
کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پاجاتا ہی دو باتو نمین ہر دل مردہ
اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن
سول لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلا مین مزا
مالدار ونپہ محبت ہی زن دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب
ہمتو کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

وہ ملے غیر سے تم اور حسین سے نہ ملو
جور معشوق کا لیتے نہین بدلا عاشق

چلنے والو نپہ نیرنگ جہان ناز کرے
مین نہ معشوق کسیکا نہ کسی کا عاشق

دل تو پروانۂ شمع رخ دلبر ہی مرا
سوز حسرت ہی مرے داغ جگر کا عاشق

فکر ملبوس ہی کیا آپکے عریانون کو
کبھی ہوتے نہین آلودۂ دنیا عاشق

ہمنے تو سیکڑون کو دل سے قلق پیار کیا
کوئی معشوق مگر اپنا نہ پایا عاشق

اب تک نہ سیرے سلنے کی پروائے ہو کوئی
رہتی ہی صید لو کی اُسے فکر ہر گھڑی

رکھتا ہی راہ عشق مین اک کبک گر قدم
وحشت جنون مین جلتے ہی دو ہی پہلے یہ صدا

پڑھتا ہی وہی تو نہین کلمہ ہر اک حسین
دیتا نہ جان الٹی چشمان یار پر

آتا ہو ننگ لیتے ہوے مجکو نام شوق
صیاد مرغ دل ہی گرفتار دام شوق

بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دیوانگان عشق کو پہونچے سلام شوق

مانند معجزہ ہی ہمارا کلام شوق
ہوتی جو اختیار مین میرے لگام شوق

باقی ہی عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان
داغ دل و جگر ہین قلق نقش گام شوق

دیکھے جو اسکے شمع گلو مین ضیاے طوق
وحشت ہوئی ہی دیکھکے اُسکی اداے طوق

جنبش کرون جگہ سے تو زنجیر کھڑکھڑاے
ماہر جنون پنجۂ رنگین مین ہون بکمال

طفلی مین ای پری ترا دیوانہ ہون مجھے
پروانے کی طرح ہو مۓ تو فداے طوق

حداد ساتھ بیڑیونکے کیون نہ لاۓ طوق
نالہ کرون جنون مین تو گردن ہلاۓ طوق

درکار اُس پری کا ہی چھلا براۓ طوق
زیور کوئی پسند نہین ہی سواۓ طوق

۹۶

آخر ای چرخ تجھے ہونا ہی پامال و وال
لاشہ اُٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی
ذرے ذرے سے عیاں ہوتی ہی گردش سال
صحبت بلبل و گل کے ہی عبث تو درپے
آخر اس شعلہ مزاجی کی بھی کچھ حد ہی حضور
ایسا نہ کیجیے سر تن سے جدا کیجیے مرا
ہر سخن میں ہی کنایہ تو ہر اک بات میں رمز
سبز کر کشت تمنا مری ای ابر وصال
اہل نظر دیر میں کعبہ میں دکھلاوے جمال

دیکھیں رکھتا ہی بلند اپنی تو گردن کب تک
کیا بتاؤں تیرے گوچہ میں ہی مسکن کب تک
جذب دل لائیگا اُسکو سر مدفن کب تک
باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک
رہیگا غیر کے گھر کلیسے بدظن کب تک
خم رہیے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک
سبزہ آغاز ہی صاحب تیرے لڑکپن کب تک
آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک
بحث کرتے رہیں یہ شیخ و برہمن کب تک

قطعہ

اسد اللہ مدد کیلیے کافی ہین
حیلے روبہ کیطرح ڈھونڈھینگے دشمن کب تک

اس خاکسار کو یہ ہوئی ہی پسند خاک
برباد اس ہوا میں ہی روز چند خاک
ہوتی نہیں زمین سے ہرگز بلند خاک
روندے کبھی تو آکے تمہارا سمند خاک

[illegible]

دامن تلک اُسکے پہونچی ہر اُڑکر پس فنا
کس درجہ ہر قلق مری اقبالمند خاک

بارِ الم کے ہون متحمل کہان تلک
بوجھ اسقدر اٹھائیے اُٹھے جہان تلک

یوسف کا میرے مول بڑھیگا کہان تلک
بندے کو بھی عزیز نہین نقدِ جان تلک

اُس خوش نگہ کی گردش چشم سیاہ نے
پیسے برنگ سُرمہ مرے استخوان تلک

لاغر وہ ہون جو سایہ بال ہما پڑے
سایے بدن کی جو رہین ہڈیان تلک

کہنا کہ محو خال نے افیون کھائی ہر
لا دو اسی بہانے سے اسکو یہان تلک

مانند شمع سوز نہانکا ہر ایک حال
داغ جگر سے لیکے ہماری زبان تلک

کیونکر ہلالے جائینگی اب کوئی نکلے داد
اغیار سے گٹھے ہوے ہین پاسبان تلک

بدمست ہون وہ غنچے ہی جسنے کیا مین شاد
خود دعا نے خیر ہی پیر مغان تلک

آنسو تجھے نہ بلبل نالانے ایک دن
آئی نہ برق خندۂ گل آشیان تلک

ایسی گریز سب کو ہی مجھسے ہر طرح
آتی نہین قضا بھی ترے نیمجان تلک

جو رنگ کر چکے جگر و دل تو میری جان
تیغ ادا کے ناز اٹھاؤن کہان تلک

[illegible]

[illegible]

قدرت ایسی دی ہے حق نے آپکو گر چاہیے ۔ کیجیے ارض و سما زیر و زبر یا غوث پاک

صورت روباہ بھاگے سامنے سے شیر نر ۔ ہو سگ در آپکا گر حملہ ور یا غوث پاک

مائل پرواز اگر ہو آپکا باز جلال ۔ نسر طائر کے بھی کا نپین بال و پر یا غوث پاک

جن و انسان کیا میان مجلس وعظ حضور ۔ کون تھا جسکا نہوتا تھا گذر یا غوث پاک

یہ توکل تھا سوائے فقر و فاقہ آپنے ۔ عمر بھر دیکھا نہ سیم و زر یا غوث پاک

فاسق و فاجر تھا کیسا ہی ہوا کامل ولی ۔ پڑ گئی جسپر توجہ کی نظر یا غوث پاک

جن و انسان و ملائک سے بھی یہ ممکن نہین ۔ جو ریاضت آپنے کی عمر بھر یا غوث پاک

اولیا مین آپسا حاجت روا پایا نہین ۔ آنکھ اُٹھاکر دیکھتا ہو نہین جسپر یا غوث پاک

بعد ائمہ کے خدا نے اپنے بندونکے لیے ۔ ختم کی حاجت روائی آپ پر یا غوث پاک

آپکے خوان کرم سے کیا ملک کیا جن و انس ۔ کون تھا ہوتا نہ تھا جو بہرہ ور یا غوث پاک

فیض اسے کہتے ہین تھا یا جسنے امن آپکا ۔ آرزو بر آئی اُسکی جلد تر یا غوث پاک

غیر ممکن ہے وہ بھٹکے منزل مقصد کی راہ ۔ جس کسی کا ایسا ہو راہبر یا غوث پاک

جو شرف اندوز درگاہ معلی ہوتے ہین ۔ ہو نہ غبطہ کیونکر اُنکے بخت پر یا غوث پاک

سیر تھا نے بلبل و گل منھ چڑھ بیٹھے گئے کیا
مکر و نفاق عشق سے مدت تلک رہا
تا ہو تمیز لذت بادام و شہد مین
کس کسکو دو نہین سخت مصیبت مین جان ہی
کیا مہر و ماہ کیا گل و شمشاد آئینہ
یکتا تو وہ ہی مومن و کافر یہود و گبر
پائے نگاہ اہل نظر کے پڑے ہین بیل
آگے تو ساتھ رہتے تھے ہم بالسان یہ ب
انداز و ناز و غمزہ و شوخی و کجروی

دو لو لھو کر چکا ہو نہین قائل الگ الگ
مین دلسے اور وہ مجھسے مرا دل الگ الگ
بوسونکا چشم و لب کے ہون سائل الگ الگ
رخسار و زلف مانگتے ہین دل الگ الگ
سب ہو چکے ہین تیرے مقابل الگ الگ
وحدت کے تیرے سب ہین یہ قائل الگ الگ
رخسار ناز مین یہ نہین تل الگ الگ
رہتا ہی مجسے وہ کامل الگ الگ
ہین ایک میسے دم کے یہ قاتل الگ الگ

قبضے پہ ہاتھ رکھکے قلق نے ملائی آنکھ
کل ہر رقیب سے سر محفل الگ الگ

ردیف نون ۱۰۰

ہر گل کہان سے لائیگی ایسا بیان کا رنگ
وہ تیر ہو جو دیکھے رخ بتان کا رنگ
بلبل ہزار اڑ آئے مری داستان کا رنگ
کٹجائے شرم سے شفق آسمان کا رنگ

شب مہربان ہین عدو کی تمون ہی قمر کا
لکھا ہی کچھ فلک نے مزاج بتان کا رنگ
جلتا ہوا ہی یار کی سی کا ایک ... [illegible]
آنکھو مین چار ہو ... ارغوان کا رنگ
بلبل گل نفاق کا ایسا ... [illegible]
دائم شگفتہ ہی ... گلستان کا رنگ
اس باغ مین ہی ایک بہار و خزان کا رنگ
پھانی ہی ادو دی اودی گھٹا تو بھی سا ... [illegible]
وطلا ... زعفران کا رنگ
[illegible]

۱۰۱ انتخاب

لاکھا لبون پہ دیکھکے مجکو یہ شک ہوا	لاکھی ہی میرے یار کے درج دہانکا رنگ
ہستی کی ہم عدم مین بہت دہوم سنتے تھے	دیکھا وہان سے آکے عجب کچھ یہانکا رنگ
نیل آنکھونکا ڈھلا ہی نمائے دیدہ مین	بسطور کچھ ہی کل سے ترے نیمجانکا رنگ
صحرا سے عزم کوچۂ قاتل ضرور ہی	اب چند روز دیکھیے جاکر وہانکا رنگ

وصف مسی وہان عجب انداز سے کیا
محفل مین جم گیا قلق خوش بیانکا رنگ

ہنستو ہون دلسے دور ہین پاس اور لوگ	سونگھین گل عذار کی بو باس اور لوگ
واعظ ہمین ڈرانہ و فور گناہ سے	اسکے کرم سے ہوتے ہین بے آس اور لوگ
سودائے عشق یان تو ہی سر مین بھرا ہوا	نام جنون سے کرتے ہین وسواس اور لوگ
آزادگان عشق ہر اک حال مین ہین شاد	ہو نگے اسیر رنج غم و یاس اور لوگ
ہین سیر بوریائے توکل کے فاقہ مست	ہوتے ہین مضطرب غم افلاس اور لوگ
یان ہی فقط ہوس قدم و دندانکے دید کی	کھلاتے ہین اسکے ہاتھ پہ الماس اور لوگ
ہونگے ایک اپنا تمہارا ازل سے ہی	پوچھین بر ہمنو سے تو راس اور لوگ

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے مین گلابی مین بھرا ہی شفق مین پھول

خار اُسنے دیا مجکو تو یون پھول گئے غیر
مجذوم کا جسطرح سے جلتا ہی بدن پھول

آیا پئے گلگشت چمن جب وہ شہ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ہو گل جو ترے گوہر دندان کا پڑے عکس
بنجائین ابھی موتیے کے در عدن پھول

تو آج کی جا چاہیے کچھ شغل گلستان
بلبل سے کرین جبکہ جوانان چمن پھول

مہر رخ انور سے جو اُٹھین گے نقاب آپ
بنجائینگے سورج مکھی ای غنچہ دہن پھول

مجھ مست کو گلشن مین صبوحی ہو جو درکار
خورشید ہو ساقی شفق صبح چمن پھول

جب کرتے ہین سیر چمنستان مضامین
چن لاتے ہین گلچین کیطرح اہل سخن پھول

خوش چشمہ کی پڑتی نہین آنکھین گل تر پر
سنبل کے عوض چرتے ہین ای گل ہرن پھول

لکھی جو قصے رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لٹا دونگا دم فکر سخن پھول

چڑیا تری اُنگیا کی بھی بنجاتی ہی بلبل
محرم مین جو رکھتا ہی تو ای رشک چمن پھول

ہو گی نہ کبھی اُس لب رنگین کے مقابل
جس رنگ سے چاہی شفق شام مین پھول

کیون اتنا چمکتا ہی شب زلف مین ای گل
کیا صبح ہما گوش کا تارا ہی کرن پھول

[illegible]

لذتین تیغ کی یہ پائی ہین کہ سو بار ہون قتل
تیری تلوار کو رومال مین بھاری دونگا
واجب القتل وہ ہین سر ہین خمیدہ جنکے

زندہ کردے جو خدا تو دوبارا قاتل
سبکی سے سر اگر تن سے اتارا قاتل
تیغ ابرو کا تری ہے یہ اشارا قاتل

جیتے رہنے کی ندامت سے مؤا ہین ہمو ت
سخت جانی سے **قلق** جب مری ہارا قاتل

سامنے ابر مژہ کے جو ہین آئے بادل
ہجر دلدار مین ہر سمت جو چھائے بادل
چشم تر سے نہ مری آنکھ ملائے کہدو
ابر مردہ سے بھی بدتر نظر آئے مجکو
در گلزار یہ برسات مین سو بھی ہے وک
دون جو تشبیہ تری ابر سیہ سے اے گل
سرخی پانکی مسی پہ نظر آجائے بہار
ہے وہ برسات کہ دامن سے ولی زاہد کے

عرق شرم مین غیرت سے نہائے بادل
تو مری آہ کے جھونکون سے اڑائے بادل
آبرو اپنی بڑھا کر نہ گھٹائے بادل
فرقت یار مین گھر گھر کے جو آئے بادل
سیر ہے باغ کی دیوار جو ڈھائے بادل
چمن دہر مین پھولے نہ سمائے بادل
شفق شام کا عالم بھی دکھلائے بادل
کیا عجب لغ جو تقوی کا چھڑائے بادل

[illegible]

[illegible]

داغ پر داغ محبت کے سہے اُف بھی نہ کی
میری درماں سے ہی پرہیز جو اُس عیسی کو
اس گو کچھ نہیں جز درہم داغ سودا
سلطے دنیا کے بکھیڑوں نے چھڑایا مجکو

ہوگئی شہرۂ آفاق وفاداری دل
موت کے پاس تو ہی چارہ بیماری دل
سوز الفت ہی مگر گرم خریداری دل
لاکھ جانسے ہو نہیں ممنون گرفتاری دل

فائدہ ملتا ہی تریاق کا اس سم میں ہمیں
راحت جان ہی قلق درد گرفتاری دل

اللہ رے حسن صنعت دو قربانئے دل
ہو لطف وصل اُس پہ جو رونق فزائے دل
اوران جفا شعار حسینوں نے آئے دل
بھائی ازل سے اُنکو یہ دولت سرائے دل
دکھلائے جذب عشق میں کچھ کام آئے دل
شاید ہی کوچ قافلۂ عقل و ہوش کا
کشتے میں پیار کرنے پہ لوغش ہیں یہ مگر

وسعت میں بڑھکے عرش سے ہی تنگنائے دل
عشر تکدہ بنے ابھی ماتم سرائے دل
اپنے کیے کی آپ سزا کچھ تو پائے دل
کوئی مکان پسند نہیں ہو سوائے دل
اس وقت میں تو اپکے نسبت سے جدائے دل
آتی ہی میرے کام نہیں ہائے ہائے دل
اکی گرہ میں اور نہیں کچھ سوائے دل

[illegible]

[illegible]

مثل زمین ہو عالمِ بالا کو زلزلہ	پہونچین جو گوشِ عرش تلک نالہ ہائے دل
اشعار میرے کیون نہون پر درد اسقدر	موزون کیے ہین مین نے **قلق** نالہ ہائے دل

نہ کل تک تھے وہ منہ لگانے کے قابل	ہوے آج باتین بنانے کے قابل
تری بندگی اور سیہ کار مجھسا	یہ سر اور ترے آستانے کے قابل
لبِ زخم دلبر یہ ہی شور قاتل	تری تیغ کا پھل ہی کھانے کے قابل
نکلے صنم پیٹ سے پانون تمنے	ہوے جب کہین آنے جانے کے قابل
دلِ بوالہوس لائق داغ الفت	یہ درہم نہ تھے اس خزانے کے قابل
ان آئینہ رویونکی الفت نے ای دل	نہ رکھا ہمین منہ دکھانے کے قابل
یہان تو ہین کھٹکے چلو اس چمن سے	نہین یہ جگہ آشیانے کے قابل
پتنگے ہین گستاخ ای شمع پیکر	نہین تیری محفل مین آنے کے قابل
کوئی اس کے وزدِ حنا سے یہ کہدے	مرا نقدِ دل ہی چرانے کے قابل
کبھی خون مین میرے بھی ہاتھ تر کر	یہ مہندی ہی تیرے لگانے کے قابل

۱۰۵

[illegible]

ردیف میم

بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
دم میں تمھارے آ گئے قول و قسم سے ہم

پاتے ہین ذرے ذرے مین اس مہر کا فروغ
ادنی کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم

جادو بیان ہین قہر غضب تیرے ہین چالیے
اس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم

اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین
تسخیر کرتے پریون کو نقش درم سے ہم

پامالون کا ہر پایہ افتادگی بلند
سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم

در وجفا سے ہوتی ہر چشم وفا کمال
رحمت بہت اٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم

بچتے رہے ہین ترک ملاقات یار سے
خوش چھٹکے ایک نہ ہوئے قید غم سے ہم

دلکو ہمارے الفت مژگان یار ہی
رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم

جب تک نہ دینگے بوسہ تریاق خال لب
جانبر نہونگے افعی گیسو کے سم سے ہم

کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم

عشق میان یار نے مارا ہے بے گناہ
نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق
پا مین گے خلد الفت شاہ امم سے ہم

ڈریہ ہی بیغامبر کا سر نہو تن سے جُدا | بھیجکر پچتا رہے ہین وصل کا پیغام ہم

جب کوئی نایاب ہاتھ آتا ہی مضمون دہن
اے قلق بیشک سمجھتے ہین اُسے الہام ہم

صاف باتون سے ہو گیا معلوم
ہوتے ہو مطلب آشنا معلوم

کشتۂ تیغ نگہ سے کیجیے گا
چشم و ابرو سے ہو گیا معلوم

ابتدائے محبت دل کی
یہ نہ تھی ہم کو انتہا معلوم

کچھ دہن ہی نہین ہی وہ ناپید
کمر یار بھی ہی نا معلوم

دور تک اُس کے مری رسائی ہو
تجھ سے اے بخت نارسا معلوم

جب کہا رو کے تجھپہ مرتے ہین
ہنس کے بولا وہ بُت خدا معلوم

مہربان آج کل ہی وہ نے مہر
اسمین ہوتی ہی کچھ دغا معلوم

تم سخن ساز ہو بڑے اے جان
طرز تقریر سے ہوا معلوم

جب معمے مین ذکر وصل کیا
بولا مطلب نہ کچھ ہوا معلوم

بدگمان وحشتِ در سے واعظ ہو
ہم کو ہوتی ہی پارسا معلوم

قدر اپنی نہ جہان میں ہوئی باوصف کمال — صنعت بوئے گل اس باغ میں برباد ہیں ہم
شکوہ کرتا ہون تباہی کے تو فرماتے ہین — خانہ بربادی عشاق کی بنیاد ہین ہم
جان نثار و نسے ہی تیغ نگہ یار کا قول — دم مین لاکھون کو کرین قتل و جلاد ہین ہم
ہم شکایت نہین کچھ کرتے تمھین منصف ہو — واجب الرحم ہین یا قابل بیداد ہین ہم
ہم سمجھتے ہین پڑھائی ہوئی باتین کرد — طفل مکتب ہو تم اے جان ابھی استاد ہین ہم
گیسوئے یار کے سودے کیا خانہ خراب — کیا ہوا خوہی صیاد مین برباد ہین ہم

ردیف — آج ہوتی ہی قلق قطع امید دیدار / نگران اسلیے سوے رخ جلاد ہین ہم — نون

کرینگے ہمسے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین — ہم انکی تھوڑے دنون اور چاہ دیکھتے ہین
گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی — کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین
تمھاری آنکھونکے کشتے بڑے مبصر ہین — یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین
مزا اڑا تو زمانے کی سن نہ واعظ کی — کہین کریم بھی ہو دل گناہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا — پھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین

صفائے حسن جاناں حیرت افزائے زمانہ ہی	جوانی کیا جلا کر دیتی ہی آئینہ رو مین
اٹھون تا روز محشر سرخرو کشتون قاتل کے	لحد مین چھوٹی مہندی اُنکی کھنا سے پہلو مین
کریگا باندھکر اُلٹا دھڑ اچھیا دقید اُسکو	زر گل تو لیگی بلبل جو نظرونکی ترازو مین
ہی شہرہ قاف سے تا قاف ہم جا دیہانونکا	وہ انسان ہین جو بلاتے ہین پریزادونکو قابو مین
ہدف وہ ہون کہ اُٹھا دردِ دل تعظیم کی خاطر	جب آیا ناوکِ قاتل جگہ دی مین نے پہلو مین
بیابان گرگ ہون ہمسایہ تیرے ہمدرد کا ہوگا	مرا مرقد بنایا تربت مجنون کے پہلو مین
وہ ہون آزاد عشق قدلگا کر باغ مین بستر	قفس قمری کے لٹکائے گئے سرو لب جو مین
دل سوا زدہ پہ میرے اکھ اُسکی نہین پڑتی	زر داغ جنون تلتا ہی نظرونکی ترازو مین
ہوا مین پائچے نکلے ہی اثر باد بہاری کا	صدائے خندۂ گل ہی نری جوتی کے گھنگرو مین

مبارک دیر و کعبہ ہون **قلق** شیخ و برہمن کو
بچھائین گے مصلا جا کے ہم محراب ابرو مین

کیا جب ضبط گریہ فرقت ساقی مین	نکل آئے برنگ شیشۂ می اشک آنکھو مین
ہوے مین انقلاب عشق سے سب اپنے بیگانے	مرے قابو مین دل تھا پہلے اب ہی اُنکے قابو مین

۱۰۵

امان چاہن نہین پاتے ہین کشتۂ دیدار — تمھاری تیغ نگہ کی کہین پناہ نہین

عبث ہی غفلت طفلانہ چونک ای غافل — یہ مہد دو جہان بہر خوابگاہ نہین

وہ خوش نصیب ہین جو ہین بسلہ رنگ حنا — چھوئین وہ پانون ہمین اتنی دستگاہ نہین

ہین یوسف دل گم گشتہ کی تلاش مین ہم — نہ جھانکہ آیا جسے کوئی ایسا چاہ نہین

وہ ایسا قاتل بیرحم و بے مروت ہی — کہ اسکی تیغ کے قبضے مین بھی پناہ نہین

تمھاری آنکھ سے کب ہو وہ اُنکو نصیب لگا — ہرن اگرچہ مین خوش چشم خوش نگاہ نہین

طریق عشق مین ہی جابجا نشیب و فراز — جو قطع تیز روی سے ہو یہ وہ راہ نہین

فرد ون حصیر توکل ہی تخت شاہی سے — کُلاہ فقر کم از تاج بادشاہ نہین

مرے کریم کی رحمت ہی بیحساب ای شیخ — نہو جو عفو وہ ایسا کوئی گناہ نہین

نہین ہین قابل تکلیف شرع دیوانی — زمین شور سے سلطان بھی باج خواہ نہین

اس آرزو پہ ہوا خاک بھی مگر ابتک — مرے غبار کو دامن سے اُسکے راہ نہین

کرونگا عرض دم پرسش عمل اتنی — ترے کرم سے زیادہ مرے گناہ نہین

ضرور چاہیے عاشق پہ شفقت معشوق — گدا نواز نہو جو وہ بادشاہ نہین

بہار عیش ۱۱۱

یون شب وصلت ہے ہر شب القدر ملتی نہین | جیسے صبح عید سے کوئی سحر ملتی نہین
سب تو قد سرو باغ نو امین فلک منصف تو ہو | ہے مردے کو زمین بالشت بھر ملتی نہین
ہما سا عاشق قسمتونسے پاگیا ہو قدر کر | جنس ایسی کار معرفت ای مفت بر ملتی نہین
خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا سوائے لکھنو | کوئی بستی صورت آباد ای نظر ملتی نہین
ہم بھی غیرونسے عوض لے لیتے لیکن کیا کرین | چار دنکو بھی حکومت اسقدر ملتی نہین
دم بدم اٹھتے ہین شعلے دل سے ہجر یار مین | اک نفس آسودگی مثل شرر ملتی نہین
جان عالم ہو مرا سلطان عالم ہو قلق | حسن کی دولت کیسکو اسقدر ملتی نہین
سمجھکر جو بدنام گلگشت چشم مست کا | آنکھ نرگس کی بھی گھڑیون چھپ کر ملتی نہین
شام کو نسبت سواد زلف دوتا سے نہین | صبح نور روئے اقدس سے سحر ملتی نہین
گوہر دندان عالی کی کہون کس منہ سے صفت | مجھکو کلی کے لیئے آب گہر ملتی نہین
گو مشابہ چشم اقدس سے ہے کچھ آہو کی آنکھ | پر یہ چتون یہ لگاوٹ کی نظر ملتی نہین
نور گرد رہ سے جھمکے چاندنی بھی گر رہی | نقش پا سے بھی قرص شکل قمر ملتی نہین
اسقدر رعب عدالت شہ کا ہے نہان تو کیا | شیر کی روباہ سے بھی اب نظر ملتی نہین

اچھا نہین ہی غیر و نکا مجمع مکان مین
مطعون ہو بچاؤ کہین تم جہا نہین

پردے ہماری آنکھو نکے کرین بیب تھے
بھالر مژہ کی چاہیے تھی نہا نہین

مانند برق کوندتی ہوا بر زلف مین
اے جان صاعقہ ہی کہ بجلی ہی کا نہین

اُس طفل کی جو دھیا نہین تھی توتلی زبان
ہنگام نزع ہو گئی لکنت دہا نہین

گتا ہی جب بہار مرا غیرت چمن
لیا سے پھول جھڑتے ہین ایک ایک تا نہین

قاتل ہمارا جیتے جی ہوتا نہ فیصلہ
پڑتی نہ تیری تیغ اگر درمیان مین

میخوار دنکے ہجوم سے ہی تنگ مئفروش
شیشو نکو بھی جگہ نہین ملتی دکان مین

لکھا جب اپنی آبلہ پائی کا ماجرا
چھالے پڑے ہزار قلم کی زبان مین

مر مر گیا مین ابروے پرخم کو دیکھ کر
کیا تیر کا ہی توڑ تمھاری کمان مین

ایفاے وعدہ کرکے ہمین تو جلا لیا
اے جان تم جو آئے تو جان آئی جان مین

خود بینی آج کل ہی یہ مد نظر انھین
دیکھو کہ آئنہ ہی جڑا خاصدا نہین

جلتے ہین میرے شعلہ آواز سے رقیب
مانند شمع رکھتا ہون آتش زبان مین

اے جان جان یہ شہر پرواز حسن ہی
چھالا نہین ہی موتیو نکا تیر سکا نہین

مطلع غنیمت ۱۱۲

زلزلہ آجائے ہو جلے تہ و بالا زمین
مین اگر ای آسمان آمادۂ فریاد ہون

کون تجھسے بڑھکے ہی مشکلکشائے دو جہان
تیرے ہوتے غیر سے مین طالب امداد ہون

دم سلامت طفل اشک خونکا دنیا مین رہے
چار مین کہنے کو تو مین صاحب اولاد ہون

چاہتا ہون کہ میری تربت کا بنا ہو ربے کمال
کشتۂ انداز خوبان ستم ایجاد ہون

کہتے مین کیا ہی حسینون ہی مین میرا ذکر حسن
جشنیہ یان جان دیتی ہین وہ آدم زاد ہون

لاکھ یہ کھوٹے کرین مجھسے کھرا بن ایرتقلق
دم مین آنکھو مین پرکھ لیتا ہون وہ نقاد ہون

سمائے حسن کے خورشید انور جان عالم ہین
ضیا بخش رخ مہرماہ پیکر جان عالم ہین

خدا خود نا خدائے کشتی اقبال عالی ہے
جہاز بندگان حق کے لنگر جان عالم ہین

ہر اک نقش قلم ہی آشیان مرغ سعادت ہی
ہمائے اوج اقبال سکندر جان عالم ہین

منور بزم عالم شعلۂ رخ سے ہو کیو نکر
کہ شمع محفل مہرماہ پیکر جان عالم ہین

فروغ نام جام زر برو ایسو نکے ہوتا ہی
سپہر بخشش و ہمت کے اختر جان عالم ہین

ملاحت اسک نمک پروردہ سرکار عالی ہی
صباحت مین سمن رو سیمبر جان عالم ہین

محتسب کے ہاتھ سے تنگ اسقدر رہین اہلِ قلق
آئے ہین نالش کو سب میخوار قیصر باغ مین

پنہان بھی ہے وہ رخِ روشن نقاب مین
رعشہ مگر پڑا ہے تنِ آفتاب مین

ہے جوشِ بحرِ اشک کا چشمِ پُر آب مین
دریا مین ہے حباب کہ دریا حباب مین

لب ہے شرابِ بحر جہانِ خراب کو
دیکھا ہو ابھری ہے داغِ حباب مین

معشوقِ شرمگین یہ کیون نکلے اپنی جان
بیباکیون سے لطف سوا ہے حجاب مین

اس عشق سے بچا نہین کونین مین کوئی
انسان تو کیا فرشتے پڑے ہین عذاب مین

نے اذن کوئی گھر مین ہمارے نہ آنے پائے
دربان کو یہ حکم دیا میرے باب مین

دریا پہ بہر غسل گیا جب وہ آفتاب
آنسو بھر آئے دیکھ کے چشمِ حباب مین

اُسکے رخِ صبیح سے دعویٰ ہمسری
منہ دیکھے صبح آئنہ آفتاب مین

تب قائل کرامتِ پیرِ مغان ہے شیخ
قاضی کو حال آئے جو بزمِ شراب مین

جام جہان نما سے نہین کم یہ نیند بھی
دُنیا کی سیر کرتا ہے انسان خواب مین

مجروح ہو کے مست محبت سے ہوا
تلوار کیا بجھائی تھی قاتل شراب مین

[illegible]

رہ توفگن ہے آئنے مین یون رخ حبیب	پڑتا ہے عکس ماہ کا جس طرح آب مین

پیری نے ہمسے سب کا عوض لے لیا قلق
جو جو مزے اٹھائے تھے عہد شباب مین

دل ہے ملول یار در رخ بے نقاب مین	الکتا ہے لعل خون جگر آفتاب مین
کیونکر نہ غصہ تیز ہو اُنکا شباب مین	ہوتی بہت ہے جوش سے تلخی گلاب مین
دل ہے امید وصل سے کس پیچ و تاب مین	گو خضر اسیر ہو گئے دام سراب مین
ہجر سے جو ستارہ بجلے اُدھر مہروش	جلسہ ہو جاتا ہے بگ کا قصر حباب مین
لاکھون بنا دیا ہے گرد نے مین اُنکے ہین	ملتا ہے کیا ہی لطف صنم کے عتاب مین
کیا شوق دید نشتر مژگان بیان کرون	مانند نبض ہے رگ جان اضطراب مین
کب تن جلون عشق مین ہوتی ہے چشم تر	گریان ہے جیسے کہ ہے خامی کباب مین
ورنا نہین کسی سے مزہ عاشقی کا مست	مستی ہے فعل مست کی کیا اس شراب مین
خوش صبح سے ہو گشتہ رنگ صبح کیا	پروانہ شاد ہو نہ شب ماہتاب مین
ہم رند مشرب ہین نہین خوف باز پرس	یکسان ہے اپنا حال خطا و صواب مین

۱۱۵

[illegible]

خاک اپنی بعد مردن بھی اڑا دی طلب مین
ہر دل زیادہ گیسو ہر پر خطر نہایت
شبہ العنب کی فرقت دلکو نہین گوارا
برباد کر رہا ہی کیون میری خاک ظالم
سبکو ہی پاس مہمان تو دلکو لوٹتی ہی
غیرون نے سب اٹھا بھی ہوتے نہین کبھی وہ
اے ماہ مصر خوبی آگے تھائے کچھ بھی
وہ برق حسن مسی ملتے مین ہنس رہا ہی
معشوق کی تواضع عاشق کو نفع کردے
وہ آفتاب تابان آیا ہی کس چمک سے
چھوڑا دیا ہی یار پہلی منزل ہی مین بیچ ہی

رنگ ان کی صورت ہر وقت ہی سفر مین
لٹ جاتے ہین مسافر اکثر اسی سفر مین
ہونٹ لگی ہوئی ہی آٹھون پہر کمر مین
کیا فائدہ فلک کا ہوگا مرے ضرر مین
اف یہ اندھیر ہی ترے ہی گھر مین
آگے تو آہ میری مشہور تھی اثر مین
حسن جناب یوسف جچتا نہین نظر مین
بجلی چمک رہی ہی دامان ابر تر مین
لب خشک ہین صدف کے گو آب ہی گہر مین
ساقی بہ مجھے صبوحی دے تو بھی جام زر مین
سب حال دوستی کا کھل جاتا ہی سفر مین

حال دل قلق کیا ہر بار پوچھتے ہو
جسکی نہین دوا کچھ وہ درد ہی جگر مین

سیر کرتے اُسے دیکھا ہی جو بازارون مین
مشورے ہوتے ہین یوسف کے خریدارون مین

چاہتے ہین کہ کوئی غیرت دست ہنین جائے
کسقدر کھوٹے کھرے بنتے ہین بازارون مین

دو قدم چلکے جو تو چال دکھاوے اپنی
ٹھوکرین کھاتے پھرین کبک بھی کہسارون مین

خون عشاق سے لازم ہی یہ پرہیز کرین
کہ شمارہ آپکی آنکھون کا ہی بیمارون مین

شیخ کعبہ ہو دیا برہمن بتخانہ
دیکھ ہی در کے یہ دونون ہین پرستارون مین

دیکھیے کتنے خریدار ہین کیا اٹھتا ہی
جنس دل بھیجکے منگوائی ہی بازارون مین

فصل گل آئی خزان بھی ہوئے گلزار مگر
طائر دل ہی ہنود لٹکے گرفتارون مین

سیر کیواسطے نکلا جو وہ شاک یوسف
بند رستے ہوئے ٹھٹھ لگ گئے بازارون مین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکھا انصاف
بے گنہ بھی گنے جاتے ہین گنہگارون مین

کہین ڈھونڈھے سے بھی ملتے تھے نہ ارباب کمال
جن ڈھونڈھن قدر شناسی بھی خریدارون مین

تیغ قاتل کے گلے ملتے ہین خوش ہو ہو کر
عید قربان ہی محبت کے گنہگارون مین

کسی دہن سے نہ اٹھا ہوئی صحبت گل
اس ضعیفی مین ارا اپنا ہی ان خارون مین

قلق اثبات وہن منھ کے نہ کھلوائے کبھی
ہر ٹرٹی ت گر بات رہی یارون مین

۱۷۱ آتش

آویز کا اُسکے کوئی مقرر نہین ہے دن
آئے گا ایک بار کہین سال و ماہ مین

یہ چھینا گلی مین اپنے حسینون نے نقدِ دل
لوٹا ہے رہزنون نے مسافر کو راہ مین

کرتی ہے قتل بانکی ادا اُسکی خلق کو
بیٹھا لگا ہے تیغ کا تیری کلاہ مین

لڑتے ہین اُس سے آنکھ فلک تجھے حباب وار
بحر قضا کا گھاٹ ہے تیغ نگاہ مین

دل آ گیا وفن پہ تری یک بیک مرا
گرتا ہے کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین

خوش چشم تو وہ ہے کہ غزالان ختن و چین
آتے ترے سماتے نہین ہین نگاہ مین

ہے شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
ہنگامہ جان نثارونکا ہے قتل گاہ مین

کیا تجکو حفظ زیست ہے اتنا تو پوچھتا
ہوتی اگر خضر سے ملاقات راہ مین

اے سرو قد گیا ہون پئے سیر باغ جب
لپٹا ہون ہر شجر سے ترے اشتباہ مین

خورشید و ماہ کی بھی جھپکتی ہے اکثر آنکھ
ذرونکی وہ چمک ہے تری گرد راہ مین

آتا ہے او شکار فگن گر تجھے تو آ
امیدوار صید ہین نخچیر گاہ مین

سیمندر اُسکی آنکھ مین دیتا ہے یون کباب
جیسے دھنک نکلتی ہے ابر سیاہ مین

غفلت یہ ہے کسیکو نہین قبر کا خیال
کوئی ہے فکر نان مین کوئی فکر جاہ مین

۱۱۹

ابتر یہ ہو نہ جائے کہیں خوف ہے کمال
رخنے ہیں طفل اشک کو اس کے نگاہ میں

قطعہ

ہم صاف دل ہیں صورت آئینہ ہو
سب نیک و بد ہیں ایک ہماری نگاہ میں

آراستہ ہیں عشق میں گل سرو سمن میں
شاید چمن آرا کوئی وارد ہے چمن میں

بیہوش ہیں اک چشم خماریں کا میں ساقی
مُنہ دے قدح نافۂ غزالان ختن میں

پوچھا جو نکیرین نے تو شرم عمل سے
مُنہ ڈال دیا میں نے گریبان کفن میں

خجلت سے ترے آگے سفید ایسا ہوا ہے
اک بوند لہو کی نہیں لالے کے بدن میں

صیاد نے کی ایک نئی طرح کی بیداد
لٹکایا قفس لاکے سر نخل کہن میں

اُلفت ہے بہت انکی کنوئیں مجھکو جھکا کے
جی چاہتا ہے ڈوب کے ان چاہ ذقن میں

سنتے ہیں سرا ہمسری کی قد کی وہ دینگے
شمشاد چُنے جائینگے دیوار چمن میں

دیکھا دم گلگشت تو نقاش ازل نے
رنگ اُسکا بھرا پھر کے گلہائے چمن میں

پہنچائیگا منزل پہ کڑی دیکھ کہاں ان
کچھ زاد سفر باندھ لئے ہاں کفن میں

وہی ہجر سے قامت سے کسی نے انھیں تشبیہ
سو جھک کے اکڑتے نہیں شمشاد چمن میں

کبھی نہ ہم نے آتش کی دیکھی یہ حیرت ہے
پر زادو سے کیونکر ہم آدم زاد کرتے ہیں
سخن دیوانہ ہے دم قدم سے رونق زندان
جنون میں خاک پر اُڑ کر تو آباد کرتے ہیں
اثر کو قدر نعمت ہوئی ہے بعد زوال اکثر
فصیحی میں بہت عمد [illegible] یاد کرتے ہیں
نقشے میں اُٹھا سکتے ہیں لیکن روبرو ہی کی لذت
ہمیں اصلاح دلکو شاد کرتے ہیں
انسانہ وہی [illegible] شور نالوں کا
بہار آئی ہے غل زنجیر کا ہے [illegible]
گئے ہیں ہمسفر زندان جنون آزاد کرتے ہیں
الگ اُن سے جب ہمراہ دیوانہ صحرا میں
اگر الفات [illegible] کا ارشاد کرتے ہیں
خرابات مغان کو [illegible] آباد کرتے ہیں
فرشتہ ہم [illegible] اوصاف کے یاد کرتے ہیں
قلق ہم [illegible] [illegible] ترا جو کو [illegible]
مسیحا [illegible] جو [illegible] دیتے ہیں [illegible]

تو ہی منصف ہے موقت عاشق کو کوئی اشنا سا نا جو		تجھی سے ہم ترے بیداد کی فریاد کرتے ہین

قلق ایسے ہوئے ہین ہم فراموش اُنکی خاطر سے
کبھی بھولے سے بھی ہمکو نہین وہ یاد کرتے ہین

ستم وہ طرفہ کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین
اسیر اُنکو کرتے ہین ہمین آزاد کرتے ہین

بہار آئی ہے مشق نالہ و فریاد کرتے ہین
مدرس ہے جنون اپنا سبق ہم یاد کرتے ہین

قلق جب دوستان رفتگا نکو یاد کرتے ہین
مآل کار اپنا سوچکر فریاد کرتے ہین

بتونکے جو رسے نالے جو ہم ناشاد کرتے ہین
تڑپ اُٹھتے ہین ساکنان عرش تک فریاد کرتے ہین

وہ ہمکو بیچکر گلشن مین گلچین سے اڑاتے ہین
قفس مین ہم تڑپتے ہین برے صیاد کرتے ہین

کوئی مجھسا نہو گا کشتۂ ناشاد عالم مین
تاسف نوجوانی کا مری جلاد کرتے ہین

سمجھتے ہین جو دیوانہ مجھے اُنکی پسند اونکا
تکلف برطرف ہین ہیر پرس جلاد کرتے ہین

الٰہی شکر نالون نے اثر اتنا تو دکھلایا
وہ لکھ کر نام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

مرے نالونسے تنگ آئے ہین ایسے میرے ہمسائے
شب الیمین مری جا جاکے سب فریاد کرتے ہین

نہین دیکھا ہے شاید اُس سہی قامت کو گلشن مین
یہ دعوی اسقدر کیا شمشاد کرتے ہین

۱۲۰

[illegible]

دل

دل ناشاد قلق کو بھی کبھی شاد کرو
اے شہ حسن فقیرون کی دعا لیتے ہین

رات رو رو کے ہجر مین بے نور آنکھین ہو گئین — رخنہ فتنہ صورت ناسور آنکھین ہو گئین
ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھین ہو گئین — دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہو گئین
فرقت ساقی مین مژگان دار رست تاک ہین — آنسوؤن سے خوشہ انگور آنکھین ہو گئین
کن نشیلی انکھڑیون سے لڑ گئی گلشن مین آنکھ — نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہو گئین
بحر کی کشتی قد خم گشتہ میرا بن گیا — اشکون سے طوفان اٹھا تنور آنکھین ہو گئین
آرسا فرقت مین لان ہر مرے نار نگاہ — دیکھ مطرب کاسہ طنبور آنکھین ہو گئین
دیکھکر مین گر پڑا غش کھا کے موسی کیطرح — میری خاطر اسکی برق طور آنکھین ہو گئین
لوٹ لیتے ہین متاع دل ہر اک انسان کا — اسلیے رہزن تری مشہور آنکھین ہو گئین
شانہ ہاے چشم مین یہ سیمبر رہنے لگے — ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہو گئین
دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید — شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہو گئین
صورت مژگان پھری آتی ہین کیون او مست ناز — حسن کی دولت سے کیا مغرور آنکھین ہو گئین

اُسکے بوسہ نہین ہوا ملتا ہے گسد رجہ قلق
لب شیرین نہین منت مین شکر پارے ہین

اور بھی پیاری نظر آتی ہین پیارے آنکھین — نشے مین جو ہین لو آج تو بارے آنکھین
گو کیا کرتے ہین غمزۂ چشمی کا دعوا آہو — آنکھین کھل جائین جو دیکھین تری پیارے آنکھین
کہکشان مانگ ہے شب زلف ہی ہے بر ابرو ہلال — رخ جو ہے چاند کا ٹکڑا تو ستارے آنکھین
تیرے دانتون کا تصور جو رہا پیش نظر — رات بھر ہجر مین گنتی رہین تارے آنکھین
نیچی نظرون سے مجھے دیکھتے ہین وصل کی شب — اونچی کرتے نہین وہ شرم کے مارے آنکھین
کبھی مجکو کبھی غیرون کو لگا دیتے ہین — خوب سیکھین ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین
دیکھو تو صاحب بینش نہین ہوتے خود بین — اپنے کر سکتی نہین آپ نظارے آنکھین
تو وہ خوش چشم ہے ہو دیدۂ نرگس بھی نثار — تیری آنکھون پہ ہرن صدقے اتارے آنکھین
محض نادان ہین تجھسے جو کرین ہمچشمی — چشم انصاف سے دیکھین تو چکارے آنکھین
پھوٹ جائین ہین غیرون کی آکی آنکھین — نظر بد سے جو دیکھین تری پیارے آنکھین
اے قلق ہاو نہ وہ ماہ جو نستان چھیڑ کے — دیکھنے کے لیے بنجائین ستارے آنکھین

۱۲۳ نظم غزل

وحشت ہوا سے سیر سے ٹری ہوکے بھاگتی
دو ہوتے ای پتنگ جو شمع لگن کے پاؤن

خاک چمن پہ پاؤن جو رکھین بہار مین
قمری کیطرح سرخ ہو زاغ و زغن کے پاؤن

قدرت خدا کی بے سر و پائی پہ یہ ستم
نے ہاتھ ہین نہ سر ہی نہ چرخ کہن کے پاؤن

دیکھا جو تیرا ہاتھ تو یہ مرتبہ ملا
بت بتکدہ مین چومتے ہین برہمن کے پاؤن

ہاتھون نے میرے ہتا ہی جگر مین رات دن
دست جنون مرے ہوئے چرخ کہن کے پاؤن

نقش قدم پہ سیمے اگر پاؤن یہ دھرین
مانند کبک سرخ ہون زاغ و زغن کے پاؤن

لیجائین کیمیا گر اُسے ہاتھون ہاتھ ابھی
رہ ندین ہماری خاک جو اُس سیمتن کے پاؤن

بیٹھا یہ پاؤن توڑ کے نقش قدم کیطرح
اُٹھے رہ طلب مین نہ مجھ خستہ تن کے پاؤن

آنکھون پہ دیکھکر وہ بھوین غضب سو بھی ہی
پھبتی کہون کہ نکلے ہین سر پر ہرن کے پاؤن

غیر دنگا ہاتھ مین پھر فتنہ سیر چہر
نکلے ہین فتنہ پھر اُس کم سخن کے پاؤن

رستی کسے ہے عاشق زلف دراز ہون
مشتاق بیٹر ہو سے وہ ہین رسن کے پاؤن

قیمت بڑھائی اور بھی مہندی کے رنگ نے
سونے کے ہوگئے ہین مرے سیمتن کے پاؤن

گلگشت کیا نسیم چمن کی اُڑائی ہم
ہین بے صدا خرام مین اُس کم سخن کے پاؤن

خال سیہ سبزۂ خط سے نہین عیان	دہقان زنگبار کا مسکن ہے کشت مین

مین اک پری کا دیکھنے والا تھا اے قلق
حورونکو آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا بہشت مین

کو مین کے مرنے مین جی ہی سرنوشت مین	پریان اگر ستیان ہین تو حورین بہشت مین
بیفائدہ جھگڑتے ہین یہ شیخ و برہمن	کعبہ مین کیا ہے جو کہ نہین ہے کنشت مین
بعد فنا بھی یہ دل سوزان ہے اپنا گھر	دوزخ بغل مین لے کے چلے ہین بہشت مین
ہمسا کوئی جہان مین نہین ہے الم نصیب	آئی کبھی خوشی نہ دل غم سرشت مین
حیران وہ ہین جائینگے دیوانے آپکے	پلٹینگے چاک کرکے چلے بہشت مین
تاثیر دیکھو عشق بتان ملیح کی	لونی لگی مزار کی اک ایک خشت مین
طوبائی قد یار کی دھن مین ہین محو آہ	جھنڈا اگڑا ہوا ہے ہمارا بہشت مین
دلمین کیا جو اُس لب جانبخش کا خیال	آب حیات ہمنے دیا اپنی کشت مین
زاہد تجھے بھٹکنے نہ دین گے گناہگار	سب بند و بست ہوگا انھین کا بہشت مین
سوز درون ہے خرمن دل کا نگاہبان	پالا ہے ہمنے برق کو واان کشت مین

[illegible]

کسطرح تڑپون تہِ تیغ دم قتل ای شوخ
ادب من جلاد کرون یا نہ کرون

اس سہی قد کی محبت مین ہی کچھ کا حال
ذکر قمری کا شمشاد کرون یا نہ کرون

صدمہ بے پر و بالی سے قفس مین صیاد
لطف پرواز چمن یاد کرون یا نہ کرون

قصر ہستی کو کہین صبح نہ رون پھونک نہ دے
ضبط آہ دل ناشاد کرون یا نہ کرون

پھر کبھی سوے قفس بھولے سے بھی آ نہ پھرا
شکوہ غفلت صیاد کرون یا نہ کرون

کیون نہ تیشے سے سر کوہ رقابت کاٹون
رنج بے عقلئے فرہاد کرون یا نہ کرون

بیڑیان بھاری پہننا ہی بہار آتی ہی
پہلے سے خاطر حداد کرون یا نہ کرون

پھر گھڑی صحبت ہمن مین زبان گیری کر
بات بھی وستم ایجاد کرون یا نہ کرون

محو یاد لب رنگین ہون عوض اشکوں کے
حسرت خمسن دل ناشاد کرون یا نہ کرون

دل دیوانہ کو الفت سے جفا دیکھا ہی خوف
کوئی تسخیر پری زاد کرون یا نہ کرون

نہ خنجر بھی فلق فرصت نظارہ نہ دی
غم بے رحمی جلاد کرون یا نہ کرون

زبان دانان عالم کا کیا ہی امتحان برسون
زبان غیر کیا آتی نہین اپنی زبان برسون

[illegible]

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سُننے آتے ہین
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے
مرا قصہ بہار میرے لبِ اب کئی دن سے
زبان حال سے ظاہر کی اُلفت میرے عالم پر
سبک روحی نے رکھا خانہ بدوش ایک مدت تک
نشے مستی مین کیا دختر رز سے اُٹھائے ہین
گلو لوگو ستم نے سبب کہتے نہین لکے
مٹے پر بھی رہی ہے جستجو یہ اپنے یوسف کی

مری وحشت کی عنبو نے کبھی ہوا ستان سون
ہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
رہا ہے عہد وحشت مین نجو ولی یہ مکان برسون
رہی از محبت کی خوشی ترجمان برسون
ہے یہ اپنے بال پر ہی مثل آشیان برسون
جوانی مین رہی ہے صحبت پیر مغان برسون
گلا ہے عنادل نے مرا طرز بیان برسون
غبار اپنا رہا ہے سد راہ کاروان برسون

عزیز از جان قلق ہوگا غم عشق بتان دلکو
کریگا پاس اس مہمان کا یہ میزبان برسون

مشتاق دید مین سب شہرہ ہے مرد و زن مین
عطر بہار ملکر جو آئے وہ چمن مین
گل شمع کا جو مہکے گلزار انجمن مین

خلو ملک لیے لا تشریف انجمن مین
تو بوئے گل سمائی کیا اپنے پیرہن مین
بلبل ابھی جنم لے پروانے کے بدن مین

۱۲۶

پس مردن وہ چاہت اپنی لگو نہ جتلاتے ہین
نہین تابوت میرا اُٹھنے دیتے لپٹ جاتے ہین

ابھی جان میری پڑ گئی ہے کس کشاکش مین
ادھر موت آ رہی ہی اُدھر وہ آ نکلتے ہین

اُنھین کو عاشق اپنے مصحف رخ کا سمجھتے ہین
حد ایسین ٹکے پر جا کے جو قرآن اُٹھاتے ہین

جو توڑے محتسب نے آکے ظرف مے تو یہ سمجھے
اشارہ ہی یہین ہی ہم توڑنے توبہ بھی آتے ہین

یہ ڈر ہی بیٹھنے کی ہو نہ جائے ہر کہین عادت
ہم اُنکو اسلیے پہلو مین اپنے کم بٹھاتے ہین

تمنا صبح وصلت کی شب فرقت جلاتی ہی
یہ سنتے ہین کہ بعد رنج راحت بھی اٹھاتے ہین

لحد مین کیا اُتارا ہی کہ سر کا بوجھ اُتارا ہی
اندھیری گور مین تنہا مجھے سب چھوڑے جاتے ہین

جتاتا ہون جو مین عشق وہ ہنس ہنس کے کہتے ہین
ہمارے چاہنے والو نکا یہ بھی منہ چڑھاتے ہین

ارادہ ہی کسی عامل سے جاکر پوچھیے اک دن
پریزاد آدمی کے کسطرح قابو مین آتے ہین

زیادہ جان سے درد محبت ہی عزیز ان کو
اطبا کیا ترے بیمار عیسیٰ سے چھپاتے ہین

چلے ہین جان پر ہم کھیلکر شوق شہادت مین
نصیبو نسے جو ملتا ہی تو قاتل ڈھونڈھ لاتے ہین

کہان وہ مسکراہٹ اور کہان انکی جھجک توبہ
دہان یار رنگین لب کا غنچے منہ چڑھاتے ہین

خدا اُس سے سمجھے جسنے جان آفت مین ڈالی ہی
نہ دم لیتا ہی ظالم نہ بت ہمدم مین آتے ہین

بیت ۱۲۷

۱۲۸

بیچ ہے اُنکے حقیقت مین ہر ایک نا شکل
جا نگر شگفتہ زلف ہلاکت کو مری

منفعل اپنی جفاؤن سے ہوئے سمجھے وہ جب
ہوتے ہی گیسوے دلدار کا سودا مجکو

رٹ کے مین نے جو دم بھر بھری ہنسکے کہا
پہونچے پیغام وصال اُنکے دم نزع مجھے

لگ گئی آنکھ تصور مین جو اُن زلفون کے
کیا شفا بخش ہین سیب ذقن وہ لب

نعمتین کھاتے ہین سب کھاتا ہون مین غصہ و غم
بے حساب اُسنے کرم ہمپہ کیے روز شمار

دیکھکر بو تلونکو طاق پہ میخانے کے
منتنم عمر دو روزہ کو سمجھ کچھ کر لے

کچھ ہوئین خاک تو کچھ خود ہی مسکن کر ازین

مین گرفتار ہوا دام مین زلفونکے بلا مین آمین
عیش مین ہجر کی راتونکے بلا مین آمین

عاقبت کام مرے میری دعا مین آمین
گھر مرا ہو چھتی گرد دنسے بلا مین آمین

پانی برسا کہین کیا ٹھنڈی ہوا مین آمین
جب زبان بند ہوئی تب صدا مین آمین

خواب مین پھیر ڈرانے کو بلا مین آمین
تیرے بیمار کو یہ راس دوا مین آمین

میرے حصے مین ال سے یہ غذا مین آمین
جبکہ گنتی مین ہماری خطا مین آمین

نشے مین مین نے یہ جانا کہ گھٹا مین آمین
یہ مجھے گور غریبان سے صدا مین آمین

دست وحشت سے یہ تنگ اپنی قبا مین آمین

کرتا دہان یار کی تنگینیونکا وصف
مجبور ہو کہ غنچے کے منہ مین زبان نہین

کیا اعتبار ایسے تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہی کبھی مہربان نہین

اس غیرت مسیح کی گھبی کیو اسطے
ملیا رہی فلک پہ نشرکی کہکشان نہین

بھوکے ہمالے غم کے ہن دعوت کرو نہین کیا
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہو مدام
جو گوچہ گرہ گیسوے عنبر فشان نہین

ہون ٹیکے نقد ہوش تک آئے جو میرے ہاتھ
ایسا تو زلف یار کا سوداگران نہین

منظور نہین غیر کے جو ساتھ ہون تو کیا عجب
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین

جلوہ کو تیرے کیسلیے ہو مجھسے دشمنی
ای ماہ رو یہ جو دل عاشق کتان نہین

کیفیت آئے میکدہ مین دیکھ جائے وہ
جو قائل کرامت پیر مغان نہین

محو نظارہ دل ہو وہ بت ہی حجاب مین
حیران ہو آئنہ رخ جانان عیان نہین

وہ سے بھلادیا ہو گلون سے کیا مجھے
اب تک کو بھی یاد مرا آشیان نہین

وہ دل ہین ایسے تین جو کوڑی کوڑی پر
اپنا ہما فریفتۂ استخوان نہین

کس لالہ کے دلمین نہین گھر قلق
وہ کونسا چمن ہو جہان آشیان نہین

۱۳۰

الجھ رہے ہی جو ہم تیرے قتل کی تدبیر مین
بل نہین بیوجہ قاتل ابروِ شمشیر مین

مین بھی مجنون ایک لیلی کا ہون ای صورتگرو
رنگ روئے قیس بھرنا تھا مری تصویر مین

کیا اسیر گیسوئے دلدار کوئی چل بسا
کس لیے ماتم پڑا ہی خانۂ زنجیر مین

دل ازل سے ہی ہمارا کشتۂ ابروئے یار
پرورش پائی ہی ہمنے دہن شمشیر مین

زلف جانانسے نظر آتی ہی یون چشم سیاہ
جسطرح پھنستا ہی آہو دام آہوگیر مین

وہ دہان ہی کونسی تیری معرف جو نہین
شرح اک قرآن کی لکھی ہی ہر تفسیر مین

دل کے آئینے مین اک جہان جبا(؟) کی ہی شبیہ
چوکھٹا اربع عناصر کا ہی اس تصویر مین

کٹ گئی ہی گوشۂ ابروئے قاتل مین گرہ
نقد دل میرا پڑا رہتا ہی دہن شمشیر مین

کون وہ معشوق ہی جو تابع فرمان نہین
آہ دل میرا عمل ہی کشور تسخیر مین

شوق کا دلسے علاقہ عقل سے آموز دل
اوشۂ خوبان وعلمہ ہی مری زنجیر مین

طائر دل نام سنتا ہی مگر دیکھا نہین
کیا پر عنقا ہین ای صیاد تیرے تیر مین

گر ہجوم شوق آزادی ملی نہین بزم ہا
ایکدن ڈانکا پڑیگا خانۂ زنجیر مین

آب دندان نہین ہی یہ لب رنگین کا عکس
لال مچھلی تیرتی پھرتی ہی جوئے شیر مین

۱۳۱

سُنیے تو تمام لیجئے دل آئیگی نہ طاب
نفرے عدو سے ہوش مری التماکے ہین

یہ اہل جبلہ ہی نہیں کرتے ترمی ثنا
تاقوس کی زبانپہ بھی کلمے اذاکے ہین

مشہور جسکا صاعقہ دبرق نام ہی
وہ ایک شرر مرے سوز نہاکے ہین

ارباب فہم جو کہ ہین پاکن کہین کے ہون
وہ سب مقلد آج ہماری زباکے ہین

کوثر پہ چلکے دیکھیے گا اُنکی آبرو
جو معترف کرامت پیر مغاکے ہین

پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینو نکا حال زار
ہم خاک مین ملائے ہوئے آسماکے ہین

ملک سخن کو تیغ زبانسے کیا ہی سر
سکے چڑھے ہوے مرے حسن بیاکے ہین

بعد فنا بھی رنج غم ہجر یار ہی
زیر زمین بھی جو رہے آسماکے ہین

ردیف واو

اہل زبان کو ناز ہی میری زبان پر
سب قائل اہی قلق مرے حسن بیاکے ہین

کیسے تھیچون

بلبل بہار عیش ہوتی ہی خزان پیرکر ہی آشیانکو
جوانی روشنی جاتی ہی کہین کس سے مناؤنگو

مرے جی خان مانی کچھ نہ پوچھو مین تو بلبل ہون
جگر دلمین گلگو بیگی ڈھونڈھتا ہون آشیانکو

گرے تیر نگاہ ناز سے تا کار رقیبون کو
الٰہی ہجر کی شام ناوک انداز اس نشانیکو

خال رخ خضر رہ کفر ہوتا جو ترا | دام مین لاہی چکے تھے یہ مسلمان مجکو
چشم خونخوار کا آغوش مژہ مین ہی یہ قول | زیب ہی کہیے اگر شیر نیستان مجکو
جسمین کچھ ہوتی ہی امید وصال محبوب | اتنی کھلتی نہین وہ گردش دوران مجکو
یہ نہ معلوم تھا اس رنگ سے آ ئیگی بہار | توبہ سے مے نے کیا سخت پشیمان مجکو
عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کیے | باغ بلبل کو دیا کوچۂ جانان مجکو
سوزش دل لیے یہ پروانیکی صورت تڑپا | دیکھکر رونے لگی شمع شبستان مجکو
مجھ گرانبار کے محشر مین تلین جب اعمال | نہ سبک کیجوا ای پلۂ میزان مجکو
کون اندیشۂ فردا کا ملال آج کرے | موسم گل مین نہین فکر زمستان مجکو
تیرے ہوتے ہوے ای غیرت خورشید نہ لون | کھوٹے دامون بھی ملے گر مہ کنعان مجکو
صف کشی اپنی دکھاتا ہی مجھے کیا عشر | یاد ہی اسکی صف آرائی مژگان مجکو
لب جانبخش صنم کا ہون جو مشتاق تو لوگ | جانتے ہین خضر چشمۂ حیوان مجکو
ناتوان وہ ہون عجب کیا صفت پائے ملخ | مور لیجائے اگر پیش سلیمان مجکو
میر ظلمت کدہ مین لائین جو روشن کرکے | کرم شب آئے نظر شمع شبستان مجکو

چشم بتان دہر کی آفت ہین شوخیان
صحرائے حسن کے بھی ہرن دیکھنے چلو

کیا کر رہی ہو سینۂ مشتاق کی بہار
آرائش عروس چمن دیکھتے چلو

کرتی ہے ادا شوق مین کس کس کو پائمال
رفتار یار کے بھی چلن دیکھتے چلو

آئے ہو صیدگاہ جہان مین تو اے قلق
طرز شکار تیر فگن دیکھتے چلو

غمزدہ ہجر سے اے کشتۂ بیداد نہو
کون حسرت زدہ ایسا ہے کہ جو شاد نہو

جان دینے مین تو اے ہمنفسو باک نہین
پاس اتنا ہے کہ رسوائی صیاد نہو

حسرت آزادی کی پوچھے کوئی اسکے دل سے
جس گرفتار قفس کی کوئی فریاد نہو

ہم اسیران قفس مین نہ اگر زمزمہ سنج
اسقدر رونق کاشانۂ صیاد نہو

شوق کا تو یہ تقاضا ہے کہ کٹواؤ گلا
قول ہمت ہے کہ منت کش جلاد نہو

شکر کی جا ہے سزاوار جفا تو سمجھا
مرغ دل شاکی بیرحمی صیاد نہو

انکھین بیکار ہین وہ جنکو نہین حسرت دید
دل وہ کس کام کا جو کشتۂ بیداد نہو

دشت وحشت مین ہے جب شش جہت سودا
کھولدین فصد مری خار جو فصاد نہو

۱۳۳

دیکھ او گردون ستانا اسقدر اچھا نہین
ضبط کرتا ہون ابھی آہ دل ناشاد کو

ایسی کیا خوبی ہے ہمین کیا شرف ہے ننگ ہون
کیون پری سے دیتے ہین تشبیہ آدمزاد کو

سیر کی باغ جہان کی اسنے کیا جسنے بغور
چشم عبرت سے نہ دیکھا عالم ایجاد کو

گل کو بخشا رنگ پرتو نے ترے رخسار کے
راستی تعلیم کی قد نے ترے شمشاد کو

کیا سنا نالہ مرے دل کے وہ شوخ سنگدل
کوئی بت سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

جب ہجوم یاس نے فرقت مین گھیرا ای شفق
لشکر طفلان اشک آیا مبارکباد کو

آنکھیں ڈھونڈھتی ہین طالب دیدار کو
قدردان کیسے اسلئے گردش ہے چشم یار کو

کیون جلایا کرتے ہین گل پیرہن اس زار کو
آتش گل سے ضرر ہوتا نہین ہے خار کو

تشنگی اوقات عالم بجھانے آئے ہین
آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو

ای جنون یا مزہ دلسے مرے جاتی نہین
عمر بھر اس آبلے مین ہمنے دیکھا خار کو

او شکر لب کسقدر شیرین ہے تیری آب تیغ
حاجت بخیہ نہین ہے زخم دامدار کو

دیکھکر بیہوش ہو جاتا ہون موسی کیطرح
صاعقہ کہیے تمہارے پرتو رخسار کو

۱۳۰۴

بچھائے مثل بستر خار اپنے واسطے
فرقت میں مخملی بھی اگر فرش خواب ہو

بیمار ہجر دختر رز سے ہوں اے طبیب
نسخے میں مغز تخم کدوے شراب ہو

نالہ کروں تو کان ہوں کر و بیوں کے کر
ہل جائے عرش دل کو اگر اضطراب ہو

مولا مرے مدد کو مری جلد آئیو
مجھسے لحد میں جبکہ سوال و جواب ہو

دیکھے فروغ حسن جو ساقی کا آفتاب
مرغ نگاہ آتش رخ سے کباب ہو

لائی ہے گھیر اڑا کے صبا کوے یار سے
ذرہ ہو نہ میری خاک کی مٹی خراب ہو

کرلیں حضور کے کف پا سے مقابلہ
اسمیں کوئی جو ماہ کوئی آفتاب ہو

اس غیرت چمن کا اگر سونگھ لے عرق
بلبل تو اک طرف ہے ابھی غش گلاب ہو

سونے نہ دیگی یاد شب لطف یار کی
آنکھوں میں میری آکے پریشان نہ خواب ہو

زیب بغل ہو یار زبان پر ہو یہ دعا
یارب زمانے کو نہ کرے انقلاب ہو

کھولے کلید شوق ابھی قفل در مراد
گو سد راہ وصل نہ انکا حجاب ہو

ٹوٹا کبھی بوریا نہیں رکھتے ہیں ہم فقیر
اہل دول کو دغدغۂ انقلاب ہو

کچھ اس سے دور ہے کہ زلیخا کی طرح سے
گر اے قلق بڑھاپے میں عود شباب ہو

اتنا احسان کرے ضعف تو بس آئے مری
میں تو دیکھوں تمھیں دیکھو نہ مگر تم مجھکو

سوزِ الفت سے پھکی جاتی ہے ہڈی ہڈی
نہ جلا اور تو اے برقِ تبسم مجھکو

تخلیہ غیروں سے جب دو دو پہر ہو ہر روز
تمھیں بتلاؤ نہ کیونکر ہو تو ہم مجھکو

یاد میں گیسو و ابرو کی جو سویا شب بھر
خواب میں آئے نظر افعی و کژدم مجھکو

کر دیا ایک تری آنکھ کے پھر جانے نے
ہدفِ ناوکِ نظارہ مردم مجھکو

سبقت ہے تری رحمت کو غضب پر تیرے
تجھسے ہر وقت ہے امید ترحم مجھکو

ڈھونڈھے سے اپنے کو پاتا نہیں میں آ قلق
کر دیا عشق کمر نے یہ زخود گم مجھکو

نگہ مہر سے دیکھو جو ذرا تم مجھکو
آنکھ کا تارا سمجھنے لگیں مردم مجھکو

لاکے نے پاس مجھے بزم طرب میں دیکھا
سم ہوئی سنتے ہی آواز ترنم مجھکو

آشنا جسکی مروت سے نہیں آنکھ ملا
ایسے بے دید سے اور چشم ترحم مجھکو

نشے میں عالم بالا کی بھی کچھ لیکھوں سیر
ساقیا آج تو دے درد تہ خم مجھکو

بھائی اللہ کو موسیٰ کی نہ ہانکی لکنت
بھاتا ہے یار کا ہکلا کے تکلم مجھکو

کوئی کہدے یہ طبیبوں سے خطا کرتے ہو کیا
یاں مرض اور ہے تم اور دوا کرتے ہو

اپنے اعمال سے تم کچھ بھی حیا کرتے ہو
مغفرت کیلیے کس منھ سے دعا کرتے ہو

دل جفا کار و نکو دیتے ہو برا کرتے ہو
ایسے غمخوار کو پہلو سے جدا کرتے ہو

ہم چلے جب تو کیا آپنے قصد آنیکا
وعدہ پورا ہو تب عذر فنا کرتے ہو

رشک کس طرح سے مجکو نہو ای جان جہان
گھر سے ہوتے ہو رقیبوں پہ جفا کرتے ہو

دلمیں جا دیتے ہو عشق صنم خود بین کو
بتکدہ پہلوے مسجد میں بنا کرتے ہو

دیکھو جلا دو نہیں ہو جاؤگے بدنام ای جان
اپنے جانباز کو ممنون قضا کرتے ہو

دستیاب اسکو تو پابوس ہے محروم ہیں ہم
اٹھ چکے پانو لبے توقیر حنا کرتے ہو

کتنے صیاد جفا پیشہ ہو تم بھی ای جان
جان ہی لیتے ہو میری جو رہا کرتے ہو

حسن اعجاز تکلم جو دکھاتے ہو کبھی
مرغ تصویر کو بھی نغمہ سرا کرتے ہو

صبح ہوتے ہوئے گھر آتے ہو ہم سنتے ہیں
آجکل شب کو کہاں وردہا کرتے ہو

نکہت جسم سے ہو جاتے ہیں پیراہن گل
وا جو گلزار میں تم بند قبا کرتے ہو

ہم بھلے کیلیے کہتے ہیں تمھارے ای جان
ساتھ بد خصلتوں کے پھرتے ہو برا کرتے ہو

بے طلب آیا کرین خوبان کئی یہ گون قلق
ایسی کچھ تاثیر اسم حضرت رزاق ہو

غش ہو عالم گر درخشان برق نور ساق ہو — پھر نظارہ تجلی طور کی مشتاق ہو

نقد دل کے لوٹنے مین شہرۂ آفاق ہو — سوت بر ہو دزد ہو رہزن ہو یا قزاق ہو

سر جو کٹ جائے تو مثل شمع پھر پیدا کرو — حضرت شوق شہادت تم بھی کیا جلاق ہو

خو گیسوے سیاہی کا تعلق چاہیے — عاشق خط سیہ کو خدمت اطلاق ہو

لکھکے وصف ست پستین خون اگر رونے لگون — جدول شنجرف گرد صفحۂ اوراق ہو

غم یہان مطرب ہو جام بادۂ زجلہ ننگ — بزم فرقت مین سرود نالۂ عشاق ہو

آدمی تو کیا فرشتونکے بھی ملین گھر کیا — گھر سے گو نکلے نہین پر شہرۂ آفاق ہو

اسمین مجمشو رقم ہی حسرت دیدار یار — آنکھ کا ڈوا ہو شیرازۂ اوراق ہو

یہ قمار عشق مین بازی بدی ہی یار سے — جفت ہو تو وصل معشوقہ سے گر طاق ہو

لے بصر کو کر دے بینا حسرت دیدار یار — آنکھ کی پتلی سویدائے دل مشتاق ہو

آنکھ کے تل سے لگائے گولیان ہنگام دید — دور بین اس جنگجو کے ہاتھ مین چقماق ہو

شاد اس سے ہوں کہ اس قاتل عالم نے خود آج
کہکے او عاشق ناشاد پکارا مجکو

جان دی عشق میں اس حور کے میں نے جو قلق
قبر میں آکے فرشتوں نے اُتارا مجکو

کہتے ہیں طالب دیدار ایک نظر دیکھیں تو
ترچھی نظروں ہی سے دیکھیں وہ ادھر دیکھیں تو

دل ہو جو رنگ ہمارا کہ جگر دیکھیں تو
کوئی جوہر ترا اے تیغ نظر دیکھیں تو

جانپر کھیلے ہوئے بیٹھے ہیں ہم بھی شب بھر
آج کبتک نہیں بجتا ہی گجر دیکھیں تو

ہمتو اس سن میں بھی دل انکو حوالہ کرتے ہیں مگر
شہر میں کوئی طرحدار بشر دیکھیں تو

رہے وہان مگر اُس بت کے سوا ہے کوئی اور
چشم انصاف سے ارباب نظر دیکھیں تو

بندہ ہوں ہم نہ کسی طرح در اندازوں سے
دلمیں اُس خانہ بر انداز کے گھر دیکھیں تو

عید نکلے سو اکوئی نہیں یہاں اور
آپ بربادی ارباب ہنر دیکھیں تو

بوسۂ سیب زنخدان سے نہ منھ موڑیں آپ
کیسے لذت کے یہ ہوتے ہیں ثمر دیکھیں تو

الجھ کئی روز سے ہیں یار کے تیور بیدل
کیا اُن آنکھونکو ہے منظور نظر دیکھیں تو

وہ پری رو رخ انور سے الٹتا ہی نقاب
کسطرح ہوش میں رہتے ہیں بشر دیکھیں تو

تمھارے بعد آوگے تو کیا ای نامہ بر کہنا
ہم آخر ہوتے ہین آنے مین تم تاخیر کرتے ہو

خط مرخ کی صفت مین رٹ لگی رہتی ہی جو تم کو
قلق کیا حفظ قرآن کا مع تغیر کرتے ہو

ساقی نے منھ لگایا نہ جام شراب کو
اس چاند مین شرف نہوا آفتاب کو

ای جان اُلٹو مصحف رُخ سے نقاب کو
رکھو غلاف مین نہ خدا کی کتاب کو

واعظ نہ دے تو ہاتھ سے کار ثواب کو
بوتل اُتار طاق پہ رکھدے کتاب کو

کم ظرف پی کے اتنی نہ بدمستیان کرو
رسوا تمھین تو کرتے ہو نام شراب کو

چھپے جو تم اسی سے تو رسوائیان ہوئین
کچھ شرم بھی نہ آئی تمھارے حجاب کو

ساقی سے اپنے اس لب یا نکار کے وصف
انگارون پہ لٹایا ہی کیا کیا کباب کو

وہ چرم دل مین آنکھو نسے دریا بہائے ہین
دیکھا ہی آبدیدہ جو چشم حباب کو

بیمار عشق عارض تابان ہون ای طبیب
معجون مین ملا ورق آفتاب کو

عاشق سبب ہین گرمی بازار یار کے
ذرون نے یان فروغ ہوا آفتاب کو

واہ اشارہ ہی یہ کلہ او شریوالے صاف
یعنی کباب کھاؤ پیو تم شراب کو

گالیان بھی اُس لبِ شیرین کی لذت بخش ہین | اُس قمر کے غیظ مین ہی مہربانی کا مزہ

کیا ملی ہی لذت اُسکی خوش بیانی سے قلق
ہونٹ چوستا ہی اُس شیرین زبانکا مزا

رُخِ روشن سے جا حبیب کی آنکھ
جھکی آئینۂ حلب کی آنکھ

یار کی اس نے آنکھ دیکھی ہین
چشمین سیکھی ہی غضب کی آنکھ

وہ نظر باز ہین کہ لاکھون مین
تاک لیتے ہین اپنے ڈھب کی آنکھ

ابرو آفت کے پر بلا گیسو
چتونین قہر کی غضب کی آنکھ

گر سراپا ہین نور ہم نے مگر
سارے اعضا مین منتخب کی آنکھ

آفتاب اور ماہتاب نہین
دن کی وہ آنکھ ہی یہ شب کی آنکھ

نظر کم سے دیکھتا ہی ہمین
چشم حاسد ہی بولہب کی آنکھ

اب تو پردہ نہ کر تو اوبے دید
بہ گئی اشک بنکے کب کی آنکھ

رات سو ٹوٹتے نہین تارے
رہتی ہی اشکبار شب کی آنکھ

شب کو غم مین نہ چاند تک نکلا
پھر گئی آج ہم سے سب کی آنکھ

لب تک ہی بادہ کشو آ نہین سکتی توبہ
ہین وہ میکش کہ بھری رہ بھٹکتی توبہ
کسی انسانکا دل تو نہین توڑا واعظ
مین تو امادہ ہون کیا کرون امر عظیم کر
توبہ بادہ کشی کی ہی بھلا مین نے تو
شرم آئیگی مجھے پیر مغانسے واعظ
بادہ خواری کا کیا قبر مغان پر جلسہ
لب جو سبے صدا آتی ہی آمین آمین
مست ہو جاتا ہون خود جو بہار آتی ہی
توڑ ڈالا ہی زمانے نے مجھے اے واعظ
میکشی مجھسے تو دو دن بھی نہین چھٹ سکتی
دال توبہ شکنی پر ہی شکستہ حالی
دیکھ لے تو جو کبھی شیشہ رو کا جوبن

پہنے ہی موج مے ناب کی بیڑی توبہ
نہ گئی بابِ اجابت تلک اپنی توبہ
کیا خطا ہمسے ہوئی مین جو توڑی توبہ
کرنے دیتے نہین ایام جوانی توبہ
کی ہی کیا تونے پلانے کی بھی ساقی توبہ
مین نے ایام جوانی مین اگر کی توبہ
ہمنے امسال بڑی دھوم سے توڑی توبہ
خوف عصیان سے جو کرتا ہی یہ عاصی توبہ
چار دن بھی نہین مجھ رند سے نبھتی توبہ
ورنہ خرمستی سے ٹوٹی نہین میری توبہ
ساقیا چاک کے دکھلانے کو کر لی توبہ
رند محتاج کی ثابت نہین رہتی توبہ
واعظا توڑے مری طرح سے تو بھی توبہ

بھونوں نے اُسکے جبکہ چمن مین ملائے ہونٹھ
نازک زبا وہ برگ سمن سے بھی پائے ہونٹھ

سمجھا مین خضر چشمۂ آبِ حیات ہون
ہونٹھونسے میرے اُسنے جو اپنے ملائے ہونٹھ

مانگا جو بوسہ یار سے مین نے شب وصال
از خود دُزے مین آکے مرے کاٹ کھائے ہونٹھ

کیا کیا صفت زبان سے سوسن کی بھی سُنی
ہلکر مسی چمن مین جو اُسنے دکھائے ہونٹھ

سُرخی نے اُن لبونکی کیا غنچونکا خون
لالی حمی حیا کی تو کیا رنگ لائے ہونٹھ

ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا ذہنت پسے خبر نے کیا اکتا جائے ہونٹھ

پانی بھر آئے مصریونکے منھ مین دقت دید
شیرین کی رال ٹپکے جو وہ دیکھ پائے ہونٹھ

دم آگیا لبونپہ یہ ڈھکایا یار نے
سیہد پاس ہونٹھونکے لاکر ہٹائے ہونٹھ

شیرین لبی تو دیکھنا وہ نیشکر بنی
قلیانکی نے سے اُسنے جو اپنے لگائے ہونٹھ

ردیف	بوسے دہن کے اُسکے نہین بھولتے **قلق** کہتا ہون لے دہنت کبھی گاہ ہاے ہونٹھ	یاے تحتانی

لوٹے مزے جو ہم نے تمھارے اُگال کے
مر مر گئے رقیب لہو ڈال ڈال کے

سنے یار دود دلکا مرے آسمان بنا
ساقی بنا دے ماہ پیالہ اُچھال کے

وہ مے پرست ہوں کہ پس مرگ بادہ خوار
شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائیں گے

سیکھینگے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون
گر آپ مار زلف کو رہزن بنائیں گے

ہو قہر اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے
نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائیں گے

دکھلا کے دانت اپنے جلائینگے خوب سا
اسطرح موتیوں کا وہ منجن بنائیں گے

کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسی لگاتے ہیں
گل سے ہن کو غنچۂ سوسن بنائیں گے

بعد فنا تصور دندان یار سے
مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائیں گے

داؤد سان دکھائینگے وحشت میں معجزے
آہن کو موم موم کو آہن بنائیں گے

چھانینگے خاک وادی وحشت کی ای قلق
کانٹوں سے اپنے پانو میں روزن بنائیں گے

آ کے پھرتے ہیں کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہیں گر ہو ستم ایجاد کوئی

ایسی ہیں اسکو دعائیں کہ سلیمان کر دیں
ہمکو دیوانہ بنائے جو پریزاد کوئی

جان بیچیں نہیں پاتے ہیں خریدار ایسا
سر بکف پھرتے ہیں ملتا نہیں جلاد کوئی

ہم بھی جانباز ہیں کا کچھ ڈھنگ نکالینگے نیا
آپ بھی کیجیے طرز ستم ایجاد کوئی

وہ لالہ ہون کہ فرقت مین صدائے صور ہو نالہ | ہر اک داغ جگر چشم خورشید قیامت ہی

ہم آہو سے ظاہر ہی یہ زخود رفتگی اپنی | عیان نقش سم آہو سے اپنی چشم حیرت ہی

وہ لاغر ہون جو چادر اوڑھون ذرہ قبر کی سمجھین | آئینی بستر غم پر مرے تعویذ تربت ہی

لگین گے دانہ ہائے اشک سے نخل امید اک دن | ہمارا ابر مژگان بھی برنگ ابر رحمت ہی

تکلف میکشی مین سیا قیا کم ظرف کرتے ہین | پلائے جب مجھے چلو سے کیا ساغر کی حاجت ہی

جنون اسواسطے باندھا ہی چلا شاخ آہو مین | ہوس خوش چشم کو دیکھون یہ مطلب ہی یہ منت ہی

فلق اس نغمہ آرائی کا کب مجکو سلیقہ تھا
وزیر عندلیب ہند کی فیضان صحبت ہی

عارض مین تمھارے کیا صفا ہی | منہ آئینہ اپنا دیکھتا ہی

دنبالہ جو سرمے کا بنا ہی | یہ تیغ نگہ کا پر تلا ہی

بیمار جو تیری چشم کا ہی | نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہی

دولا کہو فریب حضرت عشق | بندہ نہ کہے گا بت خدا ہی

سر سبز کہتے ہین جس کو ماہ کامل | نقشہ کف پائے یار کا ہی

۱۴۶

طائرِ رنگِ حنا کا مرغِ جان ہو تا جلیس — اب نگینے کے شجر پر آشیانا چاہیے

خط میں لکھی ہے حقیقت شرح گردیکی اگر — نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوشِ وحشت کہہ رہا ہے نکہتِ گل کی طرح — آج تو دیوارِ گلشن پھاند جانا چاہیے

وصفِ دندان میں در مضمون بھی ہے ہمکو تلاش — بحرِ فکرت میں دلا غوطہ لگانا چاہیے

چین گیسو دکھا دو خالِ عارض کی بہار — میرے مرغِ روح کو یہ دام دانا چاہیے

اس تمنا پر ہوا ہوں خاک میں او جنگجو — میری مٹی کے تجھے مینڈھے اڑانا چاہیے

عارض تابانکے تل پر بہر دفع چشمِ بد — خالِ رخسار پہ یکا کالا دانا چاہیے

صفحۂ دل سے خیالِ غیر ای جانِ جہان — صورتِ حرفِ غلط تجھکو اٹھانا چاہیے

پھنس گیا ہے دام کاکل میں بتانِ ہند کے — طائرِ دل کو ہمارے رام دانا چاہیے

پنجۂ گلگون نکے او گل ہم ہوے ہین عندلیب — پنجۂ شاخ پر ہمارا آشیانا چاہیے

چل نہین سکتا ہمارا توسنِ عمرِ روان — بارڈھ کے قور یکا قاتل تازیانا چاہیے

بعد مدت بزرت پہلو ہوا ہے وہ پری — آج تو اے دل تجھے بغلین بجانا چاہیے

ہو نہین اے جراح زخمی تیغِ ناز یار کا — ناکے بھی گرد نکے ڈورے لگانا چاہیے

رکھکے عارض کو اگر شرم سے بیٹھے وہ پری
عکس خط جوہر آئینہ زدا ہو جائے

شمع روشن ہو تجلی رخ انور سے
بزم مین آپکے پروانہ بھی جگنو ہو جائے

میرے رونے پہ **قلق** مردم آبی دین
موتی چشم صدف بحر مین آنسو ہو جائے

دا جو ہو لطف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جائے
گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جائے

کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل
تو کرن پھول کی تاب گل شبو ہو جائے

پھر بہ بالیں رخ گردہ و گائے غازہ
عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے

شمع محبوب جو مشاطہ چھوے غیر تو کیا
کان کا پتا بھی شرما کے لجالو ہو جائے

دست رنگین ہے جو تو بال بنائے ای جان
انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جائے

حسن اللہ رے جو میزان نگہ مین تولون
آنکھ کا ڈھیلا ہر اک سنگ ترازو ہو جائے

حال لکھ لکھکے اگر بھیجے مرا اس بت کو
یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جائے

یاد ساقی جو کرون صبح قدح نوشی مین
جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جائے

عاشق چشم ہون پھنسین جائے زمین دھوکا کھا کر
دشت مین دام رگ دیدہ آہو ہو جائے

[illegible]

شہرت ہی میرے نالہ و چشم پر آب کی
پھلتی ہی ہر ایک کہتا ہی برق و سحاب کی

رحمت اُٹھاؤن مہر وشون سے محال ہی
سونگھی ہی بو کسی نے گل آفتاب کی

قد نخل گل ہی یار کا مینی ہی شاخ گل
لب گل ہین نت ہین کلیان گلاب کی

اس شہسوار زیب ہی پاپوش مین کسن
پلکین ضرور چاہیے چشم رکاب کی

مرنے سے میرے محفل ماتم ہی بزم مو
ساقی سیاہ پوش ہی بوتل شراب کی

سو یا نہ شب کو آپ نہ سونے دیا مجھے
کیا سچ ایسا کہون اُس بیحجاب کی

اشک کباب اشک ہین لخت جگر کباب
پلکین بنی ہین سحر مین سیخین کباب کی

کیا کیا تڑپ تڑپ کے کٹی ہی شب فراق
ایسی ہی رات قبر مین ہوگی عذاب کی

دلمین کبھی کبھی مری آنکھو نمین رہتا ہی
شوخی تو دیکھنا مرے خانہ خراب کی

دریا پہ کس پری نے کیا عزم سیر کشتی
ہر دم مت موج مین جو بپالی حباب کی

تبدیل رنگ ہو گا نہ منہ جام مین دیکھ
مرجھاتی ہی گلو نکو طپش آفتاب کی

کیا دخل کوئی دیکھے تماشائے رُخ یار
خورشید حشر بنگئی جالی نقاب کی

اُس کوچے سے اُٹھا کے پھراتی ہی دربدر
کیا تو نے اے صبا مری مٹی خراب کی

آنکھوں کی راہ میں مرے آتے جاتے ہو
اے جان ہو اس آمد و شد کی خبر کیسے

افتادگان خاک سے پہونچے کہاں گزند
وے پیچ مار جادۂ راہ سفر کیسے

کہتے ہیں وہ زبان ڈر دندانپہ پھیر کر
جز لب کے کیسے ماہی آب گہر کیسے

آخر زمین نے مری مٹی حریز کی
اے آسمان پھر آئیگا اب در بدر کیسے

کیا خوب فرق عاشق و معشوق میں ہوا
طوق آہنی ملا ہے کسے طوق زر کسے

کسکو بجز شراب خوش آتا ہے آفتاب
بھاتی ہے غیر میکدۂ مینا سحر کسے

دریا نی پانی ہوکے بنا صاف موتی جھیل
درکار پھر عسل ہے آب گہر کسے

مقتل میں ہم بھی سرکبف آئے ہیں اے قلق
کرتا ہے قتل دیکھیں وہ بیداد گر کسے

پیر دعا دے کے در یار سے ہم رات چلے
یا خدا آج تو غیروں کی نہ کچھ گھات چلے

خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے
لیگیا عشق بتان پھیر کے واعظ سو دیر

سب کے ساتھ مرے نہ بت بذات چلے
طرف کعبہ جو اے قبلۂ حاجات چلے

ساقیا تجکو مبارک رہے آزردہ نہو
تیرے میخانہ سے ہم رند خرابات چلے

وحشت نے اپنی اُنکو بھی جگنو بنا دیا
اور اُڑ گئے چراغ ہمارے مزار کے

گلگشت باغ کو جو گیا وہ گُل فرنگ
غنچے سلام کرتے تھے ٹوپی اُتار کے

تڑپا یہ سوزِ دل سے پس مرگ اے قلق
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار پر

روش ہے صاف چلنے میں نسیم صبح گلشن کی
یقیں ہوتا ہے کھلجائینگی کلیاں انکے دہن کی

صدائے نغمۂ بلبل ہے صاف آواز اُگن کی
اُترتی ہے سلامی باغ میں کس رشک گلشن کی

ستاری ٹلتی ہے یا کوئی بلبل چہکتی ہے
تری مضراب کیا منقار ہے مرغ نوازن کی

تری دو لٹ سے ہم اے عشق لا مال ہوتے ہیں
دُرِ داغ جنوں لبریز اک اشرفی لگن کی

یہ بوجھ سکتا نہیں پروانۂ دل گر وہ پھرتا ہے
گلو بند آپکا فانوس ہے کیا شمع گردن کی

کھونگا اے ریاضِ حسن بھبتی عشق پیچے کی
ترے بوٹا سا قامت پہ جڑھی ہے بیل چکن کی

یہ بھڑکاتا ہے سودا آپکا موباف گیسو کا
کہر اک جادہ مجکو بیلی ہے مار رہزن کی

نشانہ ہو گیا عنبر آہ اُسنے جب ہمیں تاکا
یہ اپنی اپنی قسمت ہے خطا کیا ناوک افگن کی

لبِ نازک پہ تبخالہ پڑا ہے کسکے ملنے سے
مجھے دھوکا ہوا گویا کلی پھولی ہے سوسن کی

۱۵۱ بحر

گلِ عارض کے گلگوں نے یہ کب موقوف کی زینت
پھڑک جاتا ہی اوصیاد عالم مرغ نظارہ
دہن مسی لگانے سے بنا ہی غنچۂ سوسن
پھڑک نتھونکی آفت ہی وتیوری بھی قیامت ہی
لیا جراح کا احسان گردن پر نہ اے قاتل
صنم خانیکے جلسے یاد دلوا کر رُلاتی ہی
کہان ایسی وہ گرما گرم توبہ گو کہ ناری ہین

چراغ لالہ حمر کو کیا حاجت ہی روغن کی
قفس کی تیلیان کیلیلیان ہین ہی چلمن کی
ہنسو گر کھلکھلا کر تو کلی کھلجائے سوسن کی
ستم ابرو کی جنبش ہی غضب شوخی ہی چتون کی
گلوبند اپنا پٹی بنگیا ہی زخم گردن کی
تو کھادیتی ہی دل فریاد ناقوس برہمن کی
قسم کھاتی ہین یان بھی تمھارے ڈومنی بنکی

وہ منصف ہون جو وصل یار جانیکی مراد آئی
قلق پروانیکی تربت پہ پہلے شمع روشن کی

قد تراشیکے طوبا کو بھی ہم بھول گئے
یاد دلوائیے اُنکو جو کبھی وعدۂ وصل
نہ رہا بعد مرے ناز اُٹھانیوالا
کبھی سر سبز مرا نخل تمنا ہوا

روبرو رُخ کے گل باغ ارم بھول گئے
تو وہ کس ناز سے فرماتے ہین ہم بھول گئے
خوبرو ناز و ادا جور و ستم بھول گئے
کشتِ امید مری ابر کرم بھول گئے

بعد مرنیکے بھی ہو کوچۂ جانانکی تلاش
دل سے میرے ہوس باغ جنان دور رہے

کھلے داغونسے نہ کسطرح اُٹھے دود سیاہ
غیر ممکن ہی چراغونسے دھوان دور رہے

دہی کمرا ہو وہی بت جو تصور بندہ ہجلئے
نہ مکین دور رہے اور نہ مکان دور رہے

خطسے خس پوش ہوا چاہ ذقن قہر ہوا
یوسف دل سے الٰہی یہ کنوان دور رہے

سوجھی ہے اسکے رلانیکی یہ تدبیر ازل
چشم گردونسے نہ آہونکا دھوان دور رہے

کچھ علاج ایسا بتا دو کہ یہ درد دل بھی
آپکی طرح مسیحائے زمان دور رہے

کچھ وعدہ انصاف یہ تھے شکوۂ دوری جھکیا
منفعل ہوکے کہا واقعی ہان دور رہے

یہ جوانی یہ دن اُس دور مین انصاف توکر
دختِ رز پاس ہے اے پیر مغان دور رہے

چشم خوبان مین تر احسن ہمیشہ کھٹکے
نظر بد سے تو اے آفت جان دور رہے

نالۂ گرم سے بلبل کے نہ غنچے مرجھائین
خرمن گل سے الٰہی یہ خزان دور رہے

رشتۂ جان نہ اُسنے کہتے بنے پڑتا یہ پیچ
اب کیون نظرونسے وہ موے میان دور رہے

غم فرقت سے پہونچ جاتے ہین مرنیکے قریب
اے فلق یار سے دو دن بھی جہان دور رہے

جو بھبوکے تا فلک ٹھہرے تمھاری گل فروشی کا
عوض چونیکے گا ر لائے مرکا چاہیے ساقی

خریداری کو آئے مشتری بازار انجم سے
ہماری قبر اگر پکی ہو تو خشت سر خم سے

ہمیشہ خاک چھنواؤ گے مثلِ قیس صحرا کی
قلق کو یہ نہ تھی امید اے لیلی فرش تم سے

تاثیر جذب مستو کی ہر ہر غزل مین ہی
اعجاز نثر مین ہی تو کرامت غزل مین ہی

دلمین جو اپنے یار ہی تو دل بغل مین ہی
پھر کیون ہی غم کہ صاحب خانہ محل مین ہی

کتنا غرور ہی تمھین حسن و جمال پر
گویا دیار حسن تمھارے عمل مین ہی

ہی یاد دلمین پنجۂ رنگین یار کی
مہندی کے چور کا گذر اپنے محل مین ہی

بد تر خزانسے ہی ہمین اس باغ کی بہار
بے نفاق پھول مین نہی ہر پھل مین ہی

لیتے ہین بوسے اُن لب و گیسو کے اتصال
لنک مین سے تا ختن اپنے عمل مین ہی

منعم یہ کارخانے ہین دُنیا کے کر نہ فکر
کوئی ہی جو پڑے مین تو کوئی محل مین ہی

جو بن گیا وہ پیچ مگر انکے ہین وہی
رسّی کا بل حضور کی نخوتکے بل مین ہی

پہلو مین مجھ حزین کے کھٹکتا ہی رات دن
یا رب یہ دل ہی یا کوئی پھوڑا بغل مین ہی

بہار حسن کے گلگشت ہزار دیکھ چکے
خزان مین بلبل و گل کا بھی ماجرا دیکھ چکے

بس اُٹھو فاتحہ پڑھ لو بہت نہین روتے
شہید ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے

زوال حسن مین کیا ترک کیجیے اُلفت
خزان بھی دیکھ لین جسکی بہار دیکھ چکے

محبت اُنکو نہین ہی فریب کرتے ہین
ہم آزما کے اُنھین لاکھ بار دیکھ چکے

پلاؤ جام شہادت بجھاؤ دل کی لگی
بس آب خنجر آبدار دیکھ چکے

عیان ہی نالہ شبگیر کی تو بے اثری
تجھے بھی آہ دل بیقرار دیکھ چکے

کمال چڑھ پھر زیادہ حجاب بیجا ہی
بس اک نگہ سے ہم پہ وہ ہزار دیکھ چکے

خزان باغ کا کسکو خطر ہی آنے دو
ہزار رنگ سے سیر بہار دیکھ چکے

تجھے بھی قاتلون مین اپنے لکھ لیا ہمنے
ترا بھی جنازہ او شہسوار دیکھ چکے

حضور پہلی ملاقات اور نہتا کے ستم
ہم ابتدا ہی مین انجام کار دیکھ چکے

زمین قبر بھی جو چاہے اب وہ ظلم کرے
فلک کے تو ستم بے شمار دیکھ چکے

یقین ہی ہمارے اب جو کنارہ کر جائین
رقیب اُسکو ہمین ہمکنار دیکھ چکے

گلے کرو گے تو کیا ہوگا دیکھنے والے
تمھارے طور ہمارا شعار دیکھ چکے

۱۵۵

پوچھو بتو نہ حال قلق وہ تو آجکل
آوارہ کوچہ گرد خدائی خراب ہی

درِ گوش صنم پیش نظر ہی
ہر اک آنسو مرا رشکِ گہر ہی

تلاشِ راہ مضمون کمر ہی
سوے ملکِ عدم اپنا سفر ہی

زبان وصفِ دُرِ دندان مین تر ہی
یہ گویا ماہیِ بحرِ گہر ہی

وہ مہ پارہ جو شب سے جلوہ گر ہی
مرا گھر غیرتِ برجِ قمر ہی

شہادت پائی کھایا تیغ کا پھل
مرا نخل تمنا بارور ہی

تڑپتا ہون پڑا آتی نہین نیند
شبِ فرقت کی بھی یارب سحر ہی

نہ لپکے سائے سے زلفون کے کیونکر
کہ پتلی بال سے بھی وہ کمر ہی

کہان تک صدمۂ اغیار اُٹھے
کہ رشتہ تو نہین بندہ بشر ہی

وہ غمدیدہ ہون پریشان ہون ہر اک سے
کہ راہ کشورِ راحت کدھر ہی

جسے کہتے ہین سب دنیا مین پیری
یہی شام جوانی کی سحر ہی

نہ اب ہمکو نگاہ دشت وحشت
مرا غول بیابان راہبر ہی

جہان جاکر نہین پھرتا مسافر
قلق وہ پہلی منزل کا سفر ہی

عشق مین تیری جان اُحیف ہی مفت مین چلی
تونے پر او ستم شعار اب بھی مری خبر نہ لی

کوئی بلا پھر آئیگی مفت مین جان جائیگی
بیچ مین ہمکو لائیگی زلف سیاہ بڑھ چلی

آتے ہی فصل دلپذیر ہوگئے قفس مین ہم صفیر
جسمین ہوئے تھے ہم اسیر لو وہی پھر ہوا چلی

اے گل گلشن وفا بے ترے نیند آئے کیا
بستر خار سے سوا مجکو ہی فرش مخملی

خواہش جستجوے یار جسسے بھی کچھ تھی ہشیار
بعد فنا مرا غبار ڈھونڈھ پھرا گلی گلی

دانش وطاقت وبصر بڑھ گئے سارے ہمسفر
زاد سفر کی فکر کر لگ رہی ہی چلا چلی

لاؤ پیالہ شراب گھر کے پھر آیا ہی سحاب
اب نہین میرے دلکو تاب باد بہار پھر چلی

اے مہ آسمان جاہ تجھسا نہین ہی کجکلاہ
لیکے فلک چراغ ماہ ڈھونڈھ پھرا گلی گلی

موے سفید آگیا دھبا خضاب کا لگا
فصل شباب بیوفا داغ فراق دے چلی

کبک کا دل ہوا فگار مرنے نے جانکی نثار
تیغ خرام ناز یار چال نئی نئی چلی

ہو لئے کوئی دوست چاہیے نہ ان حسینوں کو
آپ ڈھونڈھو پھرو لکھنو مین گلی گلی

۱۵۱

[illegible]

جب بگڑتے ہین قسمن نیکاوہ لیتے نہین نام
پھرون اپنا قدم یار پہ سر رہتا ہی

میلا باٹینگے موری مین کسی گل کے یہ کیا
غنچونکی مٹھیو نہین کس لیے زر رہتا ہی

مین وہ دیوانہ ہون جب فصل بہار آتی ہی
میرے ویرانے مین پریونکا گذر رہتا ہی

وصل کی شب بھی نہین چین ہے کٹنے باقی
ہر دم آزردگی یار کا ڈر رہتا ہی

دیکھنے والے سمجھتے ہین عبث تار نظر
میری آنکھونین ترا موے کمر رہتا ہی

غیر کے بس مین **قلق** کیون نہو وہ سیمبدن
قابو یار مین گنجینۂ زر رہتا ہی

شعلہ انگیز جو یہ سوز جگر رہتا ہی
خانۂ دلمین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہی

اس لیے باز در چاک جگر رہتا ہی
دلمین اُنکا اسی رستے سے گذر رہتا ہی

برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
جسکے جویان ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہی

سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آجاتی ہی
زہر گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہی

خاک کو بھی مرے صحرائے طلب مین پس مرگ
صورت ریگ رواں روز سفر رہتا ہی

وحشت عشق نے دی تیغ جو ادرے سے نجات
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہی

۱۵۷ [illegible]

[illegible]

شہید تیغ جفا کرکے مجکو فرمایا
ہمارا خون بہا کر نہ رایگان کیجیے
علاج ہو نہ سکے اُسکے درد مند کا
تو وہ جو جان نثار اکت کرے یہ جرم عشق

بہانہ ایک تو اک چاہیے قضا کے لیے
ہمیشہ ملئے گا بس ہاتھ اس حنا کے لیے
فلک سے اُترین مسیحا بھی گرد وا کے لیے
بھرا میں خوب دلکے رخسار سنگ پا کے لیے

قلق ہی آجکل ایسا رواج بیدردی
کہ درد ڈھونڈھے سے ملتا نہین دوا کے لیے

کسطرح سے شب فرقت کا یہ دم گھٹتا ہو
گھن لگا دیتا ہو یہ دگ بلائے بد ہو
پر پٹ بھرتے ہی نہین اہل ہوس کا دکھا
پر تو رخ کے تصور مین تمے او خورشید
اُس بت شوخ کو اللہ رے شوق زینت
جب کوئی ہاتھ بڑھاتا ہو کسی کے آگے
تیز رنگت و وتے خلمی ہوا ای غنچہ دہن

دیکھین یہ بوٹی ہر ہیلے کہ جگر پھٹتا ہو
عشق گیسو مین بہت جلد بشر لٹتا ہو
یہ گرا ھاوہ ہو جو پاٹے سے نہین پٹتا ہو
دل مرا مثل گریبان سحر پھٹتا ہو
آئنہ اب تو نہین سامنے سے ہٹتا ہو
فرط غیرت سے مرا سیر دن لہو گھٹتا ہو
باغ مین رشک سے رنگ گل تر کٹتا ہو

[illegible]

نمبر ۱۵۹

اہل کمال ہوگئے ہین بے فیض بھی بہت	دیکھو گل قمر مین نہ بو ہے نہ باس ہے

دعوی ہے اے رشک تجھے ارباب فہم سے
اُس سے گلا نہین جو سخن ناشناس ہے

فرط گنہ سے کچھ نہین دلکو ہراس ہے	ہمکو بہت بڑی تری رحمت کی آس ہے
شاید مجھے رقیب وہ ہم بغل کہین	پہلو مین دل کچھ آج ہمارا اداس ہے
معشوق سے ہنسی بھی نہین خالی از مذاق	یہ بھی تو ایک طرح کا صاحب مُلس ہے
رہتا ہے فصل گل مین بہت بےمزہ مزاج	توبہ نہین شراب کی نشے کو راس ہے
کرتا نثار اُس چمن آرا پہ یہ گر	کیا اور مشت زر کے سوا گل کے پاس ہے
جب بہر سیر اُبھارتے ہین ہم تو کہتے ہین	جی سُست ہے کمال طبیعت اُداس ہے
گو صاحب لحاظ ہے پر بزم غیر مین	میرا کرے وہ پاس بعید القیاس ہے
میکش یہ کہہ کے پیتے ہین دُر خیر مین	ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہے
پاجی یہ شان شریف کا ظاہر سے ہوتا ہے	دنیا مین پردہ پوش شریر کا لباس ہے
فرقت مین بھی گذرتی ہے اپنی تو ٹھاٹھ سے	اندوہ ہمنشین ہے مصاحب ہراس ہے

[illegible]

جھنجھلاتے ہمکو کرتے ہو سر سبز اپنی بات
آگے بتو تم ایسے کبھی ہٹ دھرم نہ تھے

کیونکر مین اپنے دلمین نہ دیتا انھین جگہ
قابل تو انکے رہنے کے دیر و حرم نہ تھے

اور ونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے
کیا ہم سزا تھے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم نے طی کی عدم کی راہ
دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دلمین رہے جنونکی بدولت ہمیشہ داغ
ای عشق اس خزانے مین کیسے درم نہ تھے

اسطرح دلکو پھندے مین لانا نہ یاد تھا
آگے تمھارے زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم جو اپنے سہی قد کی یاد مین
نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تمنے آزمایا ہمین پایا سر بکف
منہ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھلجاتا حال سابقہ پڑنے سے مہربان
کچھ ہم مقابلے مین رقیبوں سے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا
ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جانے بلا تمھاری جو صدمے گذر گئے
دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

لیتا ضمانت اور ونکی کیونکر مین آپ سے
کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

اتنی ہمین نہ یاد تھین امتحان کو قسمت
آخر تمھارے چاہنے والو مین ہم نہ تھے

قلق ۱۶۱

[illegible]

آتی بال سے بھی راہ ہو باریک تر جس کی
قیامت میں نہ باقی گذر جاؤں نہیں اُس پل سے

چمن سے اُسکے فوراً رنگ اُڑ جاتے ہیں جو رنگ گل اکسو
ہوا کو کیا عداوت تھی ہا آئی خاک کی بلبل سے

جب ہی گل ہمسری کرتا ہے تیری دام کاکل سے
عنادل الطراف کنگھی الجھ پڑتی ہے سنبل سے

ہوائے گلشن عالم رہ انصاف اگر چلتی
جلاتی آشیانہ بلبلوں کا آتش گل سے

سنا ہے جلتے ہیں گا وہ سنت بڑھانیکو
سواری آج تو نکلی ہے اُنکی کس تجمل سے

صریر خامۂ رنگین رقم لیا لطف دیتی ہے
سُنے نغمے جو کوئی تو مرے گلشن کے بلبل سے

نکلتا ہے جو اے رشک چمن تو سیر کو گھر سے
گلی کوچے مہک جاتے ہیں تیری کفش کے گل سے

اگر فریادرس کے کان تک پہنچے تو سن لینا
کوئی پھولا شگوفہ باغ میں فریاد بلبل سے

خزاں ہو کر بہار حسن پھر نہیں آتی
ترقی کی نہیں امید ہرگز اس تنزل سے

رہا کرتی ہے قدر اقوسے لیے میں حسن کی
زر گل کھو لیا پایا کوئی کب دامن گل سے

وہ دیوانہ ہوں تیرا لاے پہ بیچوں جو وحشت
گریزاں شیر صحرا ہوں گی زنجیر کے غل سے

قلق کچھ اور پڑھ اسمیں یہ اہل بزم کہتے ہیں
نہیں ہم سننے پائے شعر سب تعریف کے غل سے

[illegible]

جزائے خیر دے اللہ اُس سفاکِ عالم کو
ارادہ تھا کہ لیں گے پھر عقل و دین بھی کھو کر
بہت پچھتائے ہیں اُس سنگدل کو دیکے دل اپنا
بہت بدمست وہ ناکتے ہیں رندا دہر
تو ہی اُو شوخ بے پیدا اپنے عالم میں منصف

مرے دل کی لگی اُسنے بجھائی آب خنجر سے
گئے تھے لینے اُلٹے اور کچھ دینا پڑا گھر سے
مثل مشہور ہے یہ لعل کو چھوڑا ہے پتھر سے
چھپا اُن دخترِ رز کو لیکے پردۂ چشم ساغر سے
جو پی دیکھے نہ دم بھر میں لیے وہ دید کوثر سے

قطعہ
سنتے ہی انداز شرب غم ہو گئی وحشت
ڈرائے تھے بہت واعظ عذاب روز محشر سے

زبان سے شکایت آنکھوں سے لہو بہہ نکلتا ہے
دل ناشاد سے یوں نالۂ پُرغم نکلتا ہے
بہت اُس شوخ کا آنکھیں لڑانا یاد آتا ہے
جگر کو دیا بہت دل میں نہ یاد نوک مژگاں کو
یہ عجب حسن ہے جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہے
گلہ کرتا ہے جانے جب تمھاری بیداد کا شکوہ

مرے سینے میں یہ شاید حسرت تو نکلا دم نکلتا ہے
غم افسانے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے
کوئی بادام بادام ہوئیں جب نام نکلتا ہے
یہ وہ کانٹا ہے جو ٹوٹے جگر سے کم نکلتا ہے
جو اب اُسکے حضور اپنی زباں سے کم نکلتا ہے
تو اُسکا آنکھوں کے رستے سے اکثر دم نکلتا ہے

کر سکیگی مجھے میزان قیامت سبک
میرے پلے پر اگر آپکی رحمت ہوگی

دل بلبل کیطرح پھونکدے صیاد کا گھر
اتنی بھی آتش گل میں نہ حرارت ہوگی

سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو
شرم آئیگی مجھے اُنکو ندامت ہوگی

ہمتو بے یار کے دم بھر بھی نہ ہونگے جانبر
رنج ہجر اُنسے وہ اٹھیگا جنھیں عادت ہوگی

پوچھتا پھرتا ہوں ایک ایک سے مضطر ہوکر
زندگی میں مری صبح شب فرقت ہوگی

کب تلک بس مغانکا بڑی ہرجائی ہے
دخت رز ہاتھ سے رندونکے فضیحت ہوگی

اپنے بسمل کا نہ تسما بھی لگا رکھے گا
میرے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی

جب تلینگے مرے اعمال تو تر دامن ہوں
سر و سب گرمی خورشید قیامت ہوگی

شام وصلت ہے تو دھڑکا ہے مجھے فرقت کا
صبح ہوگی تو کہو کیا مری غربت ہوگی

اتنی گھر کر نکو اس ملیں مشقت نہ کریں
خواہش خلد میں مجھسے نہ ریاضت ہوگی

جسقدر چاہیں یہاں مجھپہ وہ بیداد کریں
کیا مرے آگے وہاں بھی نہ عدالت ہوگی

خشک گر دامن تر مہر کرم سے نہوا
تجھسے شرمندگی ابر شفاعت ہوگی

میں تو جان بھی دیدوں تو نہ سمجھوں فریب
ان بتونسے تمھیں امید محبت ہوگی

اے صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
نہ کہیں موے کمر سے ترے زنار الجھے

یوں گیا پھاند کے اس گھر میں نگہ کیسے
میرے دامن سے نہ خار سر دیوار الجھے

کبھی قابو میں طبیعت ہے کبھی بے قابو
ہر گھڑی مرو سپاہی سے نہ سرکار الجھے

چشم سیگوں تری آن کرتی ہے گردش میں کمی
مست ہو چلنے میں جیسے مے رفتار الجھے

کچھ نہیں فکر نجات عمل بد انکو
کسقدر جال میں دنیا کے ہیں زردار الجھے

بزم خوباں میں رقیبوں نے جو مجھسے بگڑے
صاف دو چار طرح دیگئے دو چار الجھے

دل مجھے دیکے بلا اور بھی اک سر پہ لی
دام کاکل میں ترے ہیں ترے گرفتار الجھے

کبھی یکسو نہ ہوا گیسو و رخ کا جھگڑا
سالہا سال **قلق** کافرو دیندار الجھے

بنا کے رہینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ مجتمع ہیں سب اہل سخن زمین کے تلے

گئے ہزاروں ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے

عدم ہے کوچ کی جا اور وہ منزل گاہ
مسافروں کے لیے ہیں وطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ بہار اپنے گھو ڈر پھینکے
پڑا ہے خاک میں اب گور کن زمین کے تلے

طالب دیدار رخ ہو نہیں تو وہ زلفیں دکھائیں | گر کھونٹ کی میں آئے تو وہ سمجھیں رات کی
باتیں سنوتا ہے سارے گلرخ دل کی اٹھیں | تاب آتی تھی کبھی جنکو نہ آدھی رات کی
اے قمر آغاز نور حسن خط پر کر نہ ناز | چاندنی رہتی ہے تھوڑی سی پہلی رات کی
ضبط آہ سرد و گریہ سے نہ کیوں دم پر بنے | سچ ہے کیا تکلیف دیتی ہے امس برسات کی

بیٹھتے کعبے ہی میں یاد بر میں کرتے مقام
اے قلق کیا مفت تمنے رائگان اوقات کی

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے | ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
آغاز کا نہ دھیان نہ فکر مآل دے | مومن کو دے خدا تو بس اتنا خیال دے
جتنی محبت اُنسے ہے ہمکو انھیں نہیں | کیونکر کسی کے دل میں کوئی دل کو ڈال دے
شائع طبع یار نہ یہ دم فکر شعر ہے | شمع سخن کو نور کے سانچے میں ڈھال دے
اسکی جفا دیتے ہیں نہ فائیں مری سوا | یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے | مانند بدر ذرے کو اوج کمال دے
طاؤس و کبک کہتے ہیں وہ دیکھکر خرام | اللہ دے تو شکل بشر چال ڈھال دے

چھپانے سے نہیں چھپتا ہے حسن دلکش عالم
سکھا دیتا ہے اقبال آدمی کو نیک و بد آخر
توجہ منعمون کی نفع سے خالی نہیں ہوتی

کہیں ہو دیکھنے میں اچھی صورت آ ہی جاتی ہے
یہ دولت ہے وہ شے شان ریاست آ ہی جاتی ہے
ہوا کے گوشۂ دامان دولت آ ہی جاتی ہے

ستم دیدہ جو ہیں وہ ذکر آفت سے بھی ڈرتے ہیں
فلق نام شب فرقت سے وحشت آ ہی جاتی ہے

خیال انسان کبھی بھولے سے بھی ملنے نہ ہوے
جفائے انصاف ہے شکوہ نہیں او ناانصاف
کب میں خمخانے میں سویا کہ نہ آیا تو یاد
غرق اشکوں میں مرے کب نہ ہوئی کشتی چرخ
کوسنے میں نہ بھرا دامن گلچیں نگاہ
غیرت افشان پہ تصدق انھیں کرتا ہوں
غرق گرداب بلا ہوتے ہزاروں غواص
اے **فلق** تم رہو ثابت قدم راہ وفا

غیر پیارے ہوئے تم حیف ہمارے نہ ہوے
غیر پیارے ہوئے ادھر ہم تمھیں پیارے نہ ہوے
کب روان دیدۂ گریان کے ہزارے نہ ہوے
ہمسر ماہ کب آہوں کے شرارے نہ ہوے
کب میسر گل عارض کے نظارے نہ ہوے
آسمان کے مرے قابو میں ستارے نہ ہوے
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہ ہوے
خیر پاپوش سے وہ گرچہ تمھارے نہ ہوے

١٦٦

کبھو ہونگا مسیحا کیوں بپا کیا ہے شور محشر نے
ٹھکانے مدے مسافر سوتے ہین پہلی منزل کے

چھوڑی ہو گئی ہے قتل کر کے مجھکو
لعاب لگ گیا ہے منھ کو تیغ ناز قاتل کے

مجھے چشم سیہ کا اُس پریرو کے جو سودا ہے
برنگ چشم آہو بن گئے حلقے سلاسل کے

تجلی بخش ہے اُس شمع رو کا نور حسن ایسا
پتنگے بن گئے ہین کرم شب تاب اُسکی محفل کے

تمنائے شہادت مین ہجوم جان نثاران ہے
پیاری روح مقتل ہر دم سے تیغ قاتل کے

نہین ہوتی تسلی اس دل بیتاب کو حاصل
مری کشتی کبھی لیتی نہین احسان ساحل کے

ہمارے ساتھ کیا یہ بھی شب فرقت مین روتا ہے
ستارے ہین کہ قطرے اشک چشم ماہ کامل کے

ذرا او ساربان ناقے کو ٹھہرا آتا ہے ابجل
کہ خاک ناتوان کی بھی ہے پیچھے پیچھے محمل کے

یہ جرأت تھی کن یہ سر کٹتے ہین کب جان نثار ہم کے
سر مقتل اُترتے ہین تصدق تیغ قاتل کے

لگے دل اُس ظالم سے کوئی حکم حاکم ہے
ڈھنڈورا پھر رہا ہے شہر مین بیداد قاتل کے

حسینون کے نہین بس مین یہ ہم ہے اتفاق اس سے
ہمارے ناز اٹھاتا ہے دل ناشاد ہم دل کے

وہ کشتہ ہون تیغ ابروے چشمان جوہر سے
دم رخصت بہائے اشک خون میرے گلے مل کے

پھڑک جاتا ہے یہ خوب حبیب مجھے مجروح کرتا ہے
لگے ہین کیا مجھے تیر مین یہ مرغ بسمل کے

اپنے سائے پہ عبث مغرور ہے تو اسقدر
صحبت سلطان نے دل از بسکہ آئینہ کیا
ہمت و رعب و عدالت کی صفت کیا کیا کہوں
فی الحقیقت ہے زیارت زندگانی کا سبب
طول گیسو رسائی ہو سکے کیونکر صفت
جانتے ہیں شاہ کے جانباز جانبازی کو کھیل
جان کسکی ہے جو ٹھہرے روبرو ہنگام غیظ
مثل موسیٰ غش کریں کیونکر نہ خوبان جہان

ای ہما سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہے
سادہ رویوں میں تبرک بندۂ درگاہ ہے
عدل کسریٰ جود حاتم علم نادر شاہ ہے
دولت بیدار سلطان بیان زر تنخواہ ہے
جسکے آگے رشتۂ عمر خضر کوتاہ ہے
جنگ کا میدان بھی گویا ایک عیدگاہ ہے
شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہے
عشق منزل طور کے جلوت تجلی گاہ ہے

قلق

دلسے ہوں میں جان نثار جان عالم ای قلق
نیت خالص سے بندے کی خدا آگاہ ہے

مبتلائے ستم وحسرت وآلام رہے
ساقیا ایک جہین ملتجی جام رہے
عمر بھر محو رخ وزلف سیہ فام رہے

شاد دو دن بھی نہ ہم ای غم ایام رہے
دو مہینے ترے خاص سے تا عام رہے
کبھی کافر تو کبھی صاحب اسلام رہے

دی فرصت اسے آرائش زلف و رخ نے
منتظر یار کے ہم صبح سے تا شام رہے

بہ جنون ہر مین ہاتھ آیا کرے صید مراد
دوش صیاد پہ تا گیسوؤں کا دام رہے

بعد مردن بھی فلک در پئے آزار رہا
ہم تہ خاک بھی اک دن نہ بآرام رہے

بخود حسن و ل آرا ہون ایسا ای شوق
دلکو تجھسے نہ مجھے دل سے ذرا کام رہے

دلکو خواہش نہو کچھ اور بجز بادۂ شوق
نشۂ الفت ساقی گل اندام رہے

دشت و کہسار مین دھوم ایسی مچا دو وحشت
قیس و فرہاد کا باقی نہ ذرا نام رہے

قرض مے لینا بہار آتی ہے مفلس ہو بہت
سفر دوش پہ بادہ و ستہ و دام رہے

سوکھے ٹکڑے نہ بسر کرتے رہے اہل خشک
عیش مین مست سدا ہمدم و آشام رہے

باغ عالم مین ترے حشر ہو ہمین ای ساقی
تو بغل مین رہے کیف می گلفام رہے

اپنی تربت سے اگا سنبل تر مر کر بھی
بستۂ سلسلۂ زلف سیہ فام رہے

فیض جاری رہے عالم مین ترا او ساقی
تو رہے اور زمانے مین ترا نام رہے

ایک دن کوٹھے پہ آکر نہ جھلک دکھلائی
نگران دیر تک ہم طرف بام رہے

مہنے دم دیکھو اسلام ہی سبحان اللہ
زندگی بھر تو قلق بندۂ اصنام رہے

جہان بیکار دورِ آسمان ہے
ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا

وہ قاتل تیرے کوچے کی زمین ہے
ہمیں اپنا ختم المرسلین ہے

جدا جب سے مرا جان جہان ہے
نہایت دل قلق اندوہگین ہے

بوسہ لون چشم مست کو وقت خمار ہے
پیکان یار کا بھی قیامت بہار ہے
دل اپنا بلبل چمن روے یار ہے
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہے
جلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو
آنکھو نمین ہے یہ تشنہ دیدار ہون کمال
ہے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے
سر تنگ فوج سے انہین حیرت زدونکو ڈر
ہو مژہ سمجھ کے ہین آمادہ خلش

ساغر چڑھاؤن نشہ مرگ اتار ہے
گویا نہال قد شجر میوہ دار ہے
یہ باغ وہ ہے جس مین ہمیشہ بہار ہے
ہر طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہے
ہم خاک مین ملے انہین ابتک غبار ہے
پیاسی ہے گو صدف مین گہر آبدار ہے
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے
کانٹو نکو میرے آبلۂ پا سے خار ہے

لینے مین جنس دل کے تو عجلت کمال ہی
دینے مین تمکو وصل کے برسون جھکائین گے

گرم خرام ہونگے اگر صحن باغ مین
انگارو نپر وہ کبک چمن کو لٹائین گے

سینہ سپر ہین عاشق جانباز سیکڑون
تیغ نگاہ ناز وہ کب آزمائین گے

ابکی تو ہجر یار مین ہم گور جھانک آئے
جیتے ہین تو کبھی نہ پھر دل لگائین گے

ای شہسوار ناز پہ مٹتا ہی بار بار
تیرے سمند حسن کو ہم خود بنائین گے

ہم کیون اطاعت انکی کرین فائدہ قلق
کیا یہ بتان دہر خدا سے ملائین گے

جدھر سے ہوکے ای خورشید لگو ہم تم بہم نکلے
ہزارون شکل سے بسمل ہو لاکھون کے دم نکلے

نہ تھے آگاہ ہم جو رسے خانہ نشینی مین
نکالے پاؤن ہمنے گھر سے جب باہر قدم نکلے

محرم مین تمنا تھی زیارت ہوگی جی بھر کے
الم لاکھون اٹھائے ہم نے جب انکے علم نکلے

لیے ہم ضعف سے پا بستہ جیتے جی جنون مین بھی
نہ اپنے خانۂ زنجیر سے باہر قدم نکلے

کیا جب امتحان قاتل نے اپنے سر فروشو نکا
رہا بالا انھین کا ہاتھ جو ثابت قدم نکلے

مقابل کر سکا انسے جوہری سب پتھ چکا گئے
گہر ہیشہ دندان بہت قیمت کے کم نکلے

یقین ہے کہ اکدن مجھ سے مضطر کی بھی سن لیگا
تپ اُسکے آگے آیا ہے تجھے جس نے پکارا ہے

سراسر ہو زیان سود ائے لطف یاہین ایدل
تجارت مین متاع عشقبازی کے خسارا ہے

وصال اک سمت محرم آخری فریاد سے کہا
فراق یار نے کیا کیا ہمین تڑپا کے مارا ہے

الٰہی کس در پہ تیرے رندہ درگاہ کو عزت
جسے تونے بگاڑا ہے اُسے کسنے سنوارا ہے

ہولا صبح شب وصلت نہ کر اتنا غم فرقت
ابھی تھا تیرے پہلو مین ابھی تو وہ سدھارا ہے

نہ قتل تمنے کیا تو آپ کاٹینگے گلا اپنا
تعلق قاتل سے اپنے آج ہی بس دارا نبارا ہے

وہ پری جان بھی لے لے تو گوارا کیجیے
نقد دل بھی ہے کوئی مال جو پیارا کیجیے

سخت جانی کا بھی احسان گوارا کیجیے
آج جلاد کا جی بھر کے نظارا کیجیے

جان ہونٹھون پہ ہے وقفہ نہ خدارا کیجیے
عیسی لب کو ذرا اپنے اشارا کیجیے

چشم زخم آپکی شمشیر نگہ سے ہے دور
سر عاشق جو تصدق ہین اُتارا کیجیے

ہم وہ ہین عاشق جانبازِ کہ ہین ہمونکی قسم
سر ابھی کاٹ کے رکھدین جو اشارا کیجیے

چشم باطن اگر اعجاز تصور سے کھُلے
بند آنکھین رہین اور اُنکا نظارا کیجیے

ایک دن مجنون سے اپنے نہ خوش ہو کر ملے
خاک مین سارے مرے ارمان ای دلبر ملے

کیا وہ خوش قسمت ہین جنکو وہ دہان لبر ملے
ہم کو تو بے مہر بد خو بیوفا اکثر ملے

اسقدر مشتاق قتل و قاتل عالم ہین ہم
عید قربان ہو گلے سے گر ترا خنجر ملے

حد سے بڑھکر عجز بھی انسانکو کرتا ہی خراب
کی اُسی نے سر کشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت موزون جانانکا جو مین دیوانہ تھا
خاک سے میرے بگولے سرو قد اُٹھکر ملے

لکھ چکا جب اُس سپہر حسن کو مین خط شوق
چاند اور سورج لفافے کیلیئے لیکر ملے

یائی جنسیت جو صحرا گرد لاغر مین ترے
بید مجنون جب ملے مجھسے بہت جھکر ملے

کیا چمک افشانکی ہے مسے سیاہ یار پر
اس سپہر حسن کو کس نور کے اختر ملے

ایسے تنا تو دکھایا جذبۂ دل نے اثر
آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آکر ملے

ہم وہ منصف گلشن عالم مین ہین او باغبان
دین کفن بلبل کو پھولونکی اگر چادر ملے

رند مشرب ہین کوثر پر بھی یہ چلا ئینگے
کوئی ساغر ہمکو بھی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ مرسل کا جب لازم ہوا
میرے مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھنچ سکے مو میان یار کی اُس سے شبیہ
میرے سے بہزاد تصویر سا جو صورتگر ملے

ہمین نہ بخشے دخل کیا مرضی مین مالک کی
چمن بہار ہتے ہین ہر ہم مالک جن جو تشبیر تو کیا

جو گر نہ اسکی رحمت کو تو در کار اک بہانہ ہے
ہے دو دولت لئے یار کا وہ آستانہ ہے

عنادل کی صدا کیا بوم بھی ہے جس جگہ عنقا
قلق اس گلشن ویران مین اپنا آشیانہ ہے

قفس مین درد دل سے نالہ و فریاد کیا کیجیے
پراگندہ دماغ نازک صیاد کیا کیجیے

قفس مین ہم صفیران چمن کو یاد کیا کیجیے
دل ناشاد کو دم بھر کی خاطر شاد کیا کیجیے

ہزاروں قتل کر ڈالے ہین تو نے کیا عداوت ہے
قضا اپنی نہو تو شکوۂ جلاد کیا کیجیے

غنیمت دم نہ سمجھا مجھ اسیر نغمہ پیرا کا
اسی سے شکوۂ بیقدری صیاد کیا کیجیے

ترحم کر کے عاشق پر وہ بت ہنس کے کہتا ہے
گلے لگ جائیے بوسہ فقط امداد کیا کیجیے

تمہین مجنون کی فصد مین سمجھتا ہے اسکو سودا ہے
تحیر ہے علاج وحشت فصاد کیا کیجیے

دکھا دیتے ہمارا کچھ بھی ہین لب اگر چلتا
اگر مجبور ہین او بانی بیداد کیا کیجیے

دم عرض رہائی ہنس کے وہ صیاد کہتا ہے
گرفتار آ کے جو خود ہوئے آزاد کیا کیجیے

قلق نو عجوانی تھا عجب اک وقت او پیری
زمانہ خود فراموشی کا اپنے یاد کیا کیجیے

[illegible]

[illegible]

خاطر پہ مغان توڑتے ہیں سرِ واعظ	توبہ ہم کبھی نہ کھاتے جو قسم کیا کرتے
باز گشت اُنکے سوا ادھر کہاں تھی میری	تجھسے مجبور ہم یہ نہ کرتے جو کرم کیا کرتے
قسمت میں قیس سے شوریدہ سری لکھ رکھی	معرکہ تھا جو بڑھاتے نہ قدم کیا کرتے
جان ہونٹھوں پہ تو آ آگئی دم گھٹ گھٹ کر	ورنہ ہم اس سے سوا نالۂ ہم کیا کرتے
کونسا خاک در میکدہ پر لطف نہ تھا	ہم خراباتی نشین مسند جم کیا کرتے

جان دی عشق میں اُس شوخ کے تنگ آکے قلق
یہ نہ کرتے تو بتا تجھیں ہم کیا کرتے

اُدھر سے جاتے ہیں لو ادر آنکھ جو چرائے ہوے	اُنھیں کا تیر نگہ ہم میں لبیہ کھائے ہوے
ہمارا کاٹ کے سر دو کمال دم میں	کھڑے ہیں رہے مقتل میں جھلکائے ہوے
عنبر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان	تمہارے سبزۂ خط پر ہیں سر کھائے ہوے
سر کے دہر یہ دم لینے کا مقام نہیں	عدم ہے کہ قافلے والو قدم بڑھائے ہوے
ہماری خاک کی حسرت تھی دیدنی اُسوقت	چلے جو ناز سے وہ پلیچے اُٹھائے ہوے
تمہارا کشتۂ مژگان کوئی نہیں بچتا	یہ تیر ظلم میں کس شہر میں چلائے ہوے

۱۷۵

[illegible]

١٧٦

کس چمن سے گذرتی ہے نزاکت کی
خوف خزاں سے سوکھ گئے خار کی طرح
وہ رند بادہ کش ہیں کہ ہنسنے بدابدی
ہنسنے دو بات بات پہ ہم سے بگڑتے ہیں
سینہ سپر وہ ہم ہیں کہ قاتل نے بار ہا
سب بکف ہیں فیصلے ہو کون سرخرو
چشمان یار جو ہیں مستی ہیں کسقدر
لایا نہ کچھ جواب پیام او پیامبر
ڈالی ہے اپنے جلوے پر آنکھ اُسنے بار ہا
بچائے چھیڑ کو مرے بانہ ارہم اٹھین
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
گرمی عشق دیکھئے تر بغیر غسل
خالی ہے وہ جہین ہمین طفلان جو ہی جنون

سونے ہیں خشت و خم کو سرہانے دھرے ہوے
جب موسم بہار میں کچھ ہم ہرے ہوے
خالی کیے ہیں خم کے خم اکثر بھرے ہوے
کھوٹے تھے اتنے وہ نہ کسی ان کھرے ہوے
خالی کیے ہیں ہمنے پہ تیغے بھرے ہوے
قبضے پہ ہاتھ ہے وہ ستمگر دھرے ہوے
کیا یہ ہرن ہیں سبزہ کو بینا چرے ہوے
کیا گھنگنیاں تھے منہ میں وہ اپنے بھرے ہوے
ہیں چاندنی کا کھیت یہ آہو چرے ہوے
دو گھونٹیاں سنا ہیں دم ایسے کھرے ہوے
دو چار کلیاں ہوئیں کچھ غرغرے ہوے
حمام دل کے ایسے بلند ابخرے ہوے
واں کوہ میں تو ہیں تھر بھرے ہوے

[illegible marginal notes]

[illegible]

مطلع ۱۷۷

بہار گل مین سودائی ہوا ہون اُسکی زلفونکا	بجا ہی عشق پیچان سے مر کسلین اگر باندھے
مین دل برگشتہ قسمت ہون کجی کر جائے تیر اُسکا	نشانہ طائر دلکا جو وہ ناوک نظر باندھے
بگولہ بنکے خاک قیس و فرہاد آئے سوبیت کو	ترا دیوانہ کوہ و دشت مین میدان اگر باندھے
غبار کوچہ کاکل ہوئی ہی بعد مرنے کے	ہوا اپنی میری خاک کیونکر بقدر باندھے
رخ انجام کو آئینہ آغاز مین دیکھے	تصور دم کا دانسے طوطی شیر باندھے
جو مین نے دوستی حسب عادت بھی تو فرمایا	نہین بیا جہ ہر اک بات کی لسان اگر باندھے
غم شادی صلت مین ہو ہوئمین عجب کیا ہی	جو پھر آنسو نکا وہ سر تابوت باندھے
ہزارون مر کے بن جانا ترے پا اُترجائین	سر بحر فنا تیغ جہازی پل اگر باندھے
دل بیتاب آزادی کے بکھیڑون سے	جہا نہین طائر قبلہ نما کے کس نے پر باندھے
پڑیگا سابقہ جسدن تو کھلجائیگا حال اُنکا	رقیب اپنے پتا ہر تے ہین تیغ و سپر باندھے
دیا خط دیکھے کیون پیغام اس بجرم پر اُسنے	زبان پر تو چڑھائی جانب بست نامہ بر باندھے

چمن مین چاندنی کے پھول پہ صدبرگ کا شک ہو

قلق زردی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

[illegible]

نہین کھلتا دکھاتا ہو فلک نیرنگ کیون ہم کو
قلق جیسے تماشائیکی بازیگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہو خوب وہ مرے حال سقیم سے

آئی نہ مل سکے اُس گل تر کی شمیم سے
اتنا گلا ہو باغ جہان مین نسیم سے

جلنے سے میرے یار ہو خوشنود اگر مرا
سمجھون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہو
بدلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

سیر دکھلائے رکھتے ہین آج اتنا دسترس
چاہین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتے نہین مطیع حسینان روزگار
توڑینگے اس طلسم کو ہم لوح سیم سے

درکار ہو نجف مین جو جاروب روشنی
عیسیٰ سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب جلد کر
جلاد مُنھ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کیونکر نہ مجکو ہو در گوش صنم عزیز
الفت خدا بھی رکھتا ہو طفل یتیم سے

جلتا ہون مثل طور مین رشک سے ہنوز
کیا تخلیے مین باتین ہوئین تھین کلیم سے

ہو سیر باغ کوے صنم کس کے تا نصیب
کی ہر مرے غبار نے سازش نسیم سے

۱۷۸

ادب دیکھو جو سوئے دشت جاتا ہو غبار اپنا
بگولا پیشوا لینے کو بیتابانہ آتا ہے

تمہارے خال عارض کے جو عاشق ہین سبب یہ ہے
ادب کرنے ہین بیرپا جو کوئی دانا آتا ہے

ہمین بھاتی نہین یہ حجتین شیخ و برہمن کی
پسند طبع اپنے مذہب رندانہ آتا ہے

جو پامالی سے بچتا ہے تو پالا مارا جاتا ہے
مری قسمت کا جب نشو و نما پروانہ آتا ہے

تو وہ ہے شمع بزم گل رخان اے قاتل عالم
تری محفل مین سر پر کھیل کر پروانہ آتا ہے

دل وارفتہ پر آما چلا ہے کعبۂ اس بت کا
مرے کعبے کے استقبال کو بتخانہ آتا ہے

جلو مین لشکر طفلان تماشائی ہے اک عالم
بڑی شوکت سے تیرا اے پری دیوانہ آتا ہے

گزند سنگ مرا اسکی گلی مین پہاڑ کھانے کو
رقیب روسیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہے

وہان بستی بسانے مین ترے دیوانۂ الفت
نظر جب قسمت گردین کوئی ویرانہ آتا ہے

جلانے کو فقط ان واعظان خود فضیحت کے
قلق کعبے سے اٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نعش مری پائمال کی
انکی خرام ناز نے کیا مجھسے چال کی

کیا کیا صفت بیان ہوائیں نونہال کی
جو بن ابھی ہے بہار ریاض جمال کی

شاہ وگدا ہین دونون اسیر ہوا و حرص	اُس کی فکر اسے ہی تو اُسکو ہر سال کی

آمد سُنی جو اُنکی تو کس ذوق سے **قلق**
طیاریان کین صبح سے شام وصال کی

ہمسیر جو وہ کھینچے ہوئے تیغ دو دم آئے	چلا کے اجل بولی کہ ہشیار ہم آئے
تھا خوف کہ گھر گھر کہین پڑ جائے نہ ماتم	درگاہ تلک اُن کے بمشکل علم آئے
امید کوئی فاتحہ کی اُس سے کہ تھے خاک	ہمراہ جنازہ بھی نہ جو دو قدم آئے
شاہونکی طرح شہر مین صحرا ئے جنون سے	بجتے ہوے ڈنکا سر بازار ہم آئے
سرگرم رہ دشت جنون ہو جو کوئی ہما	کیونکر نہ قدم لینے ہمارے ورم آئے
محتاج نہ خاک ہین اک سورہ قل کے	شاہونکے نہ کچھ کام نشان و علم آئے
حجت ہے نکیرین کی اُلجھا جو لحد مین	مولا کی صدا آئی نہ گھبراؤ ہم آئے
دکھلایا نیا شورش غلغال نے عالم	بے جان تو زندے تھے مردو نین دم آئے
نرگس کو نہ اُن آنکھو نسا آیا کوئی افسون	سنبل مین نہ اُن گیسوؤنسے پیچ و خم آئے
اب منفعل جو رہین ہنگام عیادت	آئے بھی تو دم دینے کو وہ مرتے دم آئے

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے — طرز بیداد حسینوں کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہے کڑی غافلو رہنا ہشیار — یہ جرس قافلے والوں کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اُٹھ نہیں سکتا اس سے — کون دلکو ادب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرائش قاتل اک روز — بو مرے خون کی وہ رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو — راستہ کوچۂ گیسو کا بتا دیتا ہے

جب گھٹا اُٹھتی ہے تو بادۂ گلگوں سے ہمیں — کرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم بازاری خونریزی سفاک رہے — تیرا جان باختہ یہ کسلیے دعا دیتا ہے

اور تو رندوں سے چلتا نہیں بس واعظ کا — دختر رز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت میں غضب کی ہو چمک — شاہدی یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب گل سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے — دانہ سوختہ کو نشو و نما دیتا ہے

کسی نعمت میں نہیں پاتے ہیں ایسی لذت — بوسہ جو اُن لب شیریں کا مزا دیتا ہے

ہمسے بھی سوا کوئی ستمگار نہیں — حسرتیں خاک میں سب دلکی ملا دیتا ہے

داغ غم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالاں ہے — جام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

کھٹ گیا ہی جب سے منظر دنمین رُخ گُلگون پاک ہر گل تر چشم بلبل مین بہ رنگ خار ہے

رحمۃ للعالمین پیدا ہوے ہین جس جگہ ابر رحمت اس مکانکا سایۂ دیوار ہے

سُنکے اُس بحر شفاعت کا تولد بولے سب اب جہاز امت عاصی کا بیڑا پار ہے

دیکھکر اعجاز ہین لیسے پھرلائے نہ وین سچ ہی کیا ان بت پرستون پہ خدا کی مار ہے

دہر مین برسا ہی جب سے نیر امیم تیغ عدل سرد بازار فساد و فتنہ و اشرار ہے

رعب دُشمن سے مائل اسلام کا فر ہی نہین لب پہ ناقوس کلیسا کے بھی استغفار ہے

جس سے تو راضی ہی شاہا اُس سے راضی ہے خدا جس سے تو بیزار ہے اُس سے خدا بیزار ہے

ای سپہر دین نہین ہو جہ یہ اتنا فروغ مہر و مہ مین بھی ترا اک پرتو انوار ہے

صاحب بینش تو کیا بھٹکے نہ دستہ کور بھی راہ شرع پاک ایسی صاف اور ہموار ہے

حسن محبوب آلٰہی کی پڑی ہے جیسے دھوم تختہ بند اُس سے نے ابتک مصر کا بازار ہے

دوست جتنے ہین وہ ہین امید وار باغ خلد دشمنونکو آپ کے خوف عذاب نار ہے

معجزہ شق قمر سے کوئی روشن نہ ہیو نیرہ دل کون اُس سے ہے افزون جسے انکار ہے

دردمند ہین لب جانبخش کے مین ہی نہین عیسی مریم بھی ترے عشق کا بیمار ہے

زلفیں اٹھا کے شوخی سے کہنے لگا وہ شوخ
اللہ رے بوجھ دونوں کے پریشانی رہ گئے

زندانسے اُن ہی نے کیے اور تو رہا
ہمسے جو تھے اسیر وہ دیوانے رہ گئے

کی ہمسری جو گوہر دندان یار سے
محجوب ہو کے موتیوں کے دانے رہ گئے

ساقی کا حسن دیکھ کے میکش ہوئے یہ مست
ہاتھوں میں سب لیے ہوے پیالے رہ گئے

اُس شعلہ رو نے چہرے سے اُٹھا جو نہیں نقاب
حیران شمع حسن کے پروانے رہ گئے

مندر کا جنمیں جمع اکھاڑا تھا کل سو آج
دیوانے رہنے کو وہ پریخانے رہ گئے

مسمار مسجدیں ہیں مومنین قسمت سے رندوں کی
باقی خراب ہو کے میخانے رہ گئے

ہر دل عزیز وہ ہوں ہیں سب ایک حال
اپنے تو کیا نہ وقت پہ بیگانے رہ گئے

فرہاد و قیس تو ہے لیکن اے **قلق**
الفت کے انکی خلق میں افسانے رہ گئے

تصور رخ و زلف سیاہ کسکا ہے
خیال آپ کو شام و پگاہ کسکا ہے

دل اسیر ستم داد خواہ کسکا ہے
یہ صید زخمی تیر نگاہ کسکا ہے

الٰہی کونسا دل سوختہ کراہا ہے
فلک پہ چھایا ہوا دود آہ کسکا ہے

کسنے رند وسکے سوا اسکو قبولا ساقی — دختر رز کی کہین سے نہ کبھی بات آئی

مسجدون مین جو نظر مجمع زہاد آیا — یاد کیا صحبت رندان خرابات آئی

کبھی بھیجا بھی تو بھیجا مجھے گلدستۂ باغ — یار کے پاس سے آئی تو یہ سوغات آئی

درہم داغ تو بلبل کو دیے زر گل کو — فصل گل بلغمین کرتی ہوئی خیرات آئی

جو بلیں بہ وہ گلگون کی لنڈھاوے تو بھی — ساقیا ابکی بڑی دھوم سے برسات آئی

مطلب دل کوئی اپنا کبھی نکلا نہ **قلق**
ان بتون کی نہ کسی کام ملاقات آئی

دفتر جو گلہ کے وہ صنم کھول رہا ہی — اغیار تو کیا دل بھی ادھر بول رہا ہی

آثار رہائی ہین یہ دل بول رہا ہی — صیاد ستمگر مرے پر کھول رہا ہی

غیر نسے مرے واسطے جو بول رہا ہی — آب دردندانمین وہ سم گھول رہا ہی

کس کس کا نہین طائر دل دام مین اسکے — طوطی خط عارض کا تسے بول رہا ہی

جامے سے ہوا جاتا ہی باہر جو ہر اک گل — کیا باغمین وہ بند قبا کھول رہا ہی

شاہون کیطرح کی ہی بسر دشت جنون مین — دیوانونکا ہمراہ مرے غول رہا ہی

۱۸۱

کہدو یہ طبلے نہ تکلیف نہ فرمائین | اچھا ہو دوائے یہ وہ رنجور نہین ہی
ہم چشمی جانان کبھی آہو نہ کرے گا | نرگس کی طرح آنکھو نمین معذور نہین ہی
دکھلائین فروغ اپنا مہ و مہر شب و روز | اسکے پردہ ابھی وہ بت پرنور نہین ہی
جز شکوہ سنا آپ سے بھی شکر نہ ہمنے | غمخوار کوئی آپ کا مسرور نہین ہی
سن سنکے مرا تذکرہ کیون کاٹتے ہو بات | تم جسسے ہو نالم یہ وہ مذکور نہین ہی
داد اپنی نہین پاتے ستم دیدہ تمھارے | اے بادشہ حسن یہ دستور نہین ہی
پشتارہ خط شوق کا اٹھے تو اٹھائے | پیغامبر اپنا کوئی مزدور نہین ہی
مسلیے مژہ یار عبث کرتی ہی کاوش | سولی کے سزاوار یہ منصور نہین ہی
ساقی کی توجہ ہی عبث خم نپٹ سے | کرچکتی ہی جسسے یہ وہ انگور نہین ہی
کیون طور کے مانند جلاتے ہو دلونکو | سرمہ جو لگا انھین منظور نہین ہی
دل دیکے کرین شکوہ بیدادی دلبر | ارباب محبت کا یہ دستور نہین ہی
ملنا ہو تو ملنا وہ قبیو نسے کرین ترک | یہ طرز ملاقات کا منظور نہین ہی
یوسف سے حسین مول لیا کرتا تھا کل تک | گو آج **قلق** صاحب مقدور نہین ہی

یہ جستجوے کمر مین ہمین ہوئی دقت
کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

ہوئی نہ غیر و نگہ کا فیصلہ ساعت حال
وہ حضور سے محروم داد خواہ چلے

تری رکاب مین اے شہسوار حکم جو ہو
مرا غبار بھی ہمراہ گرد راہ چلے

کرم سے اُسکے تو امید ہے مگر یہ شرم
کہ پاک آئے تھے آلودۂ گناہ چلے

کجی سے طینت ظالم بری نہین ہوتی
نہ سیدھی راہ کبھی افعی سیاہ چلے

چلا جو شہر سے صحرا کو مین وحشت زن
تو مجھپہ خود بخود اُٹھ اُٹھ کے سنگ راہ چلے

یہ صید دل بھی ہے مشتاق اے کمان ابرو
ادھر بھی کوئی ترا ناوک نگاہ چلے

تمام عمر نہ لے نام رہنمائی کا
خضر اگر مرے دست جنون کی راہ چلے

جو لیچلا ہمین جلاد سوے قربان گاہ
تو اس خوشی سے چلے ہم کہ عید گاہ چلے

قلق خدا کا بھی ان ظالمونکو خوف نہین
بتان دہر کے ہاتھوں سے داد خواہ چلے

گناہ گار چلے ہم کہ بیگناہ چلے
تو واعظ اپنی کہہ اپنی تو ہم تباہ چلے

چلے جو واعظ و رند اپنی اپنی راہ چلے
سوے میکدہ وہ سوے خانقاہ چلے

شمیم گو اگر گیسو یون ہمارے لیے اڑتین آہین
چمن سے نکہت گل سطرح لیکر صبا نکلے

علاج درد دل حیشان بیمار ان کی کرتے ہین
تماشا ہو کہ جا تمتمد بھی حاجت روا نکلے

سعادتمند تو وہ ہو کہ فرط شرم سے جھپکر
ترے سائے سے زیر سایہ بال ہما نکلے

نہین ہے کوئی ایذا دو مجھسا تہمت وحشت مین
اٹھا کر رکھ لون آنکھون پر جو کانٹا پانو سے نکلے

بجا کہتے ہین جو معذور کہتے ہین یہ دیکھا ہے
مگر یہ پیچ نکلے کے تمھارے بار ہا نکلے

ہمارا ضبط گر تاثیر اپنی تجکو دکھلائے
ترے خود منھ سے تیری مدعا کا گلا نکلے

مذمت واعظو کرتے تو ہو پر سر بدتا ہون
اگر بنت حب کوئی بڑھکر پارسا نکلے

عجب رنگین بیان ہے وہ زبانسے پھول جھڑتے ہین
دہان غنچہ سے اس گل کے آگے بات کیا نکلے

رہائی کیلیے احسان صیاد اج لین حاصل
قفس سے فصل گل کے بعد گر نکلے تو کیا نکلے

وہ مومن ہون جو بسم اللہ کہکر ای قلوب توڑدون
شکست بت سے بھی اللہ اکبر کی صدا نکلے

ستم ہو گا کبھی جب وقت آ بھی آ نکلے
ہماری جان کو تنتو ہلا کوئے سوا نکلے

سبکروحی ہماری ہو گئی باعث رہائی کا
جنون بین خانۂ زنجیر سے مثل صدا نکلے

انبنا ہیز شل شیرہ جان کو نبات و شہد — لیکن ملام چاشنی ترے ہونٹھونکے قند سے

دیوانگان عشق کی کٹتی ہین بیڑیان — غل ہو اسیر ہوتے ہین آزاد بند سے

اونچا مزار مزار نہ ہرگز بنا ئیو — نفرت تھی زیست مین بھی مکان بلند سے

وہ شہسوار مرکے بھی چھوڑا نہ تیرا ساتھ — لپٹی ہی خاک دامن زین سمند سے

سونیکی بیڑیان مرے پانو مین چاہئین — وابستہ دل ہوا ہی ترے دست بند سے

کیا کیا کٹے ہین شرم سے وہ نونہال باغ — جو بڑھ چلے تھے یار کے سرو بلند سے

فردائے حشر اٹھینگے وہی لوگ روسفید — داڑھی بڑھا کے بچگئے جو ریشخند سے

دلسوز تیرے ای صنم آتشین عذار — سیکھے ہین طرز نالہ سوزان سپند سے

نخوت ہمیشہ کرتے ہین نخوت اشعار سے — ملتے ہین جھک کے ہم تو تواضع پسند سے

جاتے ہین میکدے سے جو ہم مست بے پیے — شیشے پکارتے ہین صدائے بلند سے

وہ مبتلا ہین زلف کے پیچ آدمی تو کیا — چھوٹے نہ پھنسکے دیو بھی اسکے کمند سے

وہ شہسوار آکے صبا نے اڑائی خاک — ذرہ نکل سکے نہ تمھارے سمند سے

سمجھے جو دیکھا آنکھونکو اسکے قریب لف — صید آہوونکو کرتے ہین مشکین کمند سے

یہ وہ کالا ہے منتر ہی نہین ہے جسکے کاٹے کا
کبھی جانبر کوئی ہوتے نہ دیکھا مار گیسو سے

نہ پوچھو کچھ جو تھا اس دلکی بیتابی کا حال اسوقت
کہ بزم غیر مین جب اُٹھ گئے وہ میرے پہلو سے

ذرا نازک دماغی وقت گلگشت چمن دیکھو
دماغ اُسکا پریشان ہو گیا پھولوں کی خوشبو سے

حقیقت مین بلا کی پیچ در پیچ اسکی باہین ہین
کسی دلکو سلامت چھٹتے دیکھا کوئے گیسو سے

دم فکر سخن لکھون اگر وصف اُسکی آنکھون کے
قلم لون شاخ نرگس سے سیاہی چشم آہو سے

نہین تیوری چڑھاتا دیکھکر زخم جگر ہر دم
ہوا دیتا ہے قاتل دامن شمشیر ابرو سے

بلاشک وہ نون رخسار منور پر مین آگے دن
تفاؤل یہ لیا ہے ہمنے تیرے مصحف رو سے

اگر منظور ہے جیتا اس دل سودا زدہ کی ہے
ہوا دیتا ہے قاتل دامن شمشیر ابرو سے

وہ بلبل ہون جو یاد آتی ہین مجھے صیاد کی زلفین
دم گریہ گلے مین پڑ گیا ایک پھندا آنسو سے

ہوا مین کس مسی آلودہ لب کی رہتی ہے نالان
زبان برگ سوسن کیون نہین لگتی ہے تالو سے

حباب آسا بہار عمر ہے بس لے مُے گلگون
فلق آواز آتی ہے یہ گلشن مین لب جو سے

چاہتا ہون کشش دلکی یہ امداد رہے
کہ مرے طرح مرے دام مین صیاد رہے

اتنا تو ضعف ہے کوئی کھلتے سنا نہیں — یارب بنایا ہی کیا تن بے استخوان مجھے

گمنام ہوں نہیں میں ناموریکا ہوں خواستگار — درکار قبر کا نہیں اپنی نشان مجھے

داغ جہاں نہیں طائر نکہت کی طرح سے — آزاد عشق ہوں نہیں قید مکان مجھے

دل لیکے مہوشوں نے لیا نقد صبر و ہوش — لوٹا ہی رہزنوں نے مع کاروان مجھے

ایمان سے لے اپنے تو بھی کیدے وعظا — بھائیگی کوے یار کے ہوتے جنان مجھے

سن سن کے درد دل مرا کہتا ہی پھر کہو — سمجھا ہوا ہی یار کوئی قصہ خوان مجھے

ہوں نالہ کش ہر ایک ہیں غم سے مثل نے — الفت نے کر دیا ہی سراپا فغان مجھے

ایسا میں بار ہو گیا انکو بس فنا — احباب چھوڑے جاتے ہیں تنہا کہاں مجھے

کرتا اسیر گوشہ نشین چمن پہ رحم — صیاد دیکھتا تو مع آشیان مجھے

احسان ضعف ایکطرف اے جنون عشق — کانٹو نہیں کھینچے ہے مرا استخوان مجھے

حسن و فا دکھاؤں گا اُسوقت اے **قلق**
معشوق مل گیا جو کوئی قدردان مجھے

باقی نہ حجت ایک دم اثبات رہ گئی — ثابت کیا جو اُسکا دہن بات رہ گئی

چند غزلین اور رباعیات اور مفردات جو حال مین تصنیف ہوئی ہین درج ذیل ہوتی ہین

غزل اوّل

خوے نازو دلفریبی جو صنم رکھتے نہین
کیسے ہی خشترو ہون رغبت نسئے ر ہم رکھتے نہین

ای پری رو تیرے دیوانے ہین پابند وضع
خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہین

پیر ہی دم تک تھا سارا شوق خونریزی اُنھین
نیمچہ اپنا وہ اب دم بھر علم رکھتے نہین

اک نگاہ مہر تو کردیتی ہو دم مین نہال
کون ہین وہ تجھسے جو چشم کرم رکھتے نہین

شیشۂ مے کیطرح سے ہم بھی ہین نازک مزاج
بے بلائے بزم ساقی مین قدم رکھتے نہین

نفع ہو الفت کے سو یا ہو کہ نقصان صریح
ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہین

بات کرتے غیر سے دیکھین تجھین اور دین طرح
خوش ہو یا ناراض اتنا ضبط ہم رکھتے نہین

ساقیا ایسے ہین مستغنی گدائے میکدہ
خواہش جام جم و بادۂ جم اب رکھتے نہین

اپنے غرۂ حسن پہ ہر دم فلک پہ ہے دماغ
مہربان اتنو زمین پہ پائون ہم رکھتے نہین

غزل سوم

مرادہ ہی نارکم مزاجی جب دہی سب سے نجات
عیش کرتے پھرتے ہین عہد جنون عشق مین
کوچۂ قاتل کو چلتے سر کے بھل پر کیا کرین
حوصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہی آج
نکہت خوش بھی پڑان ہین اگر آہو تو کیا
غرض سے ہوتی ہو کب اہل میخ و شو نکی نجات
یا شفیع المذنبین کہ نین ہین تیرے سوا
لکھتے ہین جب خط شوق ہمکو نہین ہوتا تمام
ہمتو دیوانے ہین اُسکے جو ہمارے دلمین ہی
کرتے ہین جو ہمی خدائی کا یہ جو کس بات پر
شکر کرین کھانا جو ہر تقدیر مین لکھا ہوا

مجھسے بڑھکر کوئی مشتاق و بیخود کہتے نہین
شادمان سب طرح سے ہین کوئی غم کہتے نہین
ضعف سے جینے کی طاقت دفعتہ کہتے نہین
تو کمر مین اپنے پیچ و خم دم کہتے نہین
وہ کمر وہ لب وہ ناف و شکر کہتے نہین
بھر مرکب مین سخت جسم ہم رکھتے نہین
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہین
ہاتھ سے اپنے کبھی کاغذ قلم رکھتے نہین
شوق دید وصل محراب حرم رکھتے نہین
خصلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہین
ہر کسان ان دہر کو اس سے غرض رکھتے نہین

اے قلق واللہ وہ ایمان ہی بے نصیب
جسسے جو لوگ اندیشۂ واہم رکھتے نہین

غزل چہارم ۱۹۲

[illegible]

دھرا نہیں جگر دردمند عشق پہ ہاتھ
عدم سے آنیکا مطلب تھا کچھ اور مگر
مجھے ستانیکو کہتا ہے بار بار وہ شوخ
غرور حسن کہاں تک چھپاتے پھرے گا منھ
کرونگا عرض یہ محشر میں جب طلب ہوگا
جناب پیر مغان کا کرینگے دھوم سے عرس

حضور گور پہ حاتم کی لات مار آئے
برائے سیر تماشائے روزگار آئے
کہ کوئی جا کے ذرا دیکھنا کہار آئے
بہت قریب ہیں وہ دن بھی ہے نگار آئے
کہ تیرے آگے ترا کیا گناہگار آئے
ہم اپنے آپ میں اے دل جو ابکی بار آئے

سنا ہے پھر فلق زار نقد دل اپنا
قمار خانۂ الفت میں جل کے ہار آئے

مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہیں میرے بستر پر
ہمارے قتل کی نالش نہ کرنا اُس ستمگر پر
عزیز و جان دی ہے ہمنے چشم مست دلبر پر
نہیں چلتا کسی کا پیچ اُس زلف معنبر پر
ادائے تیز رفتاری بلائے جان عالم ہے

گمان تا بگہ کا کرتے ہیں اس جسم لاغر پر
اُٹھا رکھا ہے ہمنے دعوے خون روز محشر پر
ہمارا فاتحہ دینا مگر گلگو نکے ساغر پر
اثر کرتے نہ دیکھا سحر کو چشم فسونگر پر
لگے کٹنے ہیں الکھنے گلے کر قاتل کے خنجر پر

[illegible]

کیا بالفرض اگر سایہ ہمانے بھی کیے سر پر
نثار آکر پڑھین قدسی ہمارے دامن تر پر
کوئی اسپند تھوڑا سا چھڑکدے میر بستر پر
اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

دماغ اتنا کہان جو اُٹھ سکے در دسر دولت
وہ ہین فی آبرو اے زاہد ہم میکدے والے
جبین آگاہ ہو تاگر مٹی تھپتھائے ہجر اپنے
شب مہتاب مین ہو میکشی کی رو کیفیت

یہ خود ہی کو دکان سنگ لیے چھیڑ کرتا ہے
قلق پتھر پڑین ایسے جنون فتنہ پرور پر

غزل چہارم

کشتۂ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین
اسپہ بھی دیکھتے ہین ہمکو وہ کیا دیتے ہین
جلوۂ قدرت اللہ دکھا دیتے ہین
منہ سے جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین
پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین
کون وہ لوگ ہین جو دلکو دکھا دیتے ہین

منہ سے منہ پیار مین اگر وہ ملا دیتے ہین
جنس دل ہمتو انھین مفت لگا دیتے ہین
جب نقاب رخ انور وہ اُٹھا دیتے ہین
رہ گئی ان وفا صادق الاقرار ہین سب
مائل قتل جو ہوتے ہین اُسے تو بے عذر
ہم تو چیونٹی کو بھی تکلیف نہین مقدور

[illegible]

آزمانے پہ ہین عشق پر ہنینو اتھنا اس سے
جان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہین

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہی انھین
قلق اک بھیڑ خریدار لگا دیتے ہین

متفرقات

لبالب بادۂ گلرنگ سے دلکا پیالا ہی
کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون

چمن مین اے صبا پوچھین کبھی گر ہم اسیرونکو
کیا عذر معصیت کے کرونمین حضور سے

ہجوم اپنے نگاہ دلمین ہی جو شوق بیجد کا
قاتل کا نیمچہ جو کئی بار اُچٹ گیا

کیا کیا نہ امتحان مین ہم سرخرو ہے
وطن چھڑ کے اے چرخ اتنی ایذا دے نہ غربت مین

زمانے سے پائمال کرتے ہین

وہ بیکس شہ ہون کہ جسنے خرمن زکو گھر مین ڈالا ہی
معشوق نوجوان ہی تو مین سن رسیدہ ہون

سلام شوق کہدینا ہمارے ہمصفیرون کو
واللہ شرم آتی ہی اک اک قصور سے

ہوا ہی گوش زد مژدہ یہ کسکی آمد آمد کا
مین سخت جان بن فرو ندامت سے گھٹ گیا

تیغ نگاہ یار تری آبرو رہے
بیٹھے ہین لکھنؤ والے کنار ناز و نعمت مین

پائمالون سے جال کرتے ہین

وصل کی شب جو سحر تک دو توقف کرتے
دولت حسن میں ہم خوب تصرف کرتے
[illegible]
کھلتے ہیں روز رنج فراق حبیب کا
یارب یہی ہے رزق ہمارے نصیب کا

رباعی

ہر آن رہے زبان پہ جاری توبہ
[illegible] کی جو بوقت دم شماری توبہ

کیونکر تو نہ رنگ لگے مجھے سوائے قیامت
سمجھے ہی ہر لیے انجمن آرائے قیامت

کچھ غم نہیں جو یار سے ہم سے بگڑ گئی
ہو جائیگا ملاپ جو تقدیر لڑ گئی

کیا کیجیے آکے دہر میں کیا کام کر چلے
نام ایک مشت خاک کا بدنام کر چلے

کرنیکا جو نہ کام تھا وہ کام کر گئے
فرہاد و قیس دونوں بڑا نام کر گئے

وہ گئے دن جو غدار ہتے تھے ہمارے حباب
آجکل دشمن جانی ہیں ہمارے احباب

یاد میں اک کف رنگین کے جگر جلتا ہے
آتش رنگ حنا سے مرا گھر جلتا ہے

رحمت تری اے انجمن آرائے قیامت
ہوئے ہی شہ دیگی مجھے رسوائے قیامت

جان الفت گیسوئے کس آفت میں پڑی ہے
جب دیکھیے اک تازہ بلا سر پہ کھڑی ہے

پائی نہ اسکے ہاتھ سے رحمت جہاں رہے
اس سرزمین پہ ہم رہیں یا آسمان رہے

رنج میں رونے والے بھی غضب ڈھاتے ہیں
آتش غیظ یہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہیں

کس قیامت کی ادا ہے یار تیری چال میں
شور محشر کا ہے عالم شورش خلخال میں

ستم ہی مجھپہ کیا اور بانی بیداد کرتا تھا
کبھی کچھ کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرتا تھا

جو دو گھڑی کیے دیکھی وہ بام پر جلتے
نگاہ خلق سے شمس و قمر اتر جاتے

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

محروم نہ قلق نالہ و فریاد کرو | مالک جو تمہارا ہو اُسے یاد کرو
اب آتی ہی آواز یہ انشاء اللہ | قید غم و ہم سے اسے آزاد کرو

رباعی

شرمندہ ہوئے ہین مجھسے جو عصیان عظیم | اس تیغ الم سے جگر و دل ہر دو نیم
برمن منگر بر کرم خویشش نگرا | مجرم کوئی مجھسا ہی نہ تجھسا ہی کریم

رباعی

آگاہ ہین خوب اپنی ضلالت سے ہم | اک خاک کی مٹی پہ یہ الطاف و کرم
امید نہ کیونکر ہو جو تو یہ فرمائے | این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

رباعی

یارب تری رہ فیض رسان ہو درگاہ | پھرتا نہین محروم کوئی حاجت خواہ
غیر دستے کردن سوال تیرے ہوتے | لاحول و لا قوۃ الا باللہ

رباعی

مالک کی خوشی کا نہ کوئی کام کیا | جو کام کیا قابل الزام کیا

رباعی

[illegible] عصیان اپنی آزمانا ہی سب
توبہ کا بھی ہین نے نام بہ نام سب

رباعی

[illegible] نہین نافرمان ہو
[illegible] عصیان ہی واعظ
[illegible] کی سب پایان ہو

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

۱۹۷

رباعی

[illegible]

رباعی

دل زاہد از اندوہ [illegible] امیداری
چون او دیگران [illegible] امیداری
[illegible] امیداری

رباعی

یارب [illegible]
از لطف و عنایت [illegible] امدادم
[illegible]

رباعی

دل از تو چه گویم که چه‌ها مے خواہد — ز منصب و شاہی نه لوا میخواہد
پر ولئے دگر ہیچ ندارد الّا — از تو دل مشتاق ترا میخواہد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنائے احمد — کس نیست شفیعم سوائے احمد
بینید بروز حشر انشاء اللہ — باشم تہ دامان لوائے احمد

رباعی

در شہر مدینه چه بود مسکن ما — زین به بجہان نیست دگر مامن ما
دانیم که یابیم مراد کونین — گر قرب در پاک شود مدفن ما

رباعی

ای بادشه ملک قناعت مددے — وے خسرو اقلیم کرامت مددے
بر درگه تو بپائے لنگ آمده ام — اے شیر نستان ولایت مددے

تمام شد

تقریظ مطبوعہ سابق ریختہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خانصاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہی جو صورت
پرستان زمان ہلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہی حسن و جمال سے پریرویون کے ہوش بھلاتی ہی
صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین معاشرون سے کہو کہ بادہ مستی
چھوڑین پارسا بنین ذوق صبوحی سرتاسر تلخکامی اور کدورت کی نشانی ہی حلاوت روحی
شوق معانی ہی جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو چستی
ناتوان کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہی کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو
قبول ہوتی ہی صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دختر رز حرام ہی الحمد للہ کہ مین مسلمان ہون
مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہی ہان یہ ہو سکتا ہی کہ شراب طہور کا ایک جام اور
199 حوران خلد کا پیام سنون تو اُسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ ترہات
فرماؤن لاحول ولا قوۃ اے ہرزہ درا یہ کیا ہرزہ درائی ہی کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ
حضرت یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف
خواجہ اسد المتخلص بہ **قلق** کا دیوان چھپا ہی اور اُس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہی تیجیے
اب تو ہم بے پر اُڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین پہونچکر وہان کی سیر اور شاہدون کا
مشاہدہ کر آتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو چپ نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم بتلائین اور کلید
امید وصال جاوید کی نوید سنائین سنو مینو سواد شہر لطافت بہر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج
ہی اُسمین ایک مطبع غمگینو نکا غم غلط کرنیوالا اور دافع رنج ہی اور اگر وہان جاؤگے ضرور ناظورہ
مراد پاؤگے یہ سنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین بجبعت آگین مسرت قرین پایا دیکھتا کیا ہون

که میر پر مجلد دیوان قلق موجود ہو اور ریخ وقلق مفقود ہو از بسکہ ایک مدت دراز سے ذوق
کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی آرزو کا روز گذا گھٹتا تھا تمنا کا ہمیشہ
خون ہوتا تھا دیکھتے ہی جان مین جان آئی خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدۂ دل
نے نور وسرور پایا روح پر فتوح نے لطف تازہ اُٹھایا ع اینکہ مے بینم بہ بیداریست
یا رب یا بخواب + اُس وقت حالت وجدانی مین یہ حسب حال مصرع یاد آیا ع یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم + اڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر توصیف
کی اور کلام قلق کی کمال تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہو اور اسکا ہر شعر کس
رتبہ کا ہو مانا کہ آپ وقائع نگاری مین ہوشیار با منتخب روزگار ہین مگر یہ کیونکر تسلیم کرین کہ
دہان آوری مین بھی کامل العیار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سُنتے ہین کہ آپ بھی
۲۰۷ کبھی اس دریا مین غواصی کر چکے ہین دامن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر تا ذوق لذات
کے لیے کیا مزا اُس مشہور ہو کہ سادھون کو کیا سواد۔ اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ
دلون کی کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف + ہان صاحب
یہ سب سچ ہو ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے اسیو اسطے
کچھ بھی اسکی تعریف مین توغل نہین ہو اگر مؤرخانہ خیالات درائی مین بلا شک تامل نہین
ہو گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہو خوبی شعر اور صفات شاعر کا اظہار اسلیے فضول
متصور ہوا کہ اُنکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے پایگاہ عالی ہو منصف مزاج جب
پڑھینگے خود دیکھ لینگے کہ یہ گرامی منش ستودہ روش کیسا کیسا روشن بیان سحر زبان
نازک خیال شیرین مقال اور با کمال ہو اہل لکھنؤ تو اُن کی قابلیت کے پہلے ہی سے
قائل ہین اسمین کیا قیل وقال ہو البتہ اخلاق خاص اور فیض عام جناب منشی نولکشور صاحب

والا مقام نیکنام قابل ستایش ہو کہ اُن کے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور شتاب چھاپی یا الٰہی جب تک نطق و سخن رہے اور امتیاز لطف نو و کہن رہے یہ عروسان چمن معنی کا جوبن بصد تمکین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز رہے یہ مطبع دنیا مین نیک نام و سرفراز رہے اور اخبار مضامین عالی سے شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہو یا خدا مقبول این گفتار باد + تا جہان باشد اودھ اخبار باد +

قطعۂ خاتمۂ دیوان قلق مطبوعۂ سابق رنجیدہ قلم جواہر رقم محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

قلق کو لکھو مین خدائے سخن
زمین سخن اسقدر ہو بلند
جو مصرع ہو اڑتا ہوا عرش پر
ہر اک صفحہ محسود باغ و بہار
کرے کوئی اسکی نہ فرعونیان
چھپا اُسکا دیوان ایسا ہے تمام
یہ مطبع کے صناع کا ہو فیض عام
وہ ہو بحر مواج فیض و کرم
مرا قول ہو مثل اُسکے کبھی
تماگستری اُسکی ہان وہ کرے
ہر اک اُسکا شاعر ہو شعری مکان
ہمیشہ تہ دل سے منظور ہو
خدیو جہانگیر انجم سپاہ

نہ ٹھہرا ہو گر شرع والے گناہ
کہ ہو پیر فلک کی نہ پہونچے نگاہ
پرستان کو دیوان پہ ہو اشتباہ
صریر قلم کبک کا قاہ قاہ
وہ موشی ہو خامہ سے ہر یار سیاہ
کہین دیکھکر جسکو سب واہ واہ
کہ ہو خاص وہ لعف مغتنل آلہ
اسیر اندرون کے ہین وے آب چاہ
ہوا ہو نہو گا کوئی خانہ خواہ
کہ ہو علم کی جسکو کچھ دستگاہ
ہر اک ہو کا منشی عطارد پناہ
ندیم و ملازم کی اُسکو رفاہ
نئے آستانے پہ ہون دادخواہ

وہ ہو مہر اوج سپہر کلام
ہلالکے ہین مضمون چمکتے ہوے
وہ باریک معنی ہین نام خدا
کہ گر غوطے کھائیگا غواص فکر
عدو گر سُنے شعر ہو دلمین درد
نہوتے اگر لفظ اُبھرے ہوے
وہ ہو مالک ملک دانشوری
کرم مین عنایت مین اخلاق مین
سمجھتے ہین سب ہیچ راجی اُسے
نہ مجھ ما کہ جو جانتا ایک ہو
اُسے باٹی اپنے تیغ ہر طرح
پڑھون ایک مطلع دعا مین شتاب
رہے جبتک چہرۂ کاہ زرد

وہ اقلیم معنی کا ہو بادشاہ
ہر اک نقطہ ہو غیرت مہر و ماہ
کہ عاجز ہو دریافت سے انتباہ
بجز غزل کی نہ پائیگا تھاہ
کہے واہ واکی جگہ آہ آہ
نہ زنہار کاغذ پہ جمتی نگاہ
وہ ہو شاہ اقلیم توقیر و جاہ
وہ مشہور ہو ہند سے تا فراد
جگہ سر پہ دیتے ہین صاحب کلاہ
حساب عدو سے سپید و سیاہ
اُسے عہد کا اپنے کرنا نباہ
دعا سے مری ہو اجابت کی راہ
رہے جبتک سبزۂ برگ گیاہ

زمین پر ہے آسمان جبتلک | رہے جبتلک لے معنی کو راہ
سلامت رہے تو قیامت تلک | رہے گرد بخشش تری بارگاہ

رہے روز و شب یہ جم غفیر | رہے بخشش و جود شام و پگاہ
رہے دولت تیرا خوش شاد مند | رہے تیرا دشمن خراب و تباہ

تری بزم عشرت مین ناظر ہو شمس | رہے نیر محفل مین سرگرم راہ
بڑھین ہونئے تری عمر کے | گھٹین جتنے حسادکے سال و ماہ

جو بدخواہ ہو تیرا اُسکے کبھی | نہو کفش پا مین نہ سر پر کلاہ
ہوا طبع دیوان مہ جون مین | کہ مضمون فتنہ نشان ہر گواہ

لکھا حالیہ شعر تاریخ مین | جو تسلیم سال عرب کی تھی چاہ
قلق کے سخن کا لکھین وصف وہ | سخن سنج سنکر کہے جسکو واہ ۱۲۹۹ھ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص دفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق | زیب ہر اجہ کنم وصف او
کرد وفا از پے سالش رقم | شاعر مشہور بکلام نکو ۱۲۹۹ھ

خاتمة الطبع از کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آفتاب الدولہ خواجہ ارشد علیخان صاحب بہادر متخلص بہ قلق مطبع منشی نولکشور کانپور مین بہ سرپرستی رائے بہادر جناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع ہذا دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوندیال صاحب عاقل اکیٹنٹ بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ع چوتھی مرتبہ جھپکر کحل البصر چشم ناظرین ہوا

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اکیٹنٹ مطبع

چو دیوان قلق مطبوع گردید | کہ و مہ داد حسن خوبیش داد
پے تاریخ سال ہجری او | رقم زد کلک عاقل - نظم دلشاد ۱۲۹۹ھ

تاریخ طبع از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ علیہ التصحیح

کلام قلق شد چو مطبوع ایدون | بصد حسن و خوبی بصد زیب و تزئین
دم طبع او سال تاریخ ہجری | رقم کرد حامد - جہا نظم رنگین ۱۲۹۹ھ

ایضاً

ہر کہ دیوان قلق دید بگفت از انصاف | ہست سرتا بقدم نظم قلق دلچسپ
خامۂ حامد و از رفتہ بسال ہجری | کرد فی الفور رقم - نظم قلق دلچسپ ۱۲۹۹ھ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان نعت سروری -	۴ر۳ پائی	**مثنویات اُردو**	
بہارستان اشعار -	۳ر		
دیوان جرار - کلام میرزا حسین جرار -	۳ر۹ پائی	مثنوی طلسم جہان -	۴ر
بہارستان سخن مجموعۂ کلام استاد ناسخ آتش آبادی	۷ر۳ پائی	مثنوی بہارستان نادان - ترجمہ مثنوی غنیمت	۲ر۶ پائی
ترجمہ قصائد عرفی - موسوم بہ عجیب غریب		مثنوی موجۂ غم - مع مثنوی نالۂ حزین -	۹ پائی
از مولانا عبدالمجید خان -	۱۱ر۳ پائی	مثنوی سعدین -	۱ر
دیوان عاشق -	۲ر	مثنوی خورشید روشن -	۹ پائی
دیوان ضامن -	۲ر۳ پائی	مثنوی حیرت افزا - مع غزلیات و مخمس	۱ر
دیوان شائستہ پاسخ	۸ر	مثنوی در صفت کشمیر -	۱ر
دیوان چمنستان جوش -	۷ر	مسدس کریما -	۶ پائی
دیوان حمد ایزدی -	۳ر	مثنوی یوسف زلیخا منظوم - از استاد نگار -	۲ر۶ پائی
دیوان نعتیہ - از مولوی احمد علی	۳ر	ترجمہ اُردو شرح یوسف زلیخائے جامی	۶ر
مجمع الاشعار -	۴ر۶ پائی	مثنوی گلزار نسیم -	۱ر
چمن بے نظیر -	۱۱ر۶ پائی	مثنوی میر حسن دہلوی با تصویر -	۸ر۹ پائی
گلدستۂ امانت -	۱ر	مثنوی دلاویز -	۱ر
دیوان حیرت -	۷ر	مثنوی رموز العاشقین -	۱ر
گلدستۂ حفیظ اللہ خان معروف بہ اشعار دلپسند	۵ر	مثنوی حور جنان -	۲ر
شرح ترجمۂ قصائد عرفی - از مولانا ابوالحسن	۶ر	مثنوی گلشن عشق -	۶ پائی
دیوان مناجات ہندی -	۷ر	مثنوی دریائے تعشق -	۲ر
نوشتۂ آخرت منتخب قصائد و غزلیات حمد و نعت	۸ر	مثنوی بلبل چہچر -	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
بارہ ماسہ برہ بارلیس	۶ پائی
بارہ ماسہ سندر کلی۔	۶ پائی
مجموعہ بارہ ماسہ جہاب بنی مادھو خیر اشاہ و مقصود	ار
بارہ ماسہ سنگھ جدید۔	۶ پائی
اندر سبھا امانت۔ مداری لال یکجائی۔	ار
قصہ جات نثر اُردو	
الف لیلیٰ باتصویر مرتبہ مولوی حامد علیخان تقطیع کلان۔	عہ ۸ر
فسانہ عجائب۔ جلی قلم باتصویر۔	۹ر پ
سرور سخن۔ بجواب فسانہ عجائب۔	۵ر۳ پائی
طلسم حیرت۔	۵ر
طلسم فصاحت قصہ عجیب غریب فسانہ عجیب	۱۲ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر۔	۵ر پائی
ریاض تحقیق نادر شرح جدید سکندر نامہ بری۔	عہ ۱۱ر
داستان امیر حمزہ۔ باتصویر مسلسل ہر چہار دفتر۔	
قصہ جات نظم اُردو	
قصہ شاہ روم	۶ پائی
قصہ شیخ منصور۔	۶ پائی

نام کتاب	قیمت
سنگاسن بتیسی منظوم۔	۱۴ر
گلزار ابراہیم قصہ ابراہیم ادہم۔	۲ر۳ پائی
چشمہ شیرین۔ قصہ شیرین و فرہاد۔	ار۳ پائی
جوگن نامہ	۶ پائی
ایجاد رنگین۔ حکایات نصائح	ار
مجموعہ چوہے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ از منشی بینی رام۔	ار
پدماوت بھاکھا اُردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع۔	۱۲ر
پدماوت اُردو و ترجمہ از فارسی شعر بہ شعر ملک محمد جائسی۔	عہ
پدماوت اُردو۔ ازعبرت و عشرت	۳ر
فسانہ عجائب منظوم۔	ار
نلدمن اُردو۔	ار۳ پائی
ہدیہ انتظار۔	۶ پائی
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۸ر
قصہ عابد و شیطان۔	۳ پائی
شیرین خسرو باتصویر	۲ر۹ پائی
بنجارہ نامہ۔	۳ پائی